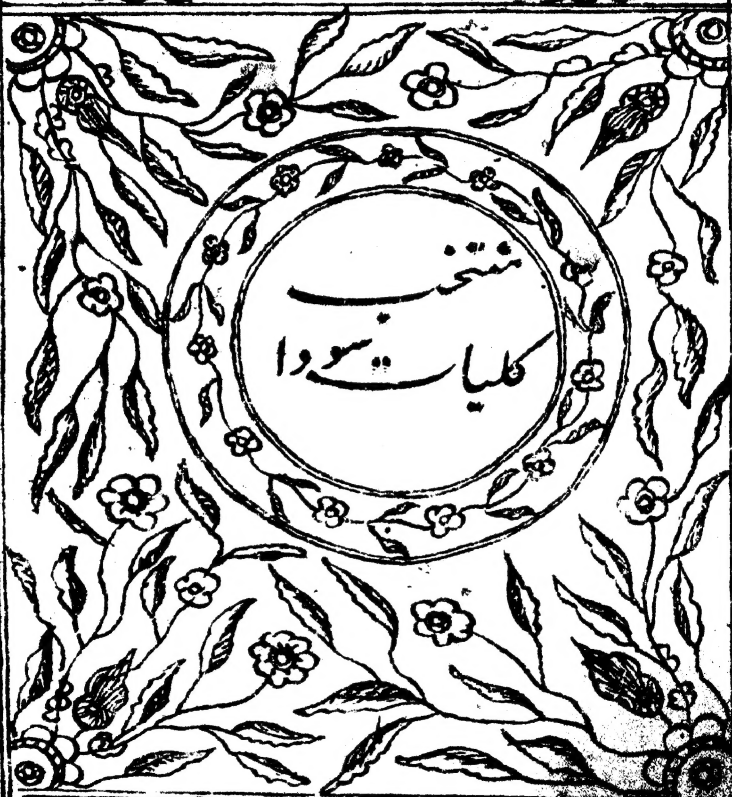


شیخ بری خدایا کار انتحاب تصایہ اور عز و جلال
شخص کا جس کو



تہذیب میں حسب فرمائش مولوی کریم الدین صاحب
کے مطبع العلوم متعلقہ مدرسہ دہلی میں
نومبر ۱۹۵۲ء میں چھپایا گیا

بسم الله الرحمن الرحيم

قصیدہ لغت میں حضرت سید المرسلین و خاتم
النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں

ہوا جب کفرانست ہی وہ تعالیٰ مسلمان
 ہنر بہہ اگر اول ترک کیو تب لباس اسی
 خرام زکار کرنا باعث اندوہ دل بود
 خوش آمد کر کن علی طلیعی اول و تک
 عروج و حیات کو نہیں کوہ قدر شمس کلم
 کرے ہی کلفت ایام ضایع قدر بود
 اکیلا ہو کہ وہ دنیا میں گریا ہے حسیا
 اذیت وصل میں دوری جہاں اسی سے ماضی
 سو قریاں ارباب ہنر کہنے لباسی میں
 رنگ کو وہ خاموش حرف نامی ہنر
 پیر و شمس ہی ہنر شمس ربط بود

نہ تو بے شیخ سی زناد کبھی سلیمانی
 ہو چون تیج سچو ہو دگر نہ تنگ ایمانی
 حصول جمع سی غنچے کو آخر ہر پرتابی
 بجا ہے استن کہن نشا ہو کی مینانی
 سدا رہندگی ملک برسا دھوا زانی
 ہوئی جب تیغ رنگ اورد گجاتی ہر بھجانی
 ہوئی ہر فیض تنہائی عسی خضر طولانی
 بہت رہائی لان فضل گل میں نہ لسانی
 کہ ہو تیج رجو ہر آپے عزت ہر ایمانی
 کہ تابد گوید اسی غیب کے کہیے شہمانی
 موافق گر ہو دے دوست ہی دودہ دشمنانی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بزم غبار ہو جو کسی ترقی بخش انش کا
 کوئی ہے دہر زینت ظالموں پر نیزہ بغیر کی
 طلوع مہر جو باطل حشر آسمان او پر
 عجب نادان میں وہ جگہ جو عجب تاسطانی
 نہیں معلوم آئیے خاک میں کیا کیا لاد کیا
 باری آہ تیرا دل نہ تراو تو با قسمت
 تری زلفوں سے اپنی رو سیاہی کہ نہیں
 جوں کے ماتہ سسی تا قدم کا سیدہ اتنا ہو
 زانی سہیں کہتا ہی کار بستہ حیران ہو
 نہ کہی جگ میں پر قسم ہے اندوہ دور
 سنجے میں آمو دامن طول سنوں لازم
 سمجھ آقا قباحت ہم گنگ رہا ہو گا
 خدایے واسطی باز آو اپنے جہان کے
 نظر رکھنے سے حاصل انکی چشم زلف او پر
 کمال اس کفر کو دل سے لاشہ وقت آما ہی
 رہی دین محمد پر دی میں اسکی جویں
 کس سجدہ کوئی آدم خاکی کو گرا سیکے
 اسکو آدم و حوا کی خلقت سے کیا بدلا
 خیال خلق اسکا گر شعیر ان ہو دے

نفس جنتک ہے داغ دل فرست
 کہ زینت کے چشمہ بار سہر صفا
 کہوں گریہ غزل کہ اس میں عین ظلم
 ملک بال ہا کو بل یوں ہے گس انی
 چشمہ نفس باسی تا دم تک نہ جہ
 دو گرنہ دیکھ آئینہ کہ تیر ہو طے پانی
 نہ ہی جمیت خاطر مجھی انکی پریشانی
 کہ اعضا دہ زنجیر کے کرتے میں چنگانی
 گرہ غجون کے کہو کے ہر صبا کو کربانی
 گراؤ سہی اب باقی رہا ہر ربط بشانی
 خط خابہ کی سرکشائی ایسی زبانی
 اداسے چمن مشائی و صفت زلف طلالی
 نہیں ہے انسی ہر گز فائدہ غیر از شبانی
 گر سار ہو صحت یا کنج پریشانی
 برین کو ضم کر تا ہی تکلیف سلائی
 رہی خاک دم سے انکی چشم عرش نورانی
 امانت دار نور احمدی ہوئی نہ مشائی
 مراد الفاظ سہی میں تا ایت قرانی
 کہ بخشش کے منت پروردی اور ظلالی

خداوند
 بزم غبار
 کوئی ہے
 طلوع مہر
 عجب نادان
 نہیں معلوم
 باری آہ
 تری زلفوں
 جوں کے ماتہ
 زانی سہیں
 نہ کہی جگ
 سنجے میں
 سمجھ آقا
 خدایے واسطی
 نظر رکھنے
 کمال اس کفر
 رہی دین محمد
 کس سجدہ کوئی
 اسکو آدم و حوا
 خیال خلق اسکا

زبان پر اسکی گندھی جو حسن تھا
 لکھا جک قدم سبز تہائی شوق
 لکھنا نقصان جس کے شکر کا یاد ہو
 موافق گردن را عدل اسکا آب و تاب کو
 یہ کیا انصاف ہی یاد کہ وحش و طغیان
 پر جو اشیائیں باز کیے تھے کوثر کا
 بہا اس پر دروازہ ملخ اوج سعادت پر
 کیا ہی منجھ گلی باغ میں خاطر سی بلبل کی
 جہان انصاف کے بر گاہ اب معجزاتی
 ہزار انوس ایل ہم شے اوقت و تاب میں
 ہونی سی حد اس کے اس وقت سے
 سے ہم صورت دین کر اس کے ہونے
 عا د اللہ یہ کیا حرف بی موقع ہوا
 ارفہم ناقص لکھا جھکو یہ سجھا
 صورت اس کے یلا ریت دہ صورت
 شمن رانی دال اس کے گفتگو پر
 من شکل ہون جوتی جو یہاں کی کسی
 کے مت حل ہے بود اس میں فہم تو

کرب و دان ناز از رش بہر یک فانی
 کرب ہی موج بحر عدت سے طہانی
 لکھ لوگ اس کے دوسری غرق الموابانی
 کو نوی سنگ سے بنی ہی شکل سل رانی
 اس امن و عشق سی اپنی روبرو فانی
 شبان کے گرگ کو شے کی سو ہی جانی
 کر ہے مورچہ کوسند و دیر سلیمانی
 جواب اوراق جمعیت کو بولی جانی
 تو اس کے رائے ہو گئے عدل کے کیا کچھ فرادانی
 و گرنہ کرتے یہ کہیں حال اس کے نورانی
 قیامت ہو گا دل حبیب محبوب سجانی
 سجائی کہیں اس کے تین ہم دیف ثانی
 جو اسکو بہر کہو نہیں تو ہوں مرد و سلیمانی
 کہ وہ مہر الوہیت ہی اور بہاہ کفانی
 جو معنی اسمن سن بنیاد من معنی رانی
 کہ دیکھا جینے اسکو دیکھی اسنے شکل زردانی
 خدا کریمہ نفر ماہنیں میرا کوئی ثانی
 کہ استغفار اب اس منہ ہی کے کی تا خوا

کرب و دان ناز از رش بہر یک فانی
 کرب ہی موج بحر عدت سے طہانی
 لکھ لوگ اس کے دوسری غرق الموابانی
 کو نوی سنگ سے بنی ہی شکل سل رانی
 اس امن و عشق سی اپنی روبرو فانی
 شبان کے گرگ کو شے کی سو ہی جانی
 کر ہے مورچہ کوسند و دیر سلیمانی
 جواب اوراق جمعیت کو بولی جانی
 تو اس کے رائے ہو گئے عدل کے کیا کچھ فرادانی
 و گرنہ کرتے یہ کہیں حال اس کے نورانی
 قیامت ہو گا دل حبیب محبوب سجانی
 سجائی کہیں اس کے تین ہم دیف ثانی
 جو اسکو بہر کہو نہیں تو ہوں مرد و سلیمانی
 کہ وہ مہر الوہیت ہی اور بہاہ کفانی
 جو معنی اسمن سن بنیاد من معنی رانی
 کہ دیکھا جینے اسکو دیکھی اسنے شکل زردانی
 خدا کریمہ نفر ماہنیں میرا کوئی ثانی
 کہ استغفار اب اس منہ ہی کے کی تا خوا

کرب و دان ناز از رش بہر یک فانی
 کرب ہی موج بحر عدت سے طہانی
 لکھ لوگ اس کے دوسری غرق الموابانی
 کو نوی سنگ سے بنی ہی شکل سل رانی
 اس امن و عشق سی اپنی روبرو فانی
 شبان کے گرگ کو شے کی سو ہی جانی
 کر ہے مورچہ کوسند و دیر سلیمانی
 جواب اوراق جمعیت کو بولی جانی
 تو اس کے رائے ہو گئے عدل کے کیا کچھ فرادانی
 و گرنہ کرتے یہ کہیں حال اس کے نورانی
 قیامت ہو گا دل حبیب محبوب سجانی
 سجائی کہیں اس کے تین ہم دیف ثانی
 جو اسکو بہر کہو نہیں تو ہوں مرد و سلیمانی
 کہ وہ مہر الوہیت ہی اور بہاہ کفانی
 جو معنی اسمن سن بنیاد من معنی رانی
 کہ دیکھا جینے اسکو دیکھی اسنے شکل زردانی
 خدا کریمہ نفر ماہنیں میرا کوئی ثانی
 کہ استغفار اب اس منہ ہی کے کی تا خوا

قصیدہ منقبت میں اللہ الغالب
 امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے

اہل گاہی ہر دے کا چہستان ہے عمل
 سجدہ شکر میں ہے شاخ غرور ہر ایک
 موت نامیہ لیتے ہیں نباتات کے چمن
 واسطے خلعت نور و زکے پر شاخ کی چوچ
 بخشش میں گل نورستہ کی زکات آہستہ
 گلشن بہار میں ہے کہ جسکے آگے
 تار بارش میں پروتے ہیں گہرائی نگار
 بارش آستان گلشن عجم گل کے
 جوش و سبکے خاک ہے اب دور
 شاخ میں گل کی زکات بہیم نہی
 دم ہی سے فروغ فیض ہوا ہی بیان نکست
 فکر نہا ہی بھیجے بہ کہ زبان سے اپنی
 حجابم کے پیش از مد نامیہ سے
 سبز ہوتا ہی فیض کی سخن پر بار بار
 دست کل حوزہ و شاخ کل غلزار بہم
 غنچے پرچہ ہنر موقوف عجب نصیب ہے
 آدمی ہی اپنے نظر لاکھ طر کا وہ گل
 یاسمن نگار کہنے ہی خزانہ سی مانا
 چشم تر کے نصارت کے زریں در
 اس قدر محو تماشا ہے کہ ترک کے طرح

تیغ اردی نے کیا ملک ان مسائل
 و کبہ کر باغ جہان میں گرم وصل
 دال سی بات تلک نعل سی لکڑ پائل
 اجمہ قطع لگی کہنے روشن بر محل
 پوشش جہت قلم کار بہرہ و خیل
 کار نقاشے مانی ہے دم وہ اول
 تار پہنے گوشتی کے ہر سو مادل
 لوتے ہی سبز برادر بکد ہوا ہی بجل
 شاخ میں گاؤں کے بہر جو ہو گول
 شمع سان گرمی نظارہ سی جالی کی کدل
 دین میں رسم جادات سی شاید ہو خل
 کہیں دعویٰ خدا ہی کو زین لالت و سل
 بچہ مرغ جن محسن ہی آتا ہے لکھل
 جو زبان سے سخن اب طے آتا ہی
 بجان نشو و نما کرنے میں جن شل
 گل بہم پہنچے عقدہ ہو کہ طر کا گل
 ان گلون جہت جو کہہ کے میں نہ گل
 جاہے ہی سباحت گری سبز نیل
 غنچہ لالہ نے سرے سے ہر یک گل
 چشم ستارہ گلستان کی جہت ہنر

اب جو گرد چین کو خوشدیدی ہے
 سایہ برگ ہی سلف سیڑا گل پر
 سنگ نے رتہ آئینہ کیا ہی پیدا
 برگ برگ چین ایسی ہی صفیا کرتا
 نظر گہرائی ہوئی ہرنی حیا بان میں
 انہی کی کثرت لغزش زمین بر باغ
 فیض ناظر ہوا یہی کہ اب حنظل ہے
 دانہ جس شور زمین پر نہ پہلا دھقان
 کشت کرنے میں مراکھم سوار فیض ہوا
 سبز فام اندون آتا ہی نظر برگ کدو
 جو رہی کو حینستان جانیں اس فصل
 تاکہ اشیر کون میں کہ بقول عربی
 نسبت اس فصل کو برگ کیا ہی سخن میرے
 اور میرا سخن اتفاق میں نا تو مہیام
 نا اہ طرز سخن کی ہی رسے رنگینی
 نام تلخی بہن مجھہ نطق جن جز شیرینا
 میں برومند سخنور میرے مرھوم ہے
 ہو جہان کے شعرا کا مرے لگے سبز
 ہے مجھ فیض سخن اسکی ہی شاہی
 ہے جسکے سنور ہے دل جون خوشدیدی

خط گلزار کے صفحے پہ طلا ہی جہول
 سنا غزل میں جون کیجے زرد کو حل
 تیغ گہا رسوئی لکے ہوا سی صیق
 گل کو دیکھو تو نگہ جا رہی سنیں پہل
 باؤں رکبتی ہی صبا صحن میں گلشن پہل
 جو تر شاخ سے اترا سو گرا سکے بل
 شہد چپکے جو گئے نشتر زبور حل
 سبز دہان دانہ شبنم سے ہوا حنظل
 گرنے گرنے بر زمین برگ دہر آتا ہے نکل
 خواہ ہوشخ سپر خواہ وہ فرزند مغل
 آگیا حل زمرود کے پر کنی میں خل
 انگرا ز فیض ہوا سبز شود در سفل
 ہی فضا اسکی فود و چار ہی دین فیصل
 رہیگا سبز ہر جمع دہراک رنگل
 جلوہ رنگ جن جانیکا اک آن میں مل
 اک طرف نار گلستان میں ہی کھو حنظل
 مصرعہ سرود پایا ہی کسوئے بھی پہل
 نہ قصیدہ نجس نہ رباعی نہ غزل
 ذات پر جسکی سر میں گئے غزل
 رو سیہ کہنے سے جسکے ہی ماند زحل

بعض جگا کرے جون ہو سلیا کو معیض
جائز و ملت بہ بنی جسکو ندی غیر از عشق
شیر نردوان شہردان علی عالی قدس
خاک غلین کی جسکی مدد طالع سے
وہ نظر آئے اشہد و سر کی مینا ہی ہے
مدح غائب سے کھلے اسکے نہراج کا دل

مطلع
نی

دبیری بدوی حق سر نگہ گاہ خلل
تری قدرت بجهان قدرت حق کی خاطر
مرضی حق نری مرضی سر سے جون جو برد
علم ترا نہیں کچھ علم خدا سے باہر
رای نری کے موافق جو لئے لئے سنو
سکر لچا بن نہ قبضے سر گمان کے سر ہو
لگ نری مرضی سے باہر جو کو کر آ
معنی علت غائی جو ہو تو افق کا
سے بین دست کرم کے تری صبح و
دین و دنیا کی عرشا سے کہیں وہ علا
جو گد ای بجهان نری گدے در کا
ایسی تخت نشین ہوئی جسکے جسکے شہا
وصف جہنم سے دوسرے گاہ میں کہوں

سور کو جب سورتے جسکے یلو کا سا بل
فرش گلزار زمین حق نے سمجھ سنو
رضی ختم رسل اور امام اول
ہیچے اس شخص کو جو شخص ہو اہل ازل
رہ گیا اور رہے گاجو بدنگ اوہل
رو برو مطلع ثانی سے پہنچو عقد خل

ایک شہر و نظر آتی ہی چشم احوال
خلق کے وہم غلط کار میں سر غلط
اس یقین میں نہ گمان کر کے زبیر
ہر عمل بھی وہی تیرا جو خدا کا عمل
کرتے تاثیر نہ عیسیٰ کا مداوا کبسل
موشارہ جو ترا تیرا رضا کو کہ چل
تا نہ سر کام زبانیلے دین جا بیل
خانہ سرد و جہان پیر و یونق منہل
دولت برد و جہان سے تو غنی عید اقل
مودی حوسے تری شایین سبب و نظر
اسکے در کا وہ گد کہ جسکی اہل و مل
صدقہ ادھر حق بنوئی ہو فیصل
دل محبوب کا جو سید انیس کر کے فیصل

اس کے قہقہے پہ موجوں دست مبارک ترا
 کینچ اسگر تو عدو بر کر میرا نہیں
 عرض میں سے و طوفان کے کج بہر
 جمع کبہ سکین اعدائے جو اس
 تو ام اجزاء جو موالید کے ہیں یک دیگر
 نرم اور سخت ساری کی کو بر او
 اس کو اسب بہن صورت ستم قضا
 زیر ان کی جو تری خوش ملک شہا
 شکل کیا ہو کی بناؤں کہ جس طرح
 اس کی سر جو ٹی کا میں حسن کیون
 برغہ و گام سنی بارے کیچہ کی نشان
 لیدہ ہا نہ ہو طرح اگر جو خار
 حبت خیر اسکا بیان کئے کہ برش حکیم
 فاش سوزین دورہ جو ایک جانی عشا
 بیخ سو فعل کی شکے میں اگر دون شبہ
 اس کی جلدی کا تو کیا ذکر سچان اللہ
 تو سین ہم کو دورا نعت نہ ایک کو جو
 خانہ زمین کب شہ کا ہے کہ از بیت اللہ
 میں بہ عمل رہ میری جو کہ رشتہ میں
 اس سو بزم کے نہ کہ داخل کہ نکل آواز

زمین دین محمد کے سوا اور بل
 استقامت کا زبان کے قدم جا بل
 برت دریا میں جو وہ نفر ذرہ داراں
 ویکہ کس کو علم ہا نہ میں بر کب بل
 منور زنی میں انکی وہیں آج کل
 خواہ بر رو قزو خواہ وہ بر چل
 نہ جہرے وہ نہ مرے وہ نہ پیرا زمین
 ہر وہ محبوب جس کی نہایت اجل
 دایرہ ہر تصور کے نہیں پرتی کل
 حرف مشق کا دیکھ سونکلی ہو بل
 سے جلا د کی طرح جاں میں کس اجل
 ہر کے بچو نہ اس کے کوئی خزاں کی کل
 اعتقاداں حکمانہ میں آج کل
 بارے جون روزن نشت ملک کو نہ بل
 کرے دور کو تمام ہے بیک آن رخل
 نشت اس کی دوس ہا کہ جس کی اجل
 باز گشت اس کی نام اس کے لگام اول
 تجھے معنی کی نشت آئین جو بے زائل
 واسطے درد سر آہو کے گہر سے ضدل
 اگر گئے پورست کو مند ہو آج او

سو روئنگ ہو شیش کو غضب سے کر دے
 معدت کبیش تر خجانات جی ایسی شاہ
 کرۂ نار تہہ اش سے غضب کی جبل کر
 مرغ زربین فلک عہد میں ہے شاید
 تار تار اس کے جوہر بال دیر سے ہیں نظر
 ذکر وادکار سے حفظ کا اگر اجاڑے
 شعلہ شمع کی گہری سی بھین ہے دلبر
 امر سونی کے تیرے جہان شہ دین
 کہ جیسا سی بچن غنچہ سہا کیا دخل
 جب سے گل بو تر بیل نے قیام کو
 خوش میں ہے یہ کیا معنی نجم لایع
 رقص بیدخل کچھ اب کے درین پر ہی
 کیونکہ آواز معنی ہو گئے سی باہر
 امر حق سے جو ملا لیتے یہ جابا سوبین
 عرض و دونوں نے کیا یوں بختیاد تر
 آخر شہ نچکو ہی پایا تمھل ایسے کا
 دشت از زن میں جو سلما کو لکی اچھا
 کر اس کر کے بیان سمجھوں تنگی میں نے
 جہیسا جو کوئی دیکھا ہے کہ ہے
 محرم کتبہ جو ترا ہو کر ہی تیری روح

کوہ کو پر دو لطف دست میں لکڑی حردل
 آج سو آگ کو ملک خس میں جی اجاڑ
 جہنم کوئی فلک کے ٹہر ہو کا جل
 ہو چہ کر دان گیا کسی اختر کو گل
 باز قدرت نے تیری پیچھے فلاسل
 کسی محفل میں تقرب زبان پر کیا
 شب سے تاجہ قیامت کے موسم میں
 کام پہنچا ہے مناجی کا بھی بن بیدل
 نسبت شکل حاجی سے تھامے اکیل
 عشق گل سے دھوا کر تیری دھول
 جتنے سے میں بہہ درون ہوں کے آبل
 پیچھے کوئی فلک کے ہی نہ مہندل
 شرم ساز کے پردہ میں غنا سے اوچل
 حلم کا بار سے کوہ و فلک کے بہ ازل
 ہو چہ اس میں عین بہت ہم میں گرفتار
 جب یہ دیکھا کہ کسی سے نہیں غر
 کچھ ترے وصف سے نسبت نہیں کشتا
 خلق سے بھی دماغ آسکا ہوا غفل
 کد شیر کو روپے کی بھیجی شکل
 سو جو خیر علم خدا علم سے سب کا سہل

دصف برس کی خوش بانی بان تری ہو
 مدح انجی نہ سمجھ بہ جو کہا میں اس سے
 عرض احوال ہی اپنا ہی مجھے اس سے عرض
 سو تو وہ کیا ہی رہا ہو جو تجھ سے مخفی
 سب احوال تر سے پیش خمیر روشن
 پر کروں کیا میں کہ سحر آتھ بہر دل میرا
 نہ نور و زانہ مجھ سے خوشی کا اہل
 کہی جانی بہنیں وہ سمجھتے جو سچے
 لا بہا باجھے گہرا چہرہ انکھ میں

میں جو کہ گویا تجھ کو خداوند اجل
 رہتہ تجھ مدح کا علی ہی سخن پر اسفل
 تا باخبر بہ جو موزوں میں کیا ازل
 بہنیں باز دو جہان تری نظر کے اوچل
 ایک سے دونوں میں کیا ماضی کا مستقبل
 گردشِ چرخ سے جو نہشت عت بکل
 نہ میری چشم میں جواب سے شبانہ
 کس طرح کی مری اوقات میں الی بل
 ہاں یہ جو ہے اپنی بغیر از بر تل

ایسے سنگار سے جب زور مرا کج نہ چلا
 تب میں لا جا کہی شکو میں اسے نہ غزل

صبح نکلتے ہی خورشید تو بیکر شعل
 جو بر عقل میں جس شخص کے آجا عقل
 وہ نہ فریاد کرو آسپاؤں سے ہر دل
 کہ دیا سہ کو انے کھو ہوں نہ پہل
 ایک سے ایک ہوا ایک کے ایک پر عقل
 برے آدمی عمل اسکا کہو سید و اہل
 علم اسکا ہی عجب عقدہ بالا و نعل
 شادی و غم میں نہ کیجا میں بغاوت
 اگر کسی گہر میں کوئی جا کے بجائی دہل

واو کو کہی نلک شہ کو ارور زائل
 سامنے اسکے آتھی دستِ ظلم اسکا
 خود بہ ظالم ہی ظلم بہ کر کے نظر
 راست کھنٹوں سے کجی انٹی اس لوگو
 ستابہ فتنہ میں کہتے ہیں جہاں کھنٹ
 میں بہہ دیکھانے کہ از نخل حیات
 ہی کہیں بہر کہیں کہیں جو غامض
 اس سنگار کے نشون سے بعالم گرگز
 سینہ کوٹے ہی نکلتے ہی دہر و لہر

حلقہ مار پیہ وہ انھی کی محبت عالم
 فی الحقیقت میں یہ سب ابد آخرت سمجھ
 زریعے جو جو نسبت سرتری یا حیدر
 کر کے دریافت اس احوال کو اب کیا
 یہ نہ کر مجھ یہ گنوار اگر گزند سے
 حلقہ پہنچا مرنے کی محبت اس عاقل کو
 یہاں معاش اپنی سمجھوں مجھ سے
 تجھے حذر رہی کیا عرض کیا جاتا ہے
 مجھ کو کچھ عذر نہیں آئیں ترا تو میرا
 دعا اتنی عارف کا رستہ ہی ہے
 میری قسمت کے موافق تو معین کر دے
 تانہ پہلے جائز فلک کے حضور
 لیکن اس امر میں ہے حق لطیف
 جو رحد و کرم تھا سو روز نفسم
 طاقت فلک سخن آگے بھی نہ سودا کو
 جانتا ہی کرے آخر وہ دعائے پر
 تامل خلعت نور در بہستان جهان
 برگ پیدا کرے ناباغ میں برگ نیاں
 خوش روئید گئی خاک سرترا ہی ہم
 ناکرے سبز چسار گل اندام منور

زریعہ کا جسے بہن کی کوئی باز پر دل
 اس کے اندام یہ مہتاب سے تانہ رطل
 آب جنتا ہی نہائی بدن سجا تیل
 تجھے یوں عرض کرے یہ تیرا عقل
 ہند کی خاک میں اجڑا ہی بدن دین
 کہ اسی غرور ہی جو دیاں آئے اصل
 اخذ و جو میں ہوں بد رنگ شو کو غل
 علم میرا ہی یہ علم اور عقل ہی عقل
 ہل و نعرہ سرتری بہن سکنین کل
 سرفرو ہوئے مرا یہاں بدر اہل دل
 اپنی سرکار سربا با متحمل کا بدل
 دست بہت نظر آتا ہی جہاں کا بدل
 کر کے جب دیدہ قسمت سے ہو اور
 لکھ گیا ہو سرتری نام ہی از ان
 بخش ہے قوت بازو ہی جو مرسل
 نظم تجھ مدح کی بہتر کلام اول
 یاد ہی تانہ ترا غل شرف از برج محل
 ہوئے تانامیہ سر شاخ شجر میں کوئل
 موہن تا کشش دانہ کا خرمن موئل
 تانہ سے سنبھل جھیدہ محبوب میں

تارسی و اع دل سوخته و عاشق کو
 سحر میں نظرہ بیان ہے موجب کور
 لب معشوق کو تا شہرہ دین شاعر شفا
 بوی گل مست کرے باغ بن نابیل کو
 موج ہو آ کی تاسر و کی با بین بخیر
 تا لب جو بہ کرے خیمہ کو استاد حباب
 شاخ کے ہاتھ دین ہونا بچس گل
 تا بیخا نہ پین بادہ کلگون ہجوار
 بہت تا باغ بن ہر ایک روش بر خوش
 رہے بر توسی ہوتا پاک گریا بکنا
 قدر و عود کی تا مجھ و آتش سر فروز
 تا میسے ری بہ نظم باب الحجت
 شعل امید اپنے ہون برومند

ہو لٹا لاد خود اور ری جنبک بجل
 کر و شے نادقت نر شے یکے ہوا میں بادل
 چشم نر گس کے تین نا کر نیت بہ کسل
 تا کرے باد سحر عقد کو غنچ کے حل
 جنبک طوق رہے گردن نر کا حل
 تا بچھا د بروش سبزہ فروش نخل
 گل کے جب تک ہی غنچے کی مرائی نخل
 سا نہ مطر کے بیج بادوں نے جنگ و
 راہ چلے بن قدم ست کا نا چلے پیل
 گل خورشید سی تاعتق رکھو داہ حل
 لطف تو نا رہی عالم میں سچو مندل
 جنبک اسے سراوی مر امید وائل
 سو محبت نہ تیری جبکو نہ وہ باد بین پیل

قصیدہ فی المنقبت جناب حضرت
 سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ

سوا ہی خاک نہ کہن چون گامت ستار
 چین رانیکا شبنم سحر بنی رہے محروم
 کروں ہون تر بین فندان آشتا مزج
 عجب نہیں ہے کہ جانی رہی ہو دنیا
 شراب خون جگر کی بجھے گزل خشک

کہ سر نوشت لکھی ہے مری خط غبار
 اگر زدوی مرے روزگار بر شب نار
 زمانہ سنگ بلاست سحر نور تانی ہمار
 ز بس خوشی نے مری دل سحر کیلے فرار
 صدای مالہ دل ہے مجھے ترانہ دیار

رہی نہ شبیت صحبت کے بیچ کعبیت
 زمانہ دل کو رہے اور عہد یار کو اب
 زبکہ دل ہے کدھر مر ازمانے سے
 کہاں تلک وہ کمری روزگار کا شکوہ
 دلا تو اپنے غم سے دل کو نہ غمیت جان
 کسو سے بیان غم دل یونہی گیا دور
 جو گوشہ دوش کو کہنا ہے تو ہر جا ہے
 تو سادہ کوچی سرایل جہاں کہ چلے گئے
 میں حرف خاکو شناسی زبانی و منہ
 عجب بہنیں کہیں ہمیں اس سب مخفی
 شب گزشتہ نیت درویش کو بیا
 سستی میں ایک غزل بیل طبع سے
 نہ پوچھ مجھ سے کہ رہے خوں کہاں ہے
 عجب تہنیں کہ بادِ سوسم ہوا
 بہنیں ہے سادھی پیغم جن میں نیا
 کہاں بہار کہاں تھا درگاہ شہزاد
 فلک کے ٹانہ سے اتنی ہی دارِ عرش
 شکلی سے مجھے دکھ یوں موان
 بڑا بہت ہے اسنی فکر میں سب اہل عالم
 زکے ہی مجھ سے خصوصاً عدو

خست اہل کے سنگ سے اس سر کا لوڑیا ہوا
 شکست بن بہنیں دیا ہی ایک آن قرار
 بجای سنگ میں آنکھوں سے پوچھا نہون
 کہ جسکے بخت کی ہو گند کہاں ہے اویا
 بدل خوشی سے تو اس دور میں ہو گیا
 کہ شادی مرگ کہا ہونہ اسکو آخر کار
 مدد ہی نونہ داؤد و نالہ دل زار
 کہ ہے ہر اسنی اپنی سے سوز مایں گفتار
 کہ راست گو کو زمانے میں کتنے ہیں دار
 کہ نوجے کا عبت مردم جہاں سے دوچار
 گزر گیا جن فکر کی طرف تا حیار
 کہ دل کے تخت گرے چشم سے زار زار
 کہ بیل فحشی کو ہی گل سے کیا سدا کار
 نسیم گر کہے اکدم میرے جن میں گذار
 کہ جاں کر کے گریبان منہ سے گل سے یاد
 کہاں مخفی و مطرب کہ ہر سر ناخون تار
 کہ خوب روئی دل کہوں کہ بچار بچار
 فلک نے گوشتہ خاطر کو ہی کیا مسدا
 کسی طرح ہی کسی دل کو ڈیچے آدھ
 خیال خام کو یوں دل میں ڈیچے دیکھ قرار

کو حال کر کے اسی بندہ میں بنا دیا
 کہ درخیاں کو اب لے گیا ہے یہ بے مغز
 دکھائیں گے اسی جسم مردیوں کو زمین
 تو رو سیاہ کر اس بند کا کوئی دم
 جہان کی خاک کو ہی شرف عجب کیا ہے
 جہان کو مرگ کو کہنا ہے خضر عمر ابد
 جو کچھ کہ مجھ سے منہ صدق تو باد کر
 خدا نخواستہ گر آسمان کی گردش
 فلک سے اسکو ملا لکے آ کے دیان
 اگر وہ خاک دے اسکو شفا کی نیت
 زمین وہ نور سے اس مرتبہ سے مالا مال
 اسی ہی غیبی جہان میں ظہور کرتی ہے
 ہوا کے وصف میں اس جا کی دیکھو عجب

زنبس ہوانے طراوت کو وہاں کیا ہوا
 اگر اس طرف نہ ہو جاوے جا میں کا طرف
 جو نخل خشک کی تصویر کہنے وہاں
 عجب نہیں ہے کہ ہوں اس سے ہوا
 غرض میں کیا کہوں بار و جہنم میں
 یقین سے دل کو اگر سناں جہنم

چراغ جگمگ دھندلے حائر حمار
 زنبس پر ایسا سکا ہوا ہے کج رفتار
 مشیت ازلی ہی جو ہو دے ہم سے ہوا
 اسی دیار کی گلیوں کا ہو جیگا غبار
 کہ فخر عرش ہی گر ہو دے اسکا فرج
 خدا نصیب کرے مجھ کو زندگی اکبار
 محمدی سے فرنگی ہو جو کرے انکار
 قضا طیب ہے اور مسیح ہو بیمار
 جب اس دیار کے جاوے جس کو مشیت
 قضا قضا ہی کرے وہ جو تک کرے غبار
 کہ جب کی رات کے آگے نہیں ہے دلو قمار
 ہمیشہ نیچے خود شیدائے جہنم مار
 مرا سخن رہے سر سبز تا بروز شمار

شرار رنگ میں ہی رشک داندہ ماسے انداز
 ہو سو آ زمرہ عقیق و دان زہار
 ہر ایک شاخ و ہن سبز ہو کے لاو بار
 اگر زمین پر کرے ٹوٹ سبھ زوار
 محبت لطف کی اس قطعہ زمین کی جہاں
 جو کوئی سیر کرے اس دیار کا طراز

اس شمس شمس سے اکھنڈ کو دیاں ہو سیری
 انہوں کی نظر و غین ہوگی بہشت کی کیا
 بہشت عرض کریں یوں جناب اقدسین
 جو کر بلا کے میں لیکن انہوں کو چہ پیر
 نری تو ذات پر روشن ہو جزو کل حال
 غرض کہ دیکھ کے اس جا کے مرتبے میں
 خبر دے اسکی مجمعے زمین کی تجھ میں
 دیا جواب زمین کے کہ ہے ملک یہاں
 بہنیں ہے خاک وہ آ رہی حیات
 اگر تجھ سے کہ اکب کو پہنچے اس میں ہے
 مجھے ہے نصیب اب اس خاک کے کہاں چہر
 امام شرق و مغرب ہے زمین و زمین
 زری امام کہ جز خاک در سوا جس کے
 اگر نہ تو قلم وضع یا نہ میں اس کے
 مہندسان کھانا ایندی خدوں سے اگر
 عجب نہیں ہے کہ کھلے نہ تا دم محشر
 خدا نخواستہ دیوے چہا غفر میں
 ابھی فنا کرے منفذ ہوا کا گر خاک
 کر اسکا حکم اٹھا دے جہاں شمس کفر
 یقین تو جان کہ میرا ان بعد نہیں ہے

ایک کو سو دنا نر کس کی طرح ہو سوا
 جنہیں ہے سکھ دیا دل کے واسطے وہ دیا
 عجب نہیں کہ اسی شرم سے برز شمار
 سوئے عرش ہے کیجے کسی طرف لنگھار
 بھلائی پر دیکھ میں رکھے ہی جتنو کا ونا
 لگا زمین سے کرنے ملک بیدار
 ہوا ہی کس کے خاک کہ نہ عز و
 نذبحو مجھ سے حساب سے تو دیگر بار
 نہیں وہ خاک ہی کھل ہو ابر ہوا
 نکر کے شب ناکب ہی نور شمار
 ابو تراب کے فرزند بنے کیا سو قرار
 رموز ان خدا قدر لچہ اسرار
 قبول ہو کہ ہو سجدہ ساز گذار
 تو لوح دفتر قدرت میں فرد ہو بکار
 سو مشورت آنکی جنہیں کہیں
 زبان خامہ سر کہ لفظ غیر استغفار
 گراشکی راہی بدلتا طبع ہو بکار
 نچوڑے یا بیک قطرہ جہاں میں
 مجال کیا جو سلیمانی میں ہے تیار
 ہوا ہی دانت خروار بر سر کس

جسکے عدل میں ہے بہ کہ جو بیوہ کو
 شکوہ خیر کی ترسے بیان کروں لیکن
 کہ جسکی دیکھ کے رفعت ملک چکڑ
 نہیں ستارے میں بہ بلکہ لوتنا مہرب
 کرے ہی عرش اسی اپنی جوتہ مند
 کبست خامہ نے ایک صف گلگون
 جہن میں صنع کے جسکی سبکو آگے
 غرض وہ گرم عمامہ کے چکنا کر
 بیان جلدی کا اوس کے گمان تلک کریں
 جبر ہاراق کے راہنے دوش برآ
 انبہ دار ہون غیبت سی ایللا مجھ کو
 کہے عی شہد ان لا الہ الا اللہ
 تیری گمان کے آگے سوا ب عدو تیرا
 جہان نہ پہنچے ہی ترسے جیال کا بیان
 ترسے دیار تیرے چنوتی کے زور سحر
 امور سلطنت اس کے بغیر مرضی کے
 نمط جاب کے قالب تہی کرین دریا
 بیان حلم کا ترسے میں کیا کروں پہا
 کرین میں۔ ورق آسمان کو تابی
 کہ نہ جو ترسے اور فیض کے آگے

مجال کیا ہی کہ دم ہارے اردو حواری
 کہاں خیال کو ہی پہنچنے کی وہاں تک بار
 اسیکے بوجہ سے صفی زمین کو قرار
 اسی حد سے انگاروں: جرخ لیل
 گرا اسکے فرش کا حاروبے اور تیرے
 کیا ہی صفی کا غد کو تختہ گلزار
 کہو نہ ایک قدم چل کے نیم ہار
 نہیں پہنچتی ہی برق اسکے گرد کو تیرا
 ملک کو جسکی سوار کیا غزمی دشوار
 سکھائی جسکو سواری ہی ہو تیرا
 حضور یا خلف الصدق حیدر گزار
 عدم میں کفر سدا یا و کر تیری تلوار
 کہو نہ نہہ کے روز نبرد سو کے قرار
 کرے ہی وہ نہ گزرتیرے تر کا سوار
 کہاں زبان کو طاقت جو کچھ کھتا
 جو ہو دین لا کہ سلیمان مگر سکین
 کرے جوان بہ تری شش عضت تیرا
 تو ہی گواہ ہی جو جہد یہ موج کا عمار
 شہا اگر تیری بخشش کا کچھ طوا
 کرے نہ گر عرفان افعال ابر ہار

بہرا جو بسکیم حرص خود بے میرے
 نگاہ فیض نری کھما اثر اتنی
 شے کمان پر فولا دنا بدھ گز
 شہا ہمیشہ ترے بندگان عالمی کی
 چار عرض سوا عرض اولیہ ہے یہ
 صف نعال میں اپنی بلا کے دیکھ
 سو خاک در اپنی آسری لایا مولا
 سوم ہی یہ کہ سراپا ی جو ہر ذاتی
 چارم ایک محمد دوستان بہر دو جان
 رہن فلک یہ نہ دھر جنگ قائم
 موالیوں کے قدم سر لگا رہے آباں

ہین سر اسکا شمن درد اسلام خوار
 اگر وہ ہو گز خاک کی طرف الیکار
 عجب نہیں ہے بغیر از ملا دست
 جناب میں ہی سودا رکے عزت
 کہ بند چ پریشان ہو یہ مشغول
 کہ نور حضرت اس کے بڑے شمع ہزار
 دوم ہی یہ کہ کسی درستی سرکار
 دے ہمیشہ ہی دست ہی بزرگ جناب
 قبول ہو دین بحق آئمہ اقطار
 ہمیشہ دیکھ اسطرح چشم دل
 جدا ہو سدا عدا اس جگہ اوبار

قصیدہ منقبت میں حضرت امام محمد مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

منکر خلا سی کیوں نہ حکیموں کی زبان
 ممکن نہیں کہ اب سخن غیر کو بیلا
 نام آوری کے واسطے حامد نہ کرلا
 گوہر ان کے نور بخینہ ایران میں فارسی
 عالم کے اندر بہ مرا اسقدر ہی شعری
 میں نے سنا کہ چمکے سرے ایک شعری
 شہداء اتفاق تو وارد ہو رہے تھے

جب شہر سے مرے مولا اسقدر زبان
 راہ اسقدر جو شیخ وہ ناگوش
 جاگہ کیسے نام کو اس عہد میں
 جانی جگہ شہر کے کو سو تو بیٹان
 گو یا درق بیاض کا برہنہ میں رہا
 دزد کیا اپنے بخی کی دہم ہر
 نطقون کا اپنے علم کے پورے کھانا

نوازشت کو پہنا دو کسی رنگ لباس
 از راه دوستی بین کہون تجمل یک با
 رہنما رہبری کا مرے نوکر خیا
 ایسی نہیں بندی ہے سخنی مر ہوا
 اسکو یقین تو جان کہ حیران ہے اتنا
 منشی نہ فلک مری تحریر دیکھ کر
 یاوی مرے قلم سرورہ فی العواریب
 حک کردہ سطرے وہ سہ ماہی کی
 دفتر سرفین شعر کے تھکوتے کا خضر
 روشن جہان پر نظم طبعی کی مری
 چون گل سہار کو مٹی جا کے شوخ
 مضمون تازہ یوں جین فکر سنو
 رنگینی سخن ہے مری اس قدر گل
 بوجہ ہم گل کی جو زنجیر پائے ہو
 سعدی کی روح پاک کی خاطر
 سطر اسکی معنی رنگین سے خالی
 نام اینور سے جو میرے کوئی شعر کو پر
 اسکا بہ شعر کہ قلم جبے روز شب
 جبکہ جناب حق سے ملتے کہ حطر
 حاضر غم نہیں دیکے وہ مانند ذات خیر

خوں جو نہیں اسکو جا نہیں جز پہلو بران
 طبع شریف پر جو نہ آوی نہ کران
 ہو گا غریب منھک تر دیکھ شاعران
 کہنے کا جبکہ زیر فلک دل کو ہو گمان
 عیسیٰ ہے معالجہ نفع آسمان
 سمجھ بغیر گر غلطی کا کرے گمان
 جب رہ کہ دون تجھ غلطی تری
 کہنے ہیں جسکو اہل زمین نام کہن ان
 تو جلد آسمان کا محمد حساب دانی
 پروانہ دیان مری طاہر روح سخنوران
 لانا ہی بہر گوشت و ستار و ستان
 پہنچا دے ہے ہمیشہ طبعیت کا باغیا
 عاشق ہی میری نظم بیان کا گلستا
 شوق سخن مرا اس سر لاوے کشان
 دیوان کا سرورق میرے پہلو نشان
 سمجھا کرے ہی بلبل طبع سخنوران
 بولے فصاحت اسکا نہیں لب دیوان
 ایسی جناب کی عین تائیں کہ نشان
 نظم سخن میں لفظ و معانی بن توان
 غائب ز چشم خلق دے ہو جہان تان

مطلع لکھ اور اسی علم اب لائق حضور

اے وہ کہ کارجن و بشر تجھے ہے روان

نجمہ خاکیا سی فیض جو اکسیر کو بہو

شاہ با علو مرتبہ ترا جو کج ہے کہ ہے

اینی نگاہ و چشم کو قاصد جو کر کے دم

یا نئی نگہ نین اول منزل ہو آبلہ

فرمان میں خاندان کے تری شاہ ذرا

جبرئیل کی جگہ وہ نہیں جس مقام

جو امر کارخانہ و ایزدین ہو ترا

نافوں کے واسطے ہو جس میں سلوک کا دل

اس مرتبہ کا سوسہ ہی اس کا رواں لکھ

بہتے فلک کو موج گہرا بر فیض ہے

سیت سی ترے عدل کی شاہ نیز پر

آتا سی جس گہری کہ نماز آفتاب

نشو و نما بکھو کرے حطر حس کاہ

اتش کو آب سی بہہ تر عہد میں کد

سوزن ہو جاگ و امن معلے کو دا

اس دہر بر سب کے خلائی میں گہرا

دل بر تر نقہ ہے کہ بحر محیط کا

ما دو جهان صلہ دے جی جہتہ حشر دان

تیری وہ ذات جسے دو عالم ہو مرا

مس کو طلائع سکین اس مہو مان

جز عالم الغیب بشر بری وہ نہان

بہو اے طول راہ کے کر نیکو شہان

بہتے نہ وہاں تلک سی تری نزلت

جس عزت و شرف سی کہ تیرا خاندان

لشیں سی دیاسی تجھے حق نے عزت

کیا تاب عقل کل جو کرے اس میں دان

نکلے جو نجمہ قدم کی زیارت کو کا روا

جس کے ہو چشم ملائک کی ترے

ترے گرسے جو قطرہ بدریای سکین

خلقت کو اب زمانہ ہی اس میں کھان

بال عقاب سی سر کنجشک بایان

سر کو ب یون قوی ہے جہان میں

جون لعل آبداری سی قیمت نین

وہ خارج کو حفظ ترا ہو لگانان

ہو دے بار علم تو اے شاہ افسان

لطر اولت دے ہی موج کشتی خاک دان

ماور ہو تری نگاہ بر اعمال عاصیان
 باروت کا ہی تودہ زمین اور آسمان
 سمندر تری جریخ جبری بہر دشمنان
 بے اختیار ہو کے پکارے کہ الہام
 گلگون تر اسوی بجاں یری و شان
 باد بہار بوسی کو نا آمد خسروان
 وہ تیغ جو بہر سپہا اور خندہ جوان
 طایرین جتنے سدرہ نشین عرض اشیا
 تری قدم کے رہتی ہیں یا حب الزمان
 الکن ہے اس مقام میں جبریل کی زبان
 روشن تر ہے جہاں سے موحشیم نشان

جو کہ تو خلق حکم و جاسم اگر ہو
 تجہہ آتش غضب سے شرار کی سانچہ
 کہیجا قضائے ندم سنگ نشان
 اسکی برش کر ملک الموت خیال
 سمندر توبہ کجہی کہ جب کو کیا عرض
 رکھتا ہی بہ قدم کہ نہ پہنچے رکائیک
 لطلان نہیں ہوا گے سے خطا فنان
 جن جن کے سنگ ریزی سے جلوہ
 دہان کر کے فرشتہ انگوٹھ اپنی دو
 سودا سحر و دعا تری کیا تھا کرے
 یارب تر اظہور شبابی ہونا بدہر

مرثیہ حضرت فاسم ابن حسن کا

کیا کروں دنیا فاسم کا میں احوال قسم واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جسم
 بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نہ ندم گائی تقدیر و قضائے بے بدما و باہم
 فاسما مرگ جو انا نہ مبارک باشد جلوہ شمع بہ برداز مبارک باشد
 سوئی ہی نہم جہاں کو الم افزا باشد دو بی ہم کو جو میں دیکھے میں رہن گنہگار
 اسی شہادت بصفاء جگر چل کھول بیا جام شربت سی بہر اور کمرہ کے یہم و انکسار
 سانی و شمش و سمانہ مبارک باشد

جو علیہ السلام مرثیہ مبارک باشد

لا کے اسی مالینان رنجی چین سی پہلوار
گوئند ہونوشہ کے لڑی آج گل زخم کے بار
تار کھینچے لگا کر دسہر کے کوہ کی دہا
گلاؤ دروازے تم باندہ کے بندہ

غم این خانہ ہر خانہ مبارک باشد

دروکشانیہ بکاشانیہ مبارک باشد

عجب جہنم کی جہنم ہو یہ سب سہرور
سینہ سرائیک کٹر اکوٹے یوسف کے ستور
غم بجانا ہی بہ ناخن زن دل ہو منظور
اجل آرقصہ بین کانی ترہہ نوشہ کے حضور

غم جان تو بجانہ مبارک باشد

یہ بخولش وجہ بجانہ مبارک باشد

کپڑے یونہی جو پیش نے کے فہم ہا
کیا گہری تھی کہ وہ نوشہ کی موسیٰ جیسا
یون بڑا ہٹا کہ سہر جا میں کفن دوز کے
شہ نے پہنے تو کہا موت کر لیا

بقدرت خلعت شایانہ مبارک باشد

بکھفت جو دکر بجانہ مبارک باشد

باس و لہجہ کے بیبا ہتا اس لہجے جانا
دیکھ کر خصلت دورانے سیرت جانا
یون لگی کہنے کہ اٹھ جلد ہو تو بیہوش
عیش و ایم کے لڑی تری جگہ دیکھنا

حجرات گور غریبانہ مبارک باشد

تاقیاست بتو این خانہ مبارک باشد

نیری نوبات کا ای لاد کہے جانا
دیکھ دیکھ اور نی کے تہن سر کا دنا
دم بدم غم کے انکار دن پہ جگر کا ہٹنا
تسیر سرائیک کے شہدہ سی شہدہ ہانی
بدلت حسرت جانا مبارک باشد

استغاثی ز تو بچا نہ مبارک باشد
 جاننا کہنے کا اس شادی میں نہ آئی
 چنڈو پر مانگے خوش جو کسی سے پائی
 کہتی عریضہ کے بون ساغر آسمانی
 نادر خوشنغم جانانہ مبارک باشد

بنو ابن خردون شکرانہ مبارک باشد
 آخر کار کہوں کیا بین مانگی کوڑ
 دیکھ اس حیرے کو جو بدر رکشاں
 سبکداری جھوٹا غور کیا سپہاؤڑ
 اٹھ پلا کہہ کے نبی سحر لصاب کی

ہر زلف تو مہین شانہ مبارک باشد
 زینت و زیب نعرہ سانہ مبارک باشد
 یہ وہ شادی ہے کہ مختصر چین کا ماتم
 بیچے اس سبک نیلی کے کر لگا عالم
 ہے یہی سوجب آفرینش نوع آدم
 مہربان مرتبہ تو نے جو کہا اس غم

بدل عاقل و دیوانہ مبارک باشد
 چہ لبشہر و چہ بویرانہ مبارک باشد
 زیر مینوین اکثر سودا تخلص اینا مہربان کرنا ہر تاکہ نواب ہے اور نام غار ہنوار
 قصیدہ مدح مینو اب وزیر الممالک شجاع الدولہ

بجھا در کے
 شجاع کا بستان جانے عجب نیک
 جلنا ہی خیار اس رخ گل بہ چورنگ
 بے مہرئی شہار گلستان میں کہوں کیا
 ہل دے انہیں جو نعل اس کی پائی
 چمنی انہیں غل و حد اس کی آؤ
 جستم الکی عرجون غنچہ دل کو سیرانی

ہے خام طبع کو قرح جہنم سے ان کے
 انظار کریں کوہِ سرِ دیے جہنم میں سرِ سر
 آہرتے ہو مٹرائے دل و دیدہ کی اطراف
 مہمانی گرفت آئے ہوں بہہ باحضر اور
 ہے انسِ عطا جانی مہیا سے رحم
 انبیا میں توقع نہیں ان کو کوسے
 کیا شہ را اور کیا لب و لہجہ کہ عیسا
 اس بحر میں وہ نام بزرگ آدمی سو گئیو کر
 ان بتوں کے تو برسرِ مصرع یہ نظر کر
 شہ جو بیان کیجے اوصاف کا اُس کے
 اطاف و کرم کا جو شمار اُس کے کروں
 انصاف یہ اب عہد میں ہے کہ دریا
 دیکھنا نہ میں یہ حوصلہ خرا اُس کے لبہ کا
 محل اُس کے تبین بخش کنکر سے ہیں کمتر
 باز و کا شہ زور شہ خند کے کہنے
 آمد کی خبر اُسکی جو ہو کہ طرفِ روم
 راجب کر ہی میدان میں تو کیا نالیک
 لکھ وصف شجاعت میں فلم مطلع نانی
 رستم کو خبر ہو کہ ترا اسی ہے آہنگ

با دے کی مروت کی طلبِ سوسلک
 وہاں اُنہ کے لگے دوڑنے مہماو جہاں
 نت مہر و وفا عار رکبیں شرم جہانگ
 دل مرغ کے سینہ گویا باز کا می جنگ
 شیشے کا انہوں کے عیسا کا ناظر جنگ
 جہت اُس کے وزیر اب ہی مند کا اند
 لون نام مفصل نہیں آدایک نہ جنگ
 جگو میں سمندر نہیں آتا کسی نہ جنگ
 جو اسٹم لیف اُسے سمجھنے کا نہ جنگ
 جو خوبی ہی دنیا میں لگے اُسے نہ جنگ
 عاری رمون اوج لوگوں کو گن کر نہ جنگ
 لایا نہ لبون تک کوئی غیر اُچر نہ جنگ
 وسعت بھی رہا کی حضور کے تخت نہ جنگ
 ہمت کا جہان عہد ہلا کی نہ جنگ
 بیت بہ جہان اُس کے بہر صبا اور نہ جنگ
 دہشت سے لرزتی ہی رہے ملک نہ جنگ
 دکھلائی نہ پشت اپنی دورِ موعز نہ جنگ
 دل مدح سے غائب کی مرا اُس نہ جنگ
 جیوت بھی جو یہ سنے تو کہا بانہ لگ

بل چپوسی کا بادلوں کی چٹائی کا وہاں
 طالع کے جو تو صید بیٹے تر دنگان ہاتھ
 سرے سے یہ دھت پرست ساوت کی دھن
 ہاتھ اس کے دیکر کہو شیر بر نہ
 جا رہا ہے گردن ہو اگر تیرہ عدد کے
 غرضہ سے کہوڑ کی جو سرپ کا یوں
 کچھ برف سے تر ہو ہی پڑی ابرین
 حوقت بتر زین کو کہہ چکے ہیں آ
 آہن کا کہیں گرہ ہو تو دروازہ کے
 سموزن سے حل کے یوں درے ترا
 خاطر یہ خلاقی کی ہی ٹھیکو کہ سوانہ
 دل تجھے ہو بلا کسی طوطی کا بہ دخل
 کہنیا ہی زلسلہ ہر ملک عدل ہے ہر
 الش سے یوں آب بن انصاف سے ہر
 تجھ چشم کی ہر گرگ شہلا جہنما
 دل پیر نہ گیا شہوہ احسان سے ترا
 پس جو کوئی تجھ سے ہوتا اسکی ہر
 جس سے بن تجھ کو سمجھتا ہو میں
 کہنے سخن واقعی بن عرض کے ہیں
 سودا نہ چلے کہ بہہ جاوے

پہن تہ تیغ دیکھ کے عرصہ نور سنگ
 ارجن کے دوہین چہرے سے چوڑا کر دنگ
 سج جاب اگر جانسیر کہا کر تری ہر جنگ
 ایک آہ نہ دکھلاؤ تو ہاگے وہ دھن
 آگے تری شمشیر کے ہی بہتر کا جو رنگ
 پائی فرس بادو سو کرنے لگے رنگ
 تہا جو کون سو نہیں رکھتا ہی وہ شنگ
 اس خش فلک سیر کا تو ان کے لے تنگ
 غالب ہی سنتی کرین جنی سمون سنگ
 کہسا تو دونوں میں بہن ایک کے ہم
 بے رخصت بدل کرے سیر کا آنگ
 آئے تنگ عہد میں تر سے نہ لگے رنگ
 میزان کی طرف دیکھ کہ ذرہ نہیں پا
 آئے بن جس شکل ہو عکس رخ کلاںک
 یا تا یوں مروستے تین اُن میں بصر رنگ
 خالی ہو گئے درعدن سی جن رنگ
 ہرگز نہ اسیرانیو کب مجھ میں نہیں رنگ
 بہ مدح تو وہاں عارے مداح سے رنگ
 خواہ انکو گھر سمجھے اجواہر انہن رنگ
 کر قطع سخن کا تو دعا بہ نہ آنگ

بھنے میں تری قوت عشر سے بڑے
پر وار ہا جب ہو سخی اوج سعادت

قصیدہ مدح میں نواب سیف الدولہ کے

برج حمل میں چمکے خاور کا تاجدار
کھنٹے میں یون زبانی بیک صباہ حکم
مرکب جو شاخار کے ہیں ان پر آب
ہن بخشی دوزخ و مرغ و با تائب
شہد گول و دوزخ این گل آتش کے نم
جبر سے لکھا کے شرح نگہداشت کرد
کرد و یہ حکم تیر فلک کے کہ اسے ویر
اہل قلم جو دفتر نجیبگی کے ہیں
گلگون لالہ گر کہیں بیدار رہ گیا
لینا کام مجھ کو جو انان باغ سے
ابلاغ خائب مان کو ہو اسرار کا
معمول سزا یادہ مقید ہو ایک سال
بس ابکار لالا خود روسی یون کے
دیکھنے نرا رنگ کے پہنا وین اس کو
تقسیم کردین فرخ و غنیمت جانتے
کہ دین کا دین سے گلشن کا معنی باغ

بے شام سحر مار دم سحر دوم سحر تانک
شہباز کا طالع کے تری اسبہ ریح

کینچے عراب خزان یہ صف شکر ہیا
ہنچا حضور سی طرف باغ روزگار
ہنچین سوار سو کے جو انان پر آب
انگو بندہ امری کہ امیر ان نامدار
لیکڑ فلم کو پاتہ رکھو یادہ و سوار
تعداد یو جتنے ہو تو سجدے شمار
ہوے محروم کا ثنائی اگر شعاع
انس کہیں برائے نقید بہار بار
جبرین کے بیٹے منصفی کا غبار
ہر ہر سیر گلون کے ٹپن دو در عیار
تا بہ کے بٹا کے وہ اپنے بھی شکار
حطرح چاٹ کرین اس عوج کا
زنگین شتاب سنگ میلان کو سار
موج ہو انک ہوزرہ لوتس اکابر
دین دو بے گر سالہ کل جو اسد
حار آئینہ کو شمع کے رہی مستعد کار

دارو دگولی پر مغان سیکہ کیے بیچ
 بندوقین سے شیشوئی بھر ہو کے بچھے
 جتنے ہیں تہ نواز جہان بیچ اب کرن
 باور گزینہ نو اسے آن دیکھ لو

ترکش لگا کے دینو کو فصیح و بہار
 لازم ہر نجیبو بی کے شربطے کا جام
 اک گل زمین نہیں کہ جہان آب پیر
 غصے سے یکہ گر گئے مرنے ہیں کہ کوچ
 بن خود آب دم نہیں رہنا حباب
 اندام جو بیار بر آب عکس تاک سے
 جانا ہی نہ سنا نلی حوروئیدی ہم
 نکلے ہیں باندہ باندہ کمر کے شعلہ
 رنجک ہی ہر شمس اور ایسا کر ہے ق
 آواز تو یہ نہ نہکے رعد و زوہد
 تھا جب قدر کہ سبزہ خواہید ہوا
 گریا رجب بھی ابرسیہ کا ہوا میں ہے
 اسو دگان خواب عدم بھی غرق ہے
 کرتے ہیں طایران جہنم اپنے زمر
 طاس نام وہ جو میں اس فوج کے

رکھو نہ اب سوا کی کر کینہ ز بہار
 اگر شتاب صحن چین میں کرن گنار
 پیشہ وہ کرنا کے بجائے کا اختیار
 پایا ہی امر مطلع تازہ نے اشتہار

گلگون یہ اپنے ترک نزارا ہوا
 گر مردی تو سر گلن کر الکی بار
 کرنا ہو دے کہنے کے سبب آیدار
 گرد آہہ مال روکے ہی مار ہی جیب
 ڈالے رہی ہے شہہ پہ جلم سنگ
 بکتر سجے ہی دیکھوں ہوں کیا بکتر
 ہوتا ہی اس یقین کا دل میں دین
 لیکر پیر سے بانوں کے سر سے باندہ
 گولی بھی تو مالتا ہی سحاب ترک بار
 کرتی ہی نہ سپر سے جا اس طرف گذار
 سنکر زمین سے چونک اٹھا ہو تبار
 کجبال کی طرح سے چونک بار بار بار
 اٹھ کر کے خاکدان سے کرن مختار
 یاد یہ اے کے سال قیاس سے یا ہا
 کرتے ہیں یہ صد اک جوانان لالہ زار

یا ہم سے دستہ دستہ جدا ہو کرے جو
 میدان صاف کرتی ہے جارو باو تختہ
 صد برگ جعفری دگل ششہ نے اب
 شکستہ صف قشون خزان آدمی جنگی
 استادہ ہی مدبر علف سبزہ خاک پر
 بہالائی اور برجی کی علم ہے اور سبیل
 سرآن میں ترانہ قبل کے واسطے
 از سایہ نامی بید مولہ بہر طرف
 ترک صبا کی ہے مرا تیر بازگشت
 خالی سجدہ کے ناتہ کو اپنے سراکدم
 دامن کو باندہ باندہ شوئے مستعد چور
 اب نہ کہ وطن کرین ہم کو بیدلان
 ترکس کو یاد جو دسی بیمار شہیدہ
 ملکارتی ہی یون کہ دو بہتیاں جو چور
 کہ کہہ کے سردخت سی یون شکر گاہ
 لیکن تو دیکھو کہ خدا دادہ گہری کہ
 گوئے کے سردخت کو غصے نے اندون
 دل میں غرض ہر ایک کے ہیں کیا جان
 نکلیں ہی سے دانیہ شہر کچھ عجیب
 القصد ازج تک صبا شہر میں خیم

جلد ہی سر باندہ کر کر کینہ اسوار
 تا وقت کار دامن گل سہی انچہ خار
 کیسے باندے کر کے بہہ باہم کیا قرار
 ہو کر اوتاری کیسے میدان میں کارزار
 بانی کے حطرت کو زمین پر طے غبار
 خنجر ہے اور تیغ ہی جد سے اوتار
 سی اندھون بہہ شمع بجلی کا رو کار
 دار دوزین کمان سپہ نوز در کنار
 مویش بر حریف تو کھلے جگر کے
 مانگے ہی رنگ بید سی خنجر کو بوجہ
 قمری سراک سی گہنی ہی بوجہ
 لڑ بوقدم لوگاڑ کے باران طر حدار
 اسیر جس میں آئے وہ ناتوان زار
 ٹائے تو دیکھوں آئے سر عصا
 کہتا ہی گرجہ باندہ میں ششہ پیر
 کتنوں کے سر میں توڑوں میں تیر گار
 کچھ ایک سی لگا دتے کیجو نو اعتبار
 بابائی آتش غضب دیکھنے پر قرار
 دتے اگر انار کو بیٹھے ہیں فشا
 یوحنا بہ سن تو کھٹے خادر کا ماحدا

قبل خزان پر سعد ابوالحسن نے
 اب تو اس آج ننگ کوئی نہیں ہوا
 یہ شے دیکھ دیکھ کر منہ کو بون
 دین نبی میں ہے تو ابی باندہ کر کر
 اب جرم کو خزان کے جو پوچھ تو نہیں
 ملک چشم مصفیٰ سے تو اعمال کے دیکھ
 نانا کو جسے پوچھو تو مالک بران کا
 بدخواہ دولت ابی کا جو جو کوئی
 آخر وہ اس گہرے کا بندہ یزید
 اب یہ خاندان سے کہ زشت سحر
 رکھے جان کا داغ علامی جہاں
 اثبات شجہ جرم نہیں نکالے
 بیکار مع کر کے طوطی یزید
 لیکن یہ دیکھو کوئی دین نفی
 شکر غرض یہ بیک صبا سے میں
 کہنے لگا کہ نجمہ تجھ سے یہ سخن
 میرا مزا ننگ نہیں نسیم رزار
 یعنی وہ سیف دولہ بہادر کہ حکمت
 جب میں سناربان صبا سے پیام باک

کی جمع موج عابرہ انہی کی یہ شمار
 ہاں اس سلطنت کا نرالا سے اختیار
 سنائی اسے عزیز تو کا فر کہ دین دار
 گلہ ستہ کی طرح سے تو موجا شریک
 بعد از یزید کے ہی خزان سے گناہ
 کیسے کی ہی وہ گلشن دنیا سے دوچار
 دادا جو دیکھ شرق و مغرب کا شمس
 او سپر نصف کشی کرے خاور کا چادر
 پس کیوں نہ وہ کرے جس اتنا ہوا
 کرتا ہی جس جگہ کی علانی کا افتخار
 مانی کے دل میں جسکی اطاعت خوار
 اپنا تو اعتقاد ہی انہی گناہ گار
 نے اختیار ہو کے کہ اسید صبر دار
 گلشن سے اسکو کینچ نکالنے کے کر کے
 سے کون ننگ بتا تو نجمہ وہ بزرگ دار
 اتنا تو ہو کے عاقل و دانا و ہوشیار
 ہے یہ وہ جسے خزان کرم کا رزخ دار
 کرتی رہے سراسر اعدایہ کا زرار
 وہیں پر یا یہ مطلع رنگین و آبدار

دوویں تیرے نام سے گلشن میں گریہاں
 تیرے سجاوے کی یاد سوا خاک پر نہال
 ناخن بغیر غنچوں کی گاتھیں نہ بدل سکیں
 میخانہ جہان میں کرم سے تیرے نہیں
 رسا نرا سحاب کرم بہان نہیں آتا
 جو کجیہ کہا میں اسکو خوش آئیں گے
 وادائیرے کا دست کرم کیا بیان
 رکھو اب آگے مطلع تارہ بہ کوثر جان

موج گہر سے اودھر کرے گوار
 اور اسکی پوچھتے ہو شجاعت سے کہو
 یکدم جو اسکی تیغ کی برش زراہ
 اجزا جو منجد میں جمادات کے بہت
 جس نو دی پر کہ تیر قضا کا لکھو
 تیرے ہی تیر تیغ کی ہیبت سے بیان
 وراج کوں سے نہیں پہنچے جزرہ
 ارجن کی کمان کو تیر ہی دیکھ بہیم
 جس میں رخ کر کے تو سیدان و
 روئیں تن اس کے آگے لیں نہ خون
 سو فار تر بولے کہ سننے پہ آگے

ہیو لون کو آب رنگ کا لیا مرنا لوار
 بہلا دے باغبان تو شردی شہا خوار
 تیری سخا جو باد سحر سے نمودار
 کوئی شکستہ جال بجز توبہ و خمار
 ہوتا ہے رنگ انش یا قوت آبدار
 یہاں ارث سے شجاع و سخی ہو نیکار
 سبیل کو نان و حلوہ اور اونٹو کی دھار
 خوشبید کی تنہا کوئی کرنا ہی ذرہ دار

گراپنے ابر فیض سے اتنا کہ بار
 اتر دے چہرے جبرے کہ جیتے بار
 دل میں اگر خیال کرے آہ بیکار
 با جاوین جون جو اس جہان میں ملے
 خانگی کو اپنی اس میں سے بہرہ دے
 تا وحش و طیر نے کی سچ پوچھا
 سراسر ایک کر گدن کے بن پر حیرت
 اپنے تئیں تو کہینا اسکا ہی سخت کار
 گزند کی غریزہ پشیا نو کر فرار
 لے شرف تا غریب اگر باندہ گرفتار
 بیکان کو کہہ کے جاو مکن بھلا کی نسبت

دل پر سے بھتیجی کو میدا میں جگر
کو کر کے اس آں میں شمشیر کا
مرنے کا جو بھرنی برزو و غلے کو ز
پیدا ہر ایک بانی سو کر کے حضور
ہو جسم کی علیحدہ پاؤں سے
فہرست ایک بول انہو لوں
یوں رعد کے سینہ کو نہیں پو
وصف سیر تو کیا کروں جس کا رنگ
گلگون کے تیرے وصف میں کیا کیا کیا
اس حشر میں کرے وہ اس طرح
رانوں میں بہتیک جو بہر سطح آت
مشرق کی سوزن سے مغرب کی
اس عرصہ میں ہر کہ شاید
برین ہوں بہتر دکا عدو کے سر غلام
ذہبے اسی تو اسیہ تو جانا تو
رہے کو تری جاہ کے میں کیا جان
ہو تاہرنگ طلسم گر دوں جہان
شہر کہستان کے میں ہی راج
تے مرد و بیوی جو کے گنبد بادشہ
لیکھ کر خطو شماعی کو کہیں

لکارے تو یوں کے تین کوچ کر لگا
ہیت الخا کو یاد کرے سام نثار بار
ہو جائیں تیرے سینے آہمین کو قرار
ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حساب دار
نیز می ترے ہر جہن رزم میں قرار
لایا جی کے میں قدم سے میرے بار
جون سینہ میں کہا کے نکون کو باد خوار
ہو جائی روز رزم عدو کے گلے کا مار
گرد اسکے کہنے جب کل رنگ خاصا
ترے ہی چون نیم جن سو کے بھوار
ٹوٹے جا بے شک اگر نہ زنیہار
اس برق و شر کو ہینک و گر کے
گر ہینکے میں فعل سے اسکے جہن
میدان کے اور تجھے جو ہو جائے
اڑ جاے بادند کے اسکے ہی چون عباد
جے میں نہ وہم فلک کے کے حصار
خجے کو آستین ترے تہا یہ جامہ دار
دو کرتے حیر کر تو نہتے وہ استوار
برمند میں ہن برسوں کے اتھو کہ ہمار
بھڑائے طمان سو کتا یہ بود دار

سکر کا عالم فلکی میں تو کچھ نہیں
 قایلین کا اسکے آفرین کے نشا عزم و دل
 جتنا ہی سطح اس زمین سپر گرا ہے
 جس آن نو قدم کے اسپر بر آفرین
 اور موٹکا بھی یوں ہی تو خاطر کو جمع
 سو واکرت سے عزم کی بر خزانہ سے
 بافضل اس قصیدے کا باغ ہے بحر
 کیسے میں دو سون کے ترے شکل ہر
 بات ہی کے ساتھ ساتھ یہ کتنا عجیب

میخون کے واسطے میں زمین پر کچھ نہیں
 صد فصل گل بنو کے جس کی نو نہ وار
 جس فصل میچھاؤ تو موسوم ہمار
 کھیل جاؤ دیکھتے عریض چشم کا
 صدے سرخ تن کے بتا ید کر دکھا
 بہر بہر سپر ہے لبیاسی جھمکنو عیار
 اسکے شین خطاب دے زمین ہمار
 موسیم در زر آن میں کیا میل دیکھنا
 مفلس یوں کچھ دلا مجھ کو آنا ہزار

قصیدہ تعریف میں وزیر الممالک کو اب صف الدول
 بجا در کے

گر فلک اب یہ مہربان ہو دیے
 دخل کیا ہی کہ اسکے چنے کا
 خلق کو اسقدر ہی استغنا
 رہو و آگے اگر بڑا ہو گھر
 در کینچے پر نہیں اب رسم
 متمول یہ خلق ہے جس کے
 جو گداز و زشت کہ سایل بنا
 کہہ دو دیکھا نہ یوں کہ زربے قصہ
 رہو تو دون کی نظر دن میں انکھ

جون نگرگ ابر و نشان ہو دیے
 کسی انسان پر گمان ہو دیے
 نہیں ممکن کہ وہ بیان ہو دیے
 دور شو کر سے گردان ہو دیے
 کنج و قتل و پاسبان ہو دیے
 فاجر اب کہنے میں زبان ہو دیے
 چلے رشک خردان ہو دیے
 اس قدر زیر آسمان ہو دیے
 بدتر از گرد کاروان ہو دیے

درود و آوازہ یوں ہر ایک کس کا
 کون ہے جسکے تازی و تر کی
 نہیں برین کیسکے اربہ لباس
 نہ کوئی باندہی جب تلک ہتیار
 خوان نعمت نہیں ہے ایک کا یوں
 عیش و عشرت سحر ہے سدا ساز
 ہے جو کچھ جسکے ہے اُسکی عطا
 یکہ کر جسکو خلق ہوئے ہے
 پرورش کسکو یوں ضعیفوں کی
 در دولت سدا تک تر ہے
 کم بغل جو نظر برے نیری
 ہے فلا تو محال ہے یہ سخن
 حس جگہ ہی مگر ملا خالی
 کین گردون سے عسیر ہر روز
 چیز بے قدر کو جو ہے تو قدر
 کیا عجب ہے تری مردت کا
 عمل و یا قوت کی طرح اس جا
 دہرین حسن خلق سے تر ہے
 ہوئے مذکور خلق کی تر ہے
 حاسی جا تر سے قلم و دین

کہ نہ وہاں میل و میلان ہو دیکھ
 نہ بہر کتا سریر ان ہو دیکھ
 کہ نہ قیمت بین جو گران ہو دیکھ
 نہ طلائیا نہ نہ نشان ہو دیکھ
 حسبہ تا سونہ مہمان ہو دیکھ
 پیر ہو کوئی یا جوان ہو دیکھ
 آصف الدولہ اور جہان ہو دیکھ
 تو ہو اور عسیر جا و ان ہو دیکھ
 سچہ سوا زیر آسمان ہو دیکھ
 آدمی شبہ تو پہلوان ہو دیکھ
 وہ بذیل تو گران ہو دیکھ
 حکما کا غلط گمان ہو دیکھ
 تری بخشش سے سحر و کان ہو دیکھ
 حسبہ ایک دم تو مہربان ہو دیکھ
 قدر و انون میں ارخان ہو دیکھ
 حسبہ جگہ ذکر اور بیان ہو دیکھ
 آب و اشک کے نن میں جان ہو دیکھ
 خلق رطب اللسان جہان ہو دیکھ
 دہن خلق غطر دان ہو دیکھ
 کب تو انا سے ناتوان ہو دیکھ

درہ خاک کی حفاظت کو
 سنگ اس عہد میں ہو دیان بانی
 آگے تہہ تیغ کے عدو کا اگر
 کاٹ اسکا سپہ گری اس کی
 کوئی اسکا نہو جو روئے کو
 تیر ترانہ گاہ چشم قضا
 بادیا ترانے الہ
 تریران دیکھ کر ترہہ اس کی
 کہا عجیب کہ برق کا شعلہ
 صرصر اس کے قدم کو بہر نہ لگے
 جد کرنے کا دل بین ہو جو خیال
 اس جگہ تک جہان میں جب کا بعد
 لاکھ بار ایک یل کے عرصہ میں
 فوج کا تیری کر کے نہ شمار
 کثرت اسکی سی جب ہو ہوئے
 انہیں مل مل یہ مہر ہوئے نور
 دودھو یہ بلبند نو پون کا
 ستغف حمام جس طرح چٹکے
 اہلکی آواز سی بدشت کوہ تر
 بکف دست جب طرح سیاب

باوند آگے یا سپان ہوئے
 شیشہ گر کی جہان و کان ہوئے
 دل پہاڑ آہن استخوان ہوئے
 رز و میدان کے امتحان ہوئے
 دیدہ زخم خون چکان ہوئے
 اسکو دیدار دشمنان ہوئے
 جلوہ گر آگے وہ جہان ہوئے
 خلق کو اشد یہ گمان ہوئے
 اسکا نیچے کے درمیان ہوئے
 ہمک کشا اسکی گرغان ہوئے
 مجھے آگے تو کہا بیان ہوئے
 دوزار و ہسم انس و جان ہوئے
 پیچے جس جاسی پیر یہ دیان ہوئے
 گر عطار و حساب و ان ہوئے
 بک پر گرد آسمان ہوئے
 جیسے شیشہ بہ تابان ہوئے
 آتش انگیز جب دیان ہوئے
 قطرہ زن چشم اختران ہوئے
 زلزلہ یہ جہان تہاں ہوئے
 حالت کوہ یونان عیان ہوئے

دی ہے جو حق بنے جھگو تخت بہا
 ترے خیمے کی ایک سو جو طاب
 بیچے اس بارگہ میں جب سند
 خاں کی ہر ایک پا انداز
 دیکھئے تب تجھے کہ تو جس دم
 اور سرگردی جیتے ہر آن میں
 دست بستہ مطلع فرماں کا
 نجمہ سا آفاق میں سو جب مدوح
 ہنیں شایان کہ عرض مطلب کی
 اب دعا وہ کروں ہوں شکستہ
 شادی و عیش و خوری ہر روز
 جاہ و دولت کا تری تابہ ابد

قصیدہ تعریف میں نسبت خان کی
 بول لا نصیب ترے رب دولت جہا
 ظاہر ترے پہ سر جا گنجینہ نہان ہو
 صرف کجے ترے آشیانہ بھر و کار
 سور و ملخ سحر زیادہ خیل ملازار
 جب ہو تری سواری مد فیل پر
 سندوستان سے لیکر اور تا ماہ صفا
 قبضے میں لے زبیر سوار تا باہما

شکر بہ حرف لبو لاسودا کہ قدر و بہ
 یہ تو ہے میں نے آفاق میں کہ جنکو
 عمدہ تو وہ کوئی ہے نزدیک ہم کی
 نام نکو سر بہتر دنیا میں کیا شان
 محل و گھر جو پوچھو پھر میں اور باقی
 ملکوں کی سر زمین سے حاصل بھی آخر
 ارض و سما کا سونا مٹھے کے پیچ رہے
 جو کچھ کہا ہے تو نے چھو کہ یہ بہار
 دیکھے کسی جسکا جلوہ یا گزہ فتنوں کی
 جو مرتبہ جہان میں سے نیاز یوں کا
 یہ وضع لاؤ باقی کہتا سہ وہ کہ گز
 بیل کو گاہ سکر انعام کوشان ہو
 لاکھوں دے جھکے میں وہ گز کو حریف
 جس قدر دے میں سے بے نیاز رہے
 رخصت نہ دیوے خاطر یہاں کو تھکے کو
 کہ معدت پہ آویز وہ گلشن جہان
 مشت حباب جو مرغ ہوا نہ چوٹے
 جب ناتوان کی اسکو منظور ہو رہیں جو
 میدان میں جب کہ اموستاد و سخی آجیل
 منہ سون لکھن اسے میں نہ کرنا کا

لب استری روی کا نزدیک اعلان
 کیسے سر دور کیجے کام انیاں ہو
 اہل کمال آگے دنیا میں عزیزان ہو
 یہ بھی کوئی شان ہے جو فیض پر
 رتبہ نہ آنکو بیش ارباب بستان ہو
 دوست خاں حسین کشت خوں
 بے دعویٰ ضد ای کیونکر مجھ کو
 میں اور میرے سر پر مرا سنا
 انکھوں میں امن ہو رہے جی کیوں
 سمجھے ہے وہ جو کوئی آسکا دھندلا
 اشعار میں غزل کے ممکن نہیں سان ہو
 پہلوں کی بوسے گامی گلشن میں
 لکنا ہو یک نگہ پر ہو سفت دہان
 بردا و اعتنا کی قدرت کہاں دہان
 عالم کا گو کہ اس میں برباد خان دہان ہو
 انکھوں میں باغبان کی بیل کا شان ہو
 شبنم کے دانو میں سر دے کا گزنان ہو
 سورا کے ساٹھ نیچے آویز تو بیلو
 حلقہ بگوش اسکا سر چید دہان
 منہ وہ خاک و خون میں آستہ جہان

خورشید اسکی خاک کا درہ جو محراب
جو بر تو کیا بتاؤں شمشیر کا این اسکی
کرنا ہوں ذکر جس سے اٹکا وہ ہوں
سنکر وہ شخص بولا ہم بھی ملتے اس سے
یہہ خوف اسکی منہ سے نکلا تو سنے
کہہ دل میں گاہ جبین کہہ جیش میں
مردے ہی گر معین اسکا مکان کو کسے
محبس کے دابے وہاں یہہ دور کا
طاقت سے یہہ کہ باہم خضار ہوں
اب ہوں ایک میں دن جا کر حضور

صحن جبین گلگون گرتی ز ران ہوں
تک چہرے رخس پر گر آئینہ
انداز چہرہ نیک یہہ کچھ سے جو کہا میں
ان سر عشق سے تری شکی سے
کہتا یہہ جو دیکھو اس پر سوار سحر کو
شان و شکوہ تیری ہستی کیا ہو
سے سہلند اتنا یہہ تو عجب نہیں ہے
ستک بہ رنگ اسکی اس طرح جلوہ
دانتوں کے عجب اسکی جھنڈا

بیت سحر و بدن وہ جون بد راوان
جسکی برش اسھی سے دانا کو آتھان
جب رہ کیسے دنگو ہوں کہیں ان سے
یا سود مود اسمین یا جان کا زبان
کہنے لگا غلط سے یا یہہ کہاں
لنا ہو تب معین اسکا اگر نکاں
وہاں پہنچے کا نادان دل کے یقین
بر و اندہ نے اجازت نزدیک تھکان
سرا کے گود میں میں جون غمخوار ہوں
مطلع اگر ہوں یہہ دل شکاں

سر گل پیادہ ہو کر وہاں طر تو نہاں
جس خطرت تو پلے اس طرف دن
تک وہم ڈانٹنے کا دل کے جرد
عہد یہہ شربت کا دام کو تران
یا رب ہمیشہ جکین یہہ یہہ جو
چرخ بجا سے اسکی گرج حیرتستان
آنگس یہہ ماہ نوے گردنست فیلان
گوشام لاکہ ہوئے یہہ لطف کناں
وصف ز خاست اسکا کیوں نہاں

اس دانت سے تو ہم اس دانت تک کہو
 ابرہہ کی آواز ہے جس طرح
 اس قدر قامت اور یہ جس کے اسکر
 پائل بھول سائیر کیا کہوں میں
 گجراگ ملک مہاوت جہڑ نو یون صلے
 باتی میں یہ جلاوا کب نو سو اس کے
 رسلے خدا جہان میں اس کو ثبت و کر
 جو وقت تہاں پر کسی کہوئے تو سر
 دیوینکے بخش مجھ کو ناحق کہیں صدمین
 اور دیکھئے نو سج خطہ ہر کے دکا
 اونے جو مرتبہ ہی بہت تر کیا اسکو
 ابرہم سے ترے اگر بخشش گھر بر
 خوشید دست سائل موہا اتمان
 لیکن نہ سمجھو یہ اس گھنگو سے گرگز
 کو اسے کہ مجھ کو تناسی جانے ہے
 سو تو زیادہ اسی تر اگر ہے مجھ پر
 انتہی ہی اتنی ہی کچھ عروسو جانی
 کہ جاسکے کی کوئی درواز تر تر کر
 نامہ رومہ فلک پر یابین و تہاں

یہی نہ ایک دن میں تانت و زبان ہو
 منشی میں حسن اس کے چلے کاہون
 رنجر یا بجای گر زلف مہوشان ہو
 اصلا کہیں جو اس میں شوخی ہو کیا
 عاشق کے وصل کی شب حطر حروان
 تشبیہ یا جسے رفار جو تقدیر
 تشبیہ یہ سب کب تر دشا عوان
 بہت سی تیری اسکو خطہ بہت بان
 یا رب حضور جاؤں نو دیاں طرح
 بہت سی تیری کینو کرا کو نہ یہاں
 بیچے نہ وہم حاتم جبکہ نہ زروان ہو
 کلفطہ جو شش یاری تو مجھ مکران ہو
 تر اعلو بہت حوقوف ترشان ہو
 منظور مجھ کو تیری بہت کا اتمان
 عابد ہو ایک نن پر کہا نیکنم زبان
 کفران نعمت او پر فادہ نہ یہاں ہو
 معرفت جہان میں اسکا تر قہم ہاں
 بیچے جو تر ہے در پر و شک تہاں
 بہت شان دولت سجود و جہان ہو

قصیدہ مدح میں شاہ عالم بادشاہ غازی کی

ہے اشتہار نجسی مرا ایفک جناب
 اک تخم جون میں خاک نشین شور
 ہے بہر جان میں وہ دولت ترا کہ بہا
 قطرہ تجہ ابر فیض سے پہنچے جو سو بحر
 دریا کو سرکشی سے تیری جو بہر نہ
 روشن و لوگوں کو گہو سحر دور ترا
 معراج وہ نبی کی جو غرض کے پر
 یہ عدلی سے ترا کو نبی کو ضعیف پر
 کنجی کے چل نہ وہ تیرا بیان ملک
 بیت سر کا بتی سے مناجی اب سقد
 پہنچا نہ تیرے عہد مبارک میں ایک روز
 سنان تیرہ روزی ہے بہر سہ عدد
 کیا تاب ہے عدد کی جو پھر ہی حضور
 بر برت پر ت کوہ کا یون لے چکے جو
 جزا نہ تو قرینہ نہیں نجمہ کمان کا
 اس رخس برق و ش کے تر و جھٹکا
 رانو نہیں اسکی صورت سیما بظفر آ

رخسندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب
 نشو و نما دے مجھ کو کرم کا تر سما
 ناکام نجت آن کے ہونا ہی کامیاب
 جاوے رگرتی چرخ کو موج و زخو
 لاوے عجب نہیں جو ہما بیضہ جاب
 رکھے نشان سخن جین بڑا شتاب
 معراج امت اشہین جو اس جاو باراب
 کرنے سے اب بعد ہی کے اتنا صفتاب
 برگیرے میں لگائے جسکے بر عتاب
 ہو جائے کیا عجب غرق بید گزشتہ
 از دست محتسب کوئی ناپا ہی حساب
 تیری وہ تیغ قبضہ ہی جیسا سیاب
 سنگر نہیب قہر کو تیرے گدے عتاب
 کہل جائے باد تندہ شیرازہ کتاب
 ترکش کا جھٹ خط و شعاعی نہیں
 میں نے کیا ہی مطلع روشن بہ انتخاب
 جالاک تر خیال ہی اور دم سحر شتاب

گلگون بھی اسکو کئے تو ہر بہ سخن بجا
شک و عنان کشیدہ نو اس پر گئے خرام
نخستہ جو شکو حق بنے جو این سخن سلطنت
نزدیک نام کچھ بہ توفیق ہو تیا بہین
اس بار کو کیوں نہ فلک مرتبت کیوں
استاد مونسین یہی کہیہ اسکی حکم
رفت سرا یک چو کی برتر خیال سے
حوی بن باور بنو تکی اس کے میں کیا کہوں
اس اس روش کو فانی گلگون آئین
برج حل کی طرح سے اس کے بیچ تخت
سودا کرے ختم و عابد پر سخن
اس تخت پر بسند اقبال بیٹہ کر
قصیدہ مدح میں وزیر الممالک نو
سودا جب جنون نے کیا خواہ و خوار
احوال اسکا دیکھ کے کہنے لگا طیب
کہنے لگا سن سکودہ دیوانہ درج
جو کچھ کہ میرے تن میں ہو تاسو سا
سہل طلب کہ میرے غذا کی زیادتی
کیا سودا اس علاج سے کہہ اسکے ہوا
نت آن نے یوں کہا کہ تیا بہین و علاج

انی ہر پاس جسکے عرف سحر از کلاب
سی آرزو صبا کو کہ بوسے بر رکاب
شیب زمانہ کو بہہ ہوئی خوش شایا
کرنا ہی چرخ پر خنایانہ کہ خضاب
جسکی بلند کاسکاتان سے عریز
اٹھتا ہی جس طرح شفق کی لنگے سجا
کوئی میں فطر دم کے آدھی گیار
جون معجزہ نبی سے سودا حصہ تبا
دیکھی ہو گی بوسہ گل نے کہی خواہ
نوا شمیم یوں شرف ابو جون کہی خواہ
اس جا بہین سے طول سخن منقصا دا
کرنا ہی خوش دی نور و را خبا
اب صف الدولہ ہادری کی
لائی گہرا اس طبیب کے عقل حکانام
اب قصہ و سہل کے لہر معنی نام
مجھیں لہو کمان بہ ترانہ خیال خام
عامل نے خیر آباد کے پیکر کیا تمام
سو مجھ کو ماہ عید بھی گزرا نہ صیام
نا اپنی میں دو اکرون ایک کے فطر
اس فرود سے تو با کے شفا تا خوش کام

اسکے حضور عرض یہ کر چکے ہیں
 سنتے ہی یہ نوبہ قصیدہ پڑھ کر
 اسی وہ کہ تیرے عدل کی نسبت تمام
 دنیا کی نیرے عمر میں آج عاقلان
 کیا کیا گئی خود جو حق سے حق
 مذکور علم کا میں کروں یا بیان خلق
 تیرا ہی بار علم و صاحب وقار
 آدھے نیم اگر حق خلق کی نیرے
 تجھ نعرہ غضب کی بہ مولد کر
 زبرہ مواب سینے میں بیت نیرے
 اشجع تو اشد کر کہ مبد نہیں کر
 غالب تھی کرین وہ قلم اسکی دیکھ
 تیغ سخا ہی ایسی جس سے ملک دل
 سائل کے گہر میں کب تیری شکر
 باغ جانین آج تو وہ نخل سے
 تیرا ہی اب برو زمین سے فلک خبا
 پیدا خواص ساری میں اس کے ماکا
 میں خوش یاد پائے شکل کیا کہوں
 آٹھ غبار سے نہ کیا کہ عیان
 پہنچا نہ اسکا سا یہی اس کے قدم

مور ضعیف میل سے اپنا انتقام
 لیکر اب اس کتاب میں حاضر ہوا غلام
 نوشیروان یہ عدل کا گویا ہے اہتمام
 زخم جگر کو سوڈا الیاس التیام
 اپنا ہی روزگار کے احرار و احترام
 یا میں تیری شجاعت و ہمت اس کی
 کشتی خاکدان کا جو پانی یہ ہے قیام
 خوشبو جہانوں کا اندک سی مشام
 فیصل ہوں برو بحر کے باشندگان
 تر ہی نہنگ پیاسے باجی ہر جان
 کیا تاب رو برو ہوں سے رستم
 تصویر تیری بیخ کی کینچے جو بنام
 پائے ہن کہ طعنه غوی کے ملک ساعت
 جب اس کے گہر کا تا بفلک تو بشت نام
 پہنچے ہی چار فصل عمر تجھی روم و شام
 نے فقل دے کلید در فیض سے مدام
 تجھ نزع کرم سے چھنے دانہ گر حمام
 بچے تو حور کا ہی و لیکن فرس نام
 اچھے جو فاشن ہیں کی زمین کا کلام
 تا اسکی تو نے رومین عیا کو کیا نہ تمام

اعدای بد خصال کی تبتہ کے لئے
 سو نظر و کفایت ترے اقبال پیش پیش
 تو وہ در زیر بند کہ چران جو رہن
 کچھ کم نہیں جہان میں سلیمان تیری
 بطن کا ایک خراج ترے کیا بیان کروں
 فیض اسکا اسقدر ہی جو اس کے بن نہ ہو
 رتہ نرا ہی وہ جو کہ تو قصد ابرو کو
 ذرہ کرے ہی خاک کا اسکی ملک
 تجھ ہی کی کوئی مدح و ثنا مجھے ہو سکے
 اس نظم سے غرض میری غرض رغا
 اپنی تری حجاب سے انہی ہی غرض
 مت رکھ دایہ مجھ پر کہ اعمال کے تین
 انصاف ہے کہ وہ ہو عطا احسان ہے
 دہا جو میں صرف مطمح کے انہی سے
 اسی گنج بخش خلق مرا ہی جو دعا
 سو دلس اب خوش کھاؤ اور ہے
 تاجہ جب تک بفلک ہو دین ہر دانہ
 دنیا ہو اور تو ہو الہی بخور ہی

اس برق وصل کی جست پہ پڑا جو حیات
 نصرت کرے جلو تری اور فتح انتہا
 شایان عصر دیکھ کے ہزار یہاں حشام
 گو اس نے آصف دولہ ہی تر نام
 اس فکر کو کفایت ہو صد زبان بکام
 خوان کرم پہ پئے وہ دین صلا کام
 پیچے نامانگی سے بیک کو فوج و مقام
 خبر گل زمین پر سیر کر کرنا ہی تو نام
 میں کیا ہوں کیا زبان مروی کیا کلام
 مقصد مرا قیل غر صنیع بالظہام
 کس کا بلتی ہوں گناہ تر غلام
 نیری سلاستی میں کروں مجھ کو سلام
 اور دن کی میں سماجت نہت کے دن
 اس نقد کے عوض ہو مجھ کو طعام
 کرنا روا حضور ترے کس قدر کام
 اس نظم کا نوید ثانیہ اختتام
 تاجوہ کر رہن بجان صبح اور شام
 نرے نصیب عام ہے غیش و دام

قصہ مدح میں عالمگیر ثانی کی

رکھو ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
 فلک بہ سبب شہسارہ تا قیام جان
 زبان پر تو جو شہد آسمان پر بنے
 سجدہ در تری بہرہ و رمون اہل سبز
 زبان رشتی کے دانوں تیرے کے ہو
 بہ نام پاک کہہ تے ہیں جسکو عالمگیر
 بجا ہی جسکو سلیمان جلال کہہ تے
 علوم تیرا نظر کرے جو کوئی
 نہاں ہے جز آفتاب کو نہیجا
 نہیں کلف بہ فلک سیر تری کیا
 کرے جس کے تو عزم پست پر کسی
 جدھر کو تو ہو جلو رہز پر سزا
 جہان پناہ تری در گہرہ عدالت
 جل جہاں کویر دانہ نرم من تری
 تیرا سنگ سی خانہ کو جو نہی جز
 نرم ہی اتنا ہی تیرا ہی خلق کے اوپر
 اسد عفو ترانا نہیج ضامن ہو
 جوشت فیض تو کہو کسی نہ شل
 کرے عرض یہ سودا خاں قہر
 خیمہ آستان یہ دے اے دس طرف

بحق استبدان لا الہ الا اے
 ہر اگر بن تری مرضی شیعہ عمر
 تری چراغ سی روشن ہمیشہ شعلہ
 رسی رکوع میں تا قامت سپر و تہ
 تری ولا کو رسی اس طرح دو نہیں راہ
 خدا ہمیشہ رکھو رب فریت افواہ
 کہی وزیر کا ترے خطا نصیب
 رسی فلک ہی کو اسکی نگہ سمع
 سر آسمان نے پنہی سی آستان پلاہ
 بغل میں عا شید اپنے جلا کر سے ماہ
 رکاب اے ایک اقبال بوے بسم
 ظفر جو ظرفو بوے نونہ پیش گاہ
 کہیکو دیوے اذیت کوئی معاوضہ
 تو صبح شمع کے آتا ہی سہرہ روز سیاہ
 لے آوی کہیج دیوان میں کوہ کوہ گاہ
 کہ اب و فور سی خاقی ہے جس کے یگانہ
 کوئی نکر کے برگز کی طرح کا گنا
 تو موج آب گہر سے دہ لکھ کر کے
 زمانہ جاسے تہا نہیجو رکے جان تہ
 ہوا ہی ان کے حاضر یہ بندہ در گاہ

کسب جہان میں کوئی خوش نصیب نہ
کیا میں فرض کرے سزیر بال ہوا
برگھلا وج سعادت سے بے گناہ
غرض کروں ہوں دعا میں ختم سخن
ابھی تا ہوجان تو ہوا و دنیا ہو

قصیدہ شہر آشوب
اب سامی سے جو کوئی پر جو ان
میں حضرت سودا کو سنا بولتی بارو
اتنا میں کیا عرض کہ فرما سخن حضرت
شکر بید کہ کہتے کہ خاموش ہی جا
کیا کیا میں بتاؤں کہ زبان میں کئی شکل
گہوارے اگر تو کوی کہتے ہیں سو کی
گذرے ہی سدایوں خلفہ روانہ کی
تائیت جو دکھا تو نہیں سوز و محال
کتنا ہی نغمہ غری کو صراف سخن کر
ہیہ شکر دیا کچھ تو موئی عید و گرنہ
اس نغمہ سے جب چہ چکے جتیس
پتے میں بایں رو سی وہ تو دو
قاضی کی حوسکہ کہ ہا نہ کے شمع
ملاحہ اذان دہی تو منہ نہ ہو نہ

اسید جلی برائی ہوا سنی جاطر خواہ
جنہیں حصول ہو جہنم کی سنی
وہ ہنجر غل جانک بین نابل الہ
اوب کی ترضی سے طول کلام ہو کوتاہ
جہان کی خوبی ہے تو اچھی ہو کئی

قصیدہ شہر آشوب
دعویٰ کرتے ہیں کہ میرے منہ میں
اللہ ہی اللہ ہی کیا نظم بیان کر
آرام سے کہتے ہی کوئی طرح ہی ان سے
اس امر میں فاجر تو نہ توئی زبان سے
ہر وجہ معاش اپنی سو جکا یہ بیان
خواہ کا ہر عالم بالا یہ مکان سے
شہر جو کہ میں تو سیر سے کے ہذا
تروغین ہر گری تو بچلہ کمان سے
بی بی نے تو کہہ کیا یا فاقہ سیر
شوال ہی ہر ماہ سیارک نہ نصاری
خواہ کا ہر دنیا اس شکل سے
مکمل ہو فیہ و سوائے کی جنہیں تو ان
بٹھا ہوا اس شکل سے ہر روحانی
کہتے ہیں کہ خاموش مسلمان کہان سے

بولا جو خطیب اس میں تو ماری اس کی حمل
 رنگی می گدھا آتھ پھر گبرین خدا کے
 اور وہ جو میں کم زور سودیان آنے پھر
 آتھ اٹھ کے دکھانے میں آتھ جان بٹا
 یوں بھی نہ ملا کچھ تو راکب یا لکی آگے
 کوئی سہ پہر کچی خاک گریبان کو کر خاک
 بند و مسلما نکا پیرا اس یا لکی اوپر
 پہن سخرگی و یکہ کے جی صاحب ارہی
 گر جو جی جا کر کسی عہد کے مصاحب
 وہ جاگے جو رات کو تو شبی میں دھڑانو
 بے وقت خورشید اس کی حوائی میں
 گہراں کی تپتے ہوئی گنتے میں گہراں
 خیار پہ چہ بازہ می اور جرت ایر جرت
 صیف پہ طلبا بے ہلا آدمی نوکر
 صحبت پہ اسے اگر اُفائیتیں چیک
 دیتی ہیں منگاتیر و کمان ہاتھ میں اس کے
 اور ماحضر اوپر جو وہ نواری کو فیکے
 مطبوخ یہ خرورہ ہوا و خرورہ ہوا
 بہ بھی تو نہیں ہے وہ اسی پر مقلد
 اس میں جو کہہ رہے وہاں ہست میں آنے

ہاتھ کیا دے عطا لو بہر اور وہاں ہے
 نہ ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے
 رہتی کے جو نیچے کی بہر راکب کمان ہے
 دربار اور اس عہد میں جو خورد و کمان
 اس سچ سی سارے کار سلا می و اس
 کوئی روئے سرے سب کوئی ناک کمان
 ارہی کا تو ہم می خیارے کا گمان
 کرنا می جو وہاں عرض تو نے نا نہ بان
 اس کی تو ادیت نری ہی آیت مان
 کشا ہی اگر اپنے تن خوار گے ان
 سو کیا کہوں تجھے کہ مصیبت کیا بیان
 اور یہ خلا و دین میں جو اپنے آں
 منہ صورت سو فار کر شکل کمان
 سو دوسو اپنے کا جو کسی عہد کے بہان
 آدمی تو وہ اسے بخشوت مگر ان
 تہندی ہوا انیکا کر اس وقت کمان
 کہانا تو یہ کہاتے میں ہر کو خفقا
 می و وہ یہ مجھلی تپس اور کا ذریان
 ان سب یہ تفن کے فی ہستی نان
 گر تو علی سینا می تو وہ می و ان ہے

رکنی بن عرض رک سرتک پاسبانی
 سوداگری کیجے فوسا سمن یہ شفت
 بر صبح یہ خطرہ کی گئی کیجے منسل
 یہاں جو کسی عمدہ کی سرکار میں دھن
 قیمت جو چکانے میں سوا طرح کے ثلث
 جب محل متخص بوا مرضی موافق
 پروانہ لکھا کر گئے عامل کے جوبت
 او دوسری ہر آئی تو کہا جسٹریا لیا
 آخر کو جو دیکھو تو نہ رہیں نہ دوسر
 ناچار ہو بہر جمع ہوئی قلو کے آگے
 دوہیل کی جا کر جو کہیں کیجے کہتی
 میں خشکی وغرفی کے تھکر میں شادوز
 گر خان و خواہن کی لے کوئی وکالت
 سرحد کے دروازہ پانین شہ پہنچا
 اگر کہہ میں ہاں کہ میں فوارا چوٹوں
 دیوان کے بخشی کے بیوتات کے حاضر
 سہرات پلٹا ہی رہے صبح سحر شام
 لاو جو کہہ جی سے وہ دایوں سیاہ
 سوا بہر بہر بیٹے ہی دے یا فوسا میں خراج
 دست و پے عرض نہ کر اگر کسی اور کو

کر کو کر ہی سمجھو یہ طبابت کی کہاں ہے
 دکن میں گئے وہ جو خرید صفہاں سے
 سر شام بدل دسوسہ سود و زیاں ہے
 یہہ درد جو سستی تو عجب طے میان ہے
 سمجھیں میں فرد شدہ پرزد کیا کہاں
 ہر مینو کی جاگر کے عامل تیرن ہے
 کتبا ہی وہ سیاہی مجہد یا میں کہاں
 دیوان و بیوتات یہہ کہتی میں کران
 سراک تصدی سی بیان اور بیان
 جو بالکی نکلے ہی تو فریاد و ن
 اور نہیہ ہی موافق ہے تو تو سیاہ
 نے جینے دیکے مٹنے نے جی کو مان
 اسکا تو بیان کیا کر دن بحسب عیان
 یو جو ہے اجی مردے جی نو کیا ہے
 سر کو خیر میں جون آب کھلا بودہ ان
 مانند کشیا کی جہاں دیکھو تہاں ہے
 پیل کے بتوے کی طرح منہ میں ہے
 لدی دے موکل کہ یہہ کیا خیر کا ہے
 اور زرد کے احار کا ہی ارد و من
 کہہ حاکم طارخ کوئی لالہ کہاں ہے

جہوت سننا بہ دوہین آواز بدل کر
 ہر جو جو مکمل سر کھین راہ میں ہشتاخم
 عرضی یہ ہوا ہم سیاہ ہے یہ کیا جسم
 کا ہیکل غرض غرضی وہ اور کیا سیاہ
 انصاف جو کیجے تو نہیں اسکی بھی تقصیر
 شاعر جو سن رہا ہے میں مستغنی الاحوال
 شتاق طافات انہوں کا کس کس
 مگر عید کا سجدہ میں نہیں جا کے دو گنا
 تاریخ تولد کی رسی آتھ پہر فکر
 استفا حاصل ہو تو کہیں مرثیہ ایسا
 ملائی لکھیجے تو ملا کی سے بیدار
 اور ماحضر آخوند کا ایک دین بتاؤں
 ذکو تو وہ بیچارہ پر ہا یا کرے لڑکے
 تسبیح یہ ستم ہے کہ نہائی تلے اسکی
 بہا گئے بہر عمل کر کے خوشی کا نہ
 اپنے کچے انصاف کہ جسکی ہوا بے وفائی
 جس زور سے کاتب کا لکھا ہاں میں ہر
 وہ بیت کے سیکڑی لکھنے کا محتاج
 یہ بھی میں کھلتی ہی سر کہتا ہوں
 اچھا ہو جو مونا کا زمانہ میں تیر

ابھی کہا کہ میں سر کشتن مجاہد کے ہاں
 اسناد کا جاگیر کے یہ اس سر میں ہے
 پردانہ میں تم پر ہوں نقد پر مجاہد
 کید نہ رکاوہ پروانہ وہ جاگیر کہاں ہے
 سب ماحصل ان باتوں کا اگرچہ چہاں ہے
 دیکھے جو کوئی فکر درود کو تو ہواں ہے
 ملنا انہیں اس سر جو طلان ابن فلان ہے
 نیت فقط تہنیت خان زمان ہے
 گر رحم میں بیگم کے سنین نطفہ خان
 بہر کوئی نہ بوجہ میان سکیں کہاں ہے
 ہوں دور ہے اس کے جو کوئی شہنشاہی
 یک کاشہ دال عدس جو کی دوان ہے
 شب خراج لکے لکے اگر بندہ ان ہے
 لڑکوں کی شہادت سحر اخبار نہاں ہے
 دیو الی کوئے ہاتھ تعجب میں دوان ہے
 آرام جو جاسی وہ کرے وقت کہاں ہے
 ہر صفحہ کا غنچہ قلم اشکشان ہے
 خوبی میں خط اب جبکہ از خط بتان ہے
 آفاق میں ان چیزوں کی سب قدر کہاں ہے
 خطاط کی اتنی ہی رہے قدر ہواں ہے

یہ شعر اس شخص نے کہا جو شہنشاہی تھا اور اس کے ترجمہ میں ہے

ہدیہ ہو سوا باغ کے گلدی میں جا کر
 دمر لوی کو کتابت لکھیں دھیلے کو قبال
 چاہی جو کوئی شیخ غریب فرما غبت
 دنیا میں رقم خرچ کرے کوئی شمع کو
 اور اسکو جو دیکھے کوئی وہ بہر معشت
 پوچھے مریدوں سے یہ سرمے ہوا
 تحقیق موعز عس تو گرداری کو تنگی
 دہونک جو لگی تھے نودبان سبکو ہوا
 بیتاے ہوئی شیخ جو تک و جد میں اگر
 گرنال سے پڑا ہی قدم تو سبھی شمس
 اور ما حاصل اس رخ و شفقت کا جو
 سب سے پہلے کر جو کوئی ہو متوکل
 اور یہ طے کی ہی دل کو خرافت کا یقین
 پہرچیم کے جب لڑکے لگے ہو کہہ سہ
 جب راہ خدا پس لگائے کوئی نواب
 مضمون ہی رفیع کا کچھ دیجئے اسکو
 بالفرض اگر آپ ہوئی ہفت نزاری
 تک دیکھ نہ منصور علیخان کا ہوا
 آرام سے تھنے کا شستہ تھیں کمال
 دنیا میں تو اسودگی رہتی ہو تھو نام

یا موت کچا رہے جو کچا دہر مران ہے
 بیٹے ہوئی وہاں میر علی چوک جہان ہے
 چشتی ہی تو موعز کا وہ مطعون زبان ہے
 گنبد سے کوئی لکڑی کو شبہ کہان ہے
 اس فکر و نردو سی میں ہر ایک نان ہے
 ہر آج کدہ عرس کی شبہ لہر کہان ہے
 خصل مریدان گئے وہ نرم جہان ہے
 کوئی تو دے تے کوئی کوئی تو دے کوئی ہو
 سرگوشیوں میں بہر بد اصولی کامیان ہے
 کہتے ہیں کوئی حال ہی یہ قصہ زبان ہے
 ڈالا ہوا دہان دال غنود قلد زبان ہے
 حورو تو یہ سمجھے کہ کٹھن وہ میان ہے
 مٹی کو جنون ہونے کا بابا کے گمان ہے
 سرخان و خواہن کے ہمراہ دوان ہے
 تب اسکی سفارش میں ہی ایک زبان ہے
 مداح اما سون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے
 تم اسکو بھی مت سمجھو یہ رحمت ہے
 جہانی یہ کرک بجلی ہی اور شر دہان ہے
 جعیت خاطر کوئی صوفی ہو کہان ہے
 غصے میں یہ کہتے ہیں کوئی ہکاتان ہے

سو اسبہ یقین کسی کے دلوں میں ہے
یہاں فکر معیت سے نو دوان غنہ

قصیدہ گہوڑی کی سجو میں

رکھتا نہیں ہے دست عنان بیک
سرگز عوائفی دعوئی کا نہ تھا شمار
سوجی سرکش باکو گھٹا نے دہانہ
خست نے اکثر دن سے اٹھایا تنگ دعا
یاوے سزا جو انکا کوئی نام نہ تھا
گہوڑا رکھیں میں ایک سواتنا ذیل خواہ
رکھتا ہو جسے اسپ گلی طفل شہ خواہ
فاقون کا اُسکے اب میں کہاں تک کروں
سرگز نہ اٹھ سکے وہ اگر تھے ایکبار
کرنایا ایک اسکا جو بازار میں گذار
اسید وار ہم بھی میں کہتے میں بون جبار
گذری ہے اس خطا اُسے ریل و سوار
دیکھے میرا آسمان کی طرف جوئے تھار
سردم زمین یہ آب کوٹیکے میرا بار
جو گئے کو آکھیں موند دینا ہمیں
کہو دے میرا شمع سے کوئین بائیں مارا
گہوڑی کو دیکھتا میرا تو یاد میرے تھار

سچ چرخ جسے ابلق ایام پر سوار
جنگل طوے بیچ کئی دن کی بات
اب دیکھتا ہوں میں کہ زمانے کا تہہ
تھا دل نہ دوسرے عالم خراب ہے
میں گئے چنانچہ ایک تاری بھی بہرین
نوکر میں سوئے کے دانست کی راہ
نے دانہ دانہ کاہ نہ تیارے سبس
نا طاقی میں اُسکی کہاں تک کروں
ماتد نقش نعل زمین سے بجز فنا
اُس تیر کو بوجہ سے تھپا میرا کا
قصاب بوجہ سے مجھے کب کوٹے گا
جدف سے اس قصائی کے کہوئے بندہ
سرات اختر دن کے تین دانہ بوجہ
خط شعاع کو وہ سجدہ دست کیا
نکا اگر کہیں بڑا دیکھے میرا کاس
دیکھے میرا جب وہ توڑہ دہانگی
فاقون سے مہنسا کی طاقت نہیں

عی اسقدر صنف کراڑی جاسی باد سے
 نے استخوان نکشت کچھ اسکے پتھ میں
 پیدا ہوئی ہے تپید اگن باد اس قدر
 گدے وہ جھڑت تو کھو اس طرف سیم
 سمجھنا نہ جاوے یہ کہ وہ ابلق یا مسک
 برزخم برزیکہ ہنکتی میں نگہیان
 یہ حال اشکا دیکھ کے غرض یوں کہہ سے
 لیجاوے جو ریاہے باسو کہیں یہ کم
 تنہا اُسکے علم سے دل تلک گنہین
 الفصا لکین تو مجھ کام تھا ضرور
 رہتی تھے گہر کے یاس قصار اوہ
 خدمت میں بنی انگلی کیا جاے انما سر
 فرمایا تب انہوں نے کہ اسی مہر ان سر
 لیکن کسو کے جبر نہ کہ لائق نہیں
 صورت کا جکی دیکھنا ہی گو زرخیز
 بد رنگ جسی لید سے بد بو ہے خون
 مانند بنجی کی لکڑی نہان پر
 حشری ہی اسقدر کہ حشر اسکی نشا
 اتنا وہ سہلگون ہے کہ سب کو گھوٹ
 سے سرا سقد کہ جھٹلا دی اشکا سن

معین کر اسکے نہان کی موہن سوار
 دھوکے عزم کو انجیر کہ چون کہاں کہلنا
 سرگز دروغ اسکو موت جان نہ ہار
 باد موم سوکے وہیں گر کرے گوار
 خاشت سوزیکہ ہی مجروح شمار
 کہتے ہیں اسکے رنگ کو گھسی اس اعتبار
 خجنگل سے سوزیکے تو جہڑا اسکو کور کا
 اس تین بات سے گویا ہی خود اسکا
 خوگیر کا یہی سینہ جو دیکھو تو میٹھا
 آیا یہ دل میں جائے گہور یہ سوکار
 مشہور تھا جنہوں نے وہ سپنا کار
 گہور اچھے سواری کو اپنا دوستگار
 ایسی نرا گہور سے کروں تم بہ بین
 یہ واقفی سے اسکو نجانو گے انکسار
 سیرت سے جیکنت سے شک شکین
 بد بین یہ کہ اسطبل اوچر کرے نزار
 لاجنبہ رہن سے جو نہ ستوار
 دجال سے منہ کو سب کر کے صو
 جڑے یہ لیکر گھوڑو کی نیت سے
 اول وہ لکے رنگ باباں کر خشتار

لیکن مجھ زردی تو اریخ یاد ہے
 کہ دوسرا سفدر کہ اگر اس کے نعل کا
 ہے مجھ کو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ
 مانند اسے خائے شطرنج ہے پاؤں
 اکدن گیا تھا مانگے یہ گھوڑا براہین
 سبز زین خط سیاہ و سیسی جو اچھند
 پہنچا غرض عروس کے گزرتے نہ جوان
 شہا تو اس سفدر سے وہ جو کچھ کہ شہنا
 دہلی تک آن پہنچا تھا جس دن کہ پریشا
 مدت سے کور بون کو آڑا یا جی گزرتی
 ناچار ہو کے تیرے بندہ ہا میں شہین
 جس شکل سے سوار تھا اس روز سہیل
 چاکر تھوڑے دنوں ہاتھ میں بکری تھی بن
 آئے تو توڑا اسی دیکھلا دی نہا سہیل
 ہر گز وہ اس طرح بھی نہ لانا تھا ہر راہ
 اس منھ کے کو دیکھتے تھے جمع خاص
 بیٹے اسی لگا کر نا سووی بہ ہر دان
 میں آگے کیا کہوں کہ ہر اک اس کی شکل
 کہتا تھا کوئی میر کو بھی نہیں آج
 کہتا تھا کوئی مجھ سے ہوا مجھے کیا گنا

شہنشاہ اسی پہ نکلا تھا جنت عرس سوار
 ہوا نکلا کے تیغ بناوٹے کوئی ہوا مار
 رستم ہاتھ سے نہ چلے وقت کا رزار
 جو دست غیر کے نہیں چلایا ہر زین ہار
 دولہ جو بیاہی کو چلا شہید ہوا سوار
 تھا سر و سا جند سووا شہنشاہ با دربار
 شہنشاہ کے درج سے کہ شہنشاہ گزار
 لیکن اک اور دن کی حقیقت کہو نہیں بار
 مجھے کہا نقیب نے اگر ہی وقت کار
 ہو کر سوار اب کرو میدان میں کارزار
 ستار باندہ کر کے ہوا شہید ہر سوار
 دشمن کو بھی خدا نکرتے یوں ڈیل و خوار
 لکھنؤ سے پانچ سو کی ہری پاؤں سے نکلا
 چلے نقیب ہائے تہا تھی ہوا مار مار
 ہٹا تہا تہا زمین سے ماتہ کو ہار
 اکثر مدبروں میں سے کہتے تھے یوں بکار
 یا بادشاہ باندہ ہیز کے دو اختیار
 تیغ زبان سے کاٹ کے کرتا تھا گل شہار
 کہتا تھا کوئی جو گا ولایت کا بہ حار
 گتوال نے گدی پر بھی کیوں کیا سوار

کہنے لگا ہوا اسی مجمع میں ایک عرصہ
 سمجھوں جو نہیں تو یہ کہ سپاہی بہت
 اس شخص میں تھا ہی گنا گاہ ایک اور
 وجوہی گہارے گدی شدن ہوئے کم
 سرانے اسکو اپنے گدی کا خیال کر
 دریا کی کشمکش ہوا اس آن موج زن
 بدبختی اسکی دیکھ کے کر خرس کا خیال
 رکھنا تھا اگے کوئی سپاری کو نہ کھینچ
 گئے بھی ہونکتے ہی کھڑے اسے گرد و پیر
 کہتا تھا کوئی جھنگہ مجھکو بھی بے چرما
 اسوقت میں اپنے نصیبوں پر نظر
 جبکہ دون میں ہو ہونے کی نظر کو کو دون
 بارے دعا ہوئی مری اسوقت شجاء
 دست دعا اٹھا کے بن بر وقت
 پہلے ہی گولی چوتے اسکو گولیوں کے
 یہ کہیہ کے میں خدا سے ہوا مستحکم
 گولیوں کے لا غرویت ضعیف و
 جاتا تھا میں ڈرتے کے خست کو خوف
 جب دیکھا میں کہ جنگ کی فوج میں
 ورنہ مکا واپس لے لیا ہوا شہر کی طرف

مرکب یہ کہ ماہ یہد الب لکنا ہوا
 دامن علی کی سیر کو جو چہ پر سوار
 فتنے کو آسمان نے کیا مجھے آدو چار
 اس باجر کو کھن کیا دو لون وینا
 پکڑے تھا دو بوی کان تو کھینچا تھا کہا
 تھا غم قریب ہے خفت سر
 لڑکے بھی دیاں تے جمع تہا شے کو شمار
 مواسکے تن سے کوئی ادکھا رہا باہر
 ساتھ اس سند خرس نامے جو خیم
 دو گنا گنا بھو میں ہی نو چندہ ہو گیا
 کہنے لگا خدا سے یہد و راز راز
 گتوں سے یا رڈوں کے مردن پیت
 وہاں سے بہرہ لیا جگہ ملک
 کہنے لگا جناب الہی میں یوں بچار
 ایسا لگے نہ تیر کہ موک نہ تن سے پار
 اتنی میں مر رہا بھی ہوا مجھے آدو چار
 کرتا تھا بون خضیف مجھ وقت کا راز
 دو رڈوں تھا اپنے پاؤں سے جو قطر
 لے جوتو کو با تہ میں گولیوں میں مار
 الفصہ میں ان کے گہرین لیا قرار

گھوڑی ریکی شکل یہ تیرے خوشی
 شکر تیرے تیرے بہ قصہ باجواب
 کھنکھن ہین ہین است کہ اس میں اپنی
 سودا تیرے قصہ کہا شن بہ جہا
 قصیدہ مدح میں وزیر الہما ملک
 ترے سائے تلے عزت و نہت
 نام شن پیل کوہ پیکر کے
 سحر صولت کے سامنے تیرے
 نکلے کی طرح بل نکل جاوے
 دیکھ سید ان میں پنجگو روز بروز
 کلک کلک یا اگر سننے تیرے
 آوے باغ فرض سامنے تیرے
 تن کا آنکے زرہ میں ہو یہ حال
 شعلہ پیرا اگر ہو تیرے شیخ
 فرق پر جب عدو کے وہ بیٹھے
 گڑے نیچے تیرے کا جان پیکان
 یا نہ سو فارتک نہ پہنچے گمبھو
 زبرہ برق آب ہو جاوے
 وہم آسایا اس پر ہی دشمن
 بیشہ عدل میں ترے ہر خوش

اس پر ہی دل میں آوی نواب ہو جو سوار
 اتنا ہی جھوٹ بونا کہا ہی ضرور بار
 سمجھو لگا اپنے دل میں اگر ہو نہیں سوار
 عز نام اس قصیدہ کا تفحیک روزگار
 نواب صنف الہ دایہ ہادری
 اپنے کرے دیو و دوسے لڑت
 بہ چلے جو شیر ہو کر دنت
 سامری بول جاے اپنی پرہت
 تیرے آگے جو وہ کرے اگر نہت
 شہ بہ راون کے پھول جاوے بہت
 داب کر دم کہک چلے ہنوت
 روز بیجا کے سور یا سادنت
 مرغ کی دام میں ہو جو نہ پر گنت
 کاہ سر کوہ تک ہو سب ہنہنت
 رہ فلک بولے اور ملک آہنت
 فوت بازو سر تری سر کنت
 کرے ہر عمر وہاں کوئی جو کہت
 تیرے تو سن کی اگر سننے کر گنت
 شرق سے ناغرب یک مدہنت
 سامنے شیر کے رہے جو دنت

کوئی کیسا ہی ہو فوجی اس سے
 وہ بھی رو باہ جس کو جو خارش
 علم کا بار گرنو تیرے
 دست زر بخش کا ترے خورشید
 آگے سایل کے نوکرے زمین
 جلوہ نظر دن میں اس طرح وہ
 ختم سودا عا پہ کرتا ہے
 ہے نواب اعصف الدولہ
 حال یوں کسی عود کا ہو
 مہر کے جون محل میں آنے سے
 قصیدہ مدح میں نواب غا
 صبح ہونے جو گئی آج مری آنکھ جب تک
 پوچھا ہوں کون ہے بولی کہ میں وہ ہوں
 جو خوشی نام مرا ہوں میں غریزوں
 کہوں آنکھوں دل اور مجھ جلدی
 سنکے بہ زردہ جان بخش جو ہیں کی کہ
 آنکھیں ہلکے جو دیکھو تو آنکھوں کے
 حسنِ ثب کو سب ماہ شب جازد سم
 چہرے میں ایسی ہی گرمی کشتہ آور ہو

بہنیں دل کو صعیف کے دہشت
 سجے ہی شکر کو ہے کیا شہنت
 افراسیاب شکل سمار ہے نہخت
 ڈھونڈی بہر عسکر تو بہا و انت
 اشرفی اور زینے کی یوں بہر
 جون ملک پر جو تاروں کی چھلکت
 وصف کا ترے کون بیکار انت
 دل سے ترے خوشی کو نہشت
 جاہ و دولت کی تیری دیکھ بہر
 شب کو آفاق میں لکے ہی گشت
 زالدین خان عباد الملک کی
 دی دہن آکے خوشی نے درد لہر
 نہ لکے شوق میں جس کے کہش تیرے
 زندگانی کی عبادت جہاں نہج
 ہر خدا جانے بہر دن کب تجھ کو ملے
 دشوہ نور کسی مجھ کو نظر آئی جب تک
 سر سے غرق جو ہرین وہ با ملک
 یک بیک دیکھے تو کچھ نہ ہی مجھ تک
 باو کرتی ہی رہے واسن نر گمانی جب تک

جعد وہ فکر کہ کہنے میں جو کہے کر
 جبین ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ
 قتل کرے کہے بد جو رہنوں شمشیر کے بیچ
 دست وہ تیر کو عالم میں نہیں جی کا پیام
 فتنہ اس خیم کا ایسا کہ مزہ ہو جو جو
 زلفین یون کبری جو من جبر پائیکین
 ناگنی بیچ میں آٹکے نہ مانگے پانی
 حسے ٹانگے آویزی یون وہ لطف
 بحر خوبی کی گویا مجھلی غلاب کے بیچ
 نظر آیانہ دین نبی تو مکی سبب
 سسی آلود لب اخگر نورتہ خاکستر
 سلک گوہر کی صفادام کے آنہ زوکر
 عارض آسے کو یا شیتے نہ مری طلو
 وصف میں اسکی ملاحظہ پر یون آ

رنگ خسار سر شرمندہ موگند کی دیک
 وسیلے بیچ اسکے نے گردن کا بڑا یاہر
 ساعبدتہ خاستہ کی ایسی حرکات
 دیکھ جو اسکی کچھ نکو یہ یقین ہوا
 یا وہ معجون مہی کی نہیں دبیان اس

کھر دیا دینے کو عشاق کے دہائی ملک
 اسکی تشبیہ سب کو تباہ و تار ملک
 اسکی امروسی شاہ نہ بناوے جب تک
 چشم وہ ترک کہ ہو قوم جنوں کا ادب
 مستقل جو نکلتے ہا کر دیا کر لی تہی نہیں
 جطر ح ایک کبلو نے پٹھی دو باک
 کہیل جاوے دو دین کا لا جو ڈاسکی
 مستعد قطرہ و شبنم کہ تیر گلے ٹیک
 تہہ کے حلقے میں جو دیکھ کوئی تہہ کی
 شخوین ابھی سر گو ان تیرا تہہ عینک
 کہ ہو اس وہ سخن کر نہیں جاتی جنتک
 برق در یوزہ کو مری موج تہہ کی حرک
 زرخ ان دو نو من یون جسیر مکہ امین
 جیک آگے نہ کہی مطلع خورشید نمک

آگے غنغب کے خیالت زدہ سونہ کی دیک
 جلوہ گر شمع ہو جسیر نہ دما شیک
 شاخ میں گلے یون لکے سر حون کر
 تنو بہ تان کے یہاں کام کا انرا شیک
 آدو ہجا غنغب خبر ہی نہیں کر

پیاری پیاری وہ لکھن نظر دین ایسی نگاہ
 لکھن بہ قصد رکھ ڈال دے فوہانہ اُن پر
 ناف کے خوشکوار کے جو کیا سینے قیاس
 سر کسی چشم کوئی ہو گا کہ جسکی یہ آنکھ
 کمر اُسکی بن ندیکھی جو کروں اُسکا و صف
 آگے نو کہ نہین سکنا میں کچھ اسی بھر
 پس میں زانو ٹکوں کہ کیا کہ وہ میں آئے
 آدمی جس نرم میں اُس ق بلور بن کا ذکر
 پشت پا چینے رونے کی مسر محبو کا دل
 وقت نگارہ مری جب تک کہ دیدہ غور
 نقد یا لگی کہنے کہ نہ کچھ ہو گا
 فامت آیا ہی کہ نگام خرام اُسکے اگر
 قدم اس دینے سر سے ہو وہ کہ سر عالم
 کچھ دو کچھ چلے اس طرح وہ آہک بیل
 زرق و برق ایسا ہی پوشاک میں کی کہ
 جیسے ہی سچ ہو گئے چ چاہا بل گلی کی
 کیفی بیان تک بہ انداز سخن میں ہے
 بات اس بطف سحر پہنچے نہی دین ہے
 غرض اس شکل سے آئی جو نظر وہ کافر
 ناگہ اس شوخ سر مجھے بہ کہا ہے سودا

یہی جا ہی کہ کہو باسے انکے نہ سر
 لک کے دل میں یہ اجاؤ کہے ہاں لک
 دل نشین یوں ہوا میرے کہ بلا شہد و شک
 لک کے چہانی سر صفائے سبھی کر دیک
 تہی وہ اُنکے آہو دے لے جیسے کی لک
 یوں جیا کہتی ہی مجھے کہ اُس بادہ تک
 اُس پر بھی چوٹے نہ اُنکے اپنی الرجا لک
 جلوہ شمع کا پامال حسد سوچے نہ لک
 خون فریاد سد اشیر میں سر چاہے لک
 سر سے اس قدر رخا گئی باون لک
 سر دکی پنج سر ہو لاگل اور نہ لک
 آگے آجائے قیامت تو یہ ہو کر لک
 موجب شوخ رس خلخال ہو باون کی لک
 موج دریا یہی اس دیکے نور سحر لک
 کوندہ بجلی کی کہوں یا کہ میں شعلے کی لک
 اتنی ہی عطر کی بودی سحر کی لک
 کیسکو منت کہہ اُنکے کیسکو دہو دیک
 بادہ جون ساغر لبریز سحر حاتمہ لک
 کہا میں اُسکی طرف دیکھ کے اُنکے لک
 اہو شیشہ می اندوہ کا تیر ترہ لک

نہ ترے گہر میں کہو نایاب میں ہونے دیکھا
 یہ بھی کوئی طور ہے کا زمین پر دان
 آدمی کے تبین کہہ گری محبت پر شرط
 گو تر اوضاع زمانہ سے دل فسرہ
 ایسے مہمان کی تو لازم ہے کہ خاطر عزیز
 نرم ارادت ہوائے گریبان شاہ
 آج وہ دن ہے کہ جس گہر میں کوئی گہر
 بہانہ ملک شیخ و برہمن ہر طرح کے مہر
 تار طنبو رہنیں رشتہ زار فقط
 بادہ گویا تہہ سر اس بن کے نیوے
 مختص ہے چلے ہی ست رگزر کر کا ندہ
 شکر میں بہہ کہا اس کے ہر شاہ
 بے سبب کیونکہ میں اندوہ کی الفت چہر
 وجہ کچھ ہو تو کر مجھے تو اسکا نظار
 کر کے دریافت بہہ آئے کہا مجھے کمر
 آج اس شخص کی ہر سالگرہ کی شاوی
 یعنی نوب سلیمان فرد نام آصف جاہ
 کیسے آگے کوئی تہہ پار کی کیا دخل
 عدل یہ عصر میں اس کے ہر ملک
 کرنے دیوی نہ رفو حاکم کتا کتا انصاف

نہ تری در پہنستی آگے پہاڑ کی ملک
 یہ بھی کوئی طرز ہے جتنے تری زلف ملک
 وہ بھی ان نئی دنیا میں جتنا خوش ملک
 پر ہم آئی ہیں سر گہر میں اور دیکھ ملک
 بادہ بہر شبنم میں رکھ لائے حکم انیس ملک
 پاس ہے بیٹہ سیدیں سبکو جکا آپ جہ ملک
 کہیں جوتی ہے ہیگت اور کہیں اول ملک
 ویر میں بجھی ہے مردک حرہم میں ملک
 لے سر سانچ میں تسبیح کے ہی دان ملک
 پر بہہ راضی ہے کہ کبروں پہ جو چڑھ ملک
 منجھ آئے جلا فاضی کے آگے نہ ٹر ملک
 خیر عریات شجرہ کر کے کہہ نہ ملک
 کس طرح دوستی غم کروں دل سے ملک
 کچھ سبب ہو تو بیان کر کہ سنوں میں ہی ملک
 منع میں ترے یہ فردہ نہیں بچا ملک
 کہ بصورت عروہ ان وں سیرت ملک
 عہد میں جسے غریب و بزرگ کو ملک
 مہی باندہ ہوئی پانی نولہ کو ملک
 تسبیح کی تاب کو بھی تیرے لکھ خاک ملک
 تانہ رشتہ کے لئے ماہ نہ کہوئے ملک

براج انہی مروت کو عزت کو ملک
عہد میں اس کے مناجی کو عزت انہی
سمت اس کی نظر کیجے تو ایک آنکھ بیچ

نہجے منون نہ قطار و زمین پر مراک
سو گرا بار بچہ آگے جو حساب میان
آگے بچہ دست کرم کے صف پر
جل کے ہر کسی امر میں تدر حکم
دست دوران سے مواہد کا شکر کار
پیل دنیا نہیں کچھ پیل کا پت کو کام
حکم تر کے جو موزن فلک ہو کچھ سے
صد یہاں کر گا و زمین کو پہنچے
شجکو لکار کے میدان صفت و ملک
وہ جوان کو آگے سے ترے رستم ہی
اور ترے ہی کوئی آن تو حق دی
اس کے مر کے ملا کر وہی مر کب اپنا
مارے جب زور سے جریخ زمین کو
کوہ مرا یکا و جہل جا کے زمین پر
کیون کو بس لمن اللہ کو مارے مردم
کنج کرانی کرے جو تو ماراں گے

اس طرح سمجھو ہے فرزند موجوں کے مالک
نفس کشی میں نہ انت اہم بلکہ بیدار
دل سے پہنچے ہر دو صد بار یہ مطلع کتب

بار جان سے ترے ہی دو ماہیت فلک
برق ہو کر تبسم اس کے ہر چمک
ستھی اس کی ہر جس کے بندت جھپک
ہر کی راہ سے ترے وہ نے ہانک
نعرہ قبر کی میت سے ہر جا جھلک
حوال قوت سے ترے جا ملک اس کو ملک
وال دیو سے زہرہ سہو کوئی کو ملک
شاخین سرچند وہ کنہی کو تو ملک
سامنے آسے تری کون ترے ہر ملک
گا و سر مار بغل جا وے یادوں کے ملک
دست و بازو میں سے قوت غور ملک
ما نہ بیگے من و داورین کے خانیست
کر دائرہ خاک میں آجای ملک
توڑ کر اسے سما جو کر یشت ملک
جب تری تیغ میں ہو جو سر زمین ملک
شکل غار کی جوڑے دو حصہ ملک

نہیے خامراب اس کے نہ سیامی ہو راون
چرخے اسیر جو تری طبع گنیز تہذیب
گاہ آجانی نظر گاہ نظر سو غایب
رو برو سو اگر آئے کے اس گلگو کو
اتنی عرصے میں پہر تو اس کو اس دور کر
شوکت و نشان کہوں کہا میں سرکاتی
وصف میں اس کی بزرگی کے پہر یوں مطلع

اسکی گجگاہ کی اللہ سے چہ پہ لک
یٹنے میں وہ کوہ اٹھنے میں ابرہ
شجر طور کا می چہ پہ لک جلوہ
جہول پہ لکے ستاروں کا گہو پنی
ایکے خرم میں زنجیر ہوا وہ اگر
بیلی نے ہانہ لگائے میں یہ خیمہ
روز رسید انہیں اس کو دیکھو دلاؤ آنا
سامنے اس کے وہ چوہے سیاخون کی لڑی
چرخ کی کیا چیز لاوی وہ حیا طریز
جائے وہ توڑ کے چون شکر اس کی چکر
استغدری وہ سکر و کہو چلتے ہیں
نہ کان شکر شکاری حلاوا ہے

با واکا ترے لہر وصف علی حسیل
فانش سے زین کے ملک بجز آب کی جگہ
پہر ہوا بیچ وہ شہر گہو حلو کی گن
پہنک دی جڑ کے جو تو ترقی سو غریب
عکس آئے سہی ہوئے نہا و منفک
چرخ پر چون نہا نہی یوں کے لک
گوشت سے جو سخن اس توجہ ہو تنک

کہنشان جو شب بیدار میں نہا بان بنگ
عرش رفعت میں ہے اور حلیو میں جو بنگ
زنگین تر زین کے لہر جگہ اس کی مشک
تاری حیطہ رحمت اندر ترقی میں
اس کے دانتو گلو بہ سہی جو کوئی ہو کر
ملنے کو مخبون کے سن سلسلہ دیا کی جنگ
سکر و ہا نہی بھانے کر زین جان کر
داعین سو تو بہ جو کہ تر بنگ ملک
بان بجلی کی لڑک کا کہو نہی ملک
باؤں گجگاہ کے سو نہی ملک نہی ملک
یاؤں کی اس کے دل مور کو شمع نہی ملک
فر میں ابر کے آئے ہو سانی و ملک

اس کے مروج پہ بھیج دیکھئے کہتی وخلق
 خیر جاہ کا ترے میں کروں کیا مذکور
 آسمان کو نگرین اس کے لئے بیجو بہ
 اللہ اللہ ترے مطلع کا بھل جس کا
 کافی وہاں زیرہ کو محمول ہو کر یاں کا
 حیرت و کسار کو مصرف سے دہائے در
 اس کے مصرف کے جو دیہاتیں بس آئیں
 نوی ملک دل میں گراں عرصہ کا افسانہ
 جیسا سانی ہی پر کہہ بیان زربان کے لئے
 ختم گراں تو دعا نہ یہ سودا بہ کلام
 یا الہی یہ جو تیرا ہی چراغ دولت
 تاقیامت رہی سجود خلافتی وہ مجاہد
 جو تیرا دوست مواب آئینہ گیتی پر
 کاتب دست قضا شکل عدو کی ترے

قصیدہ تعریف میں وزیر الممالک
 خوں سے دل میں نہیں نشہ گزیرا ناز
 گردش و سران لکھون کے بلا گردان
 جنبش لب سخن آہرے چشمہ خضر
 ری سر در میں تجھ زلف سودا کر ہوا

کرسی عرش پہ یہ صورت اس کا ملک
 سوئے ہندو چہاں ترے جلو کی آہ
 کہ نہت کہنہ ہی یہ اور نہایت کو جب
 طبق رو کر میں سے ہے تراخون چنل
 حاصل ہند سے پورا نہ ہے زمین
 آپ کو یا کے مشابہ پیار واد رک
 اپنے مداح کو ہی کرے مقرر صحنک
 جاؤں کس در یہ کہو تہج کے در ملک
 آستان کا ہی ترے سنگ نہ از سنگ ملک
 آئین کہنے کو گئے باب اجابت بہ ملک
 تا ابد اسے منور رہے قندیل فلک
 مسند جاہ کی تیری بھیج جو نور شک
 اس کی مثال کہو ہوئے پیادے شرفک
 صفو ہستی سے خون حرف غلط کلام

نواب شجاع الدولہ بہادر
 شہ سے خوں کی نری پہنچی آتش گداز
 نخت گزشتہ کا ترکان کے تصدق انداز
 دم عیسوی کے لٹو موج بسم و مساز
 یا ز نحر اسے سلسلہ عمر و راز

تندرست گام ادا ایک جا کا دل و دین
 نیور کی گائیدہ کا کب ستم کئے عقدہ
 رخصت آفت ہو تقدیر جیت تری
 گاہ نگر کس نظر آوی گئے آنو کبہ ترک
 کینہ جوئی کا تو کیا دگر سجا بن اللہ
 تو جو کہتا ہی نہیں دل کو تری صورت و
 عہد میں جسک ترے جو پیمر ہو کوئی
 لون دن وہ جو کہ حب سے نظر بکو
 سود و صفت ہی یہ پہلکس نہیں آجی
 بالو آہ سی جہر بہ جہان رات کو جو
 ایک طالع کی تو اپنے نہ کہوں میں
 استخوان میری دفاتا بکجا کچھے گا
 یوں خم تیغ جفا سی مون تری شہر جو
 و بی شستا نہیں فریاد کو میری در نہ
 ر لکی تو کہہ نہیں سکتا میں در اندازوں
 مال و زر تھا سودا عشق میں ترے بار
 سطح سی یہ ستم چاہیگا انصاف اسکا
 برین وادرس خلق عرات جکی جناب
 یعنی سو سو م نواں شجاع الدولہ
 مابان اسکی عدالت کا زبان لاؤں

ناز کے وقت کریبان دو عالم ہو نیاز
 ہو دیگی کوئی گورہ زہر کی بیان محرم راز
 کر نہ لے گوشت ابرو کے اشارہ سباز
 آنکھ زبان بن تری ظالم کو کوئی شہدہ
 مہربانیکا تری حور فلک یا انداز
 اس سخن سے تو خواصاف تو سرور راز
 معجزات اسکی بن ہی صبر راہی اعجاز
 ترے آئین میں پریشان نظر کجا جی
 مجھ سے سرور نیاز اور کس شہت نیاز
 بسے تر حشیم خلاق سہرہ دو دراز
 آئندہ کے جب دیکھے نادیدہ ہمتا
 صف عشاق بن سب جانتی ہیں اعلیٰ
 آگے محراب کے جسطرح سے ہو پیش نماز
 آہ کی طرح میں ہو جانوں سے آواز
 کسے کہیں کہوں تجھ سے کہہ گئے غماز
 نقد جان پر نہیں راضی جو کروں اسکو
 استخوان کو میرے جو تر اتو نیاز
 اور اپنا جہان میں ہی سہو نہی ممتاز
 ذات پر جسکی زبان سے کوئی فخر و تبار
 سحر ہی ضلالت عدل اسکی نہیں کر اتجا

بازو بھٹک کی کھنچ جو مصور تصویر
 پیش خراب انش کو مجز خاموشی
 عدل جیسا کہ ہوا لازم ہے کہ اسے

وہ نہ تو قطر بسوے بجز سخا کے ممتاز
 بہت عالی تیر ہی جہان انسان کو
 سیر ختمی ہے اب انہو کہ کسی بلکے بیچ
 بد سہم ہو کہ وہ یہ کہ آفاق کی بیچ
 لیکن انجام کو پہنچا ہے نو کار شفا
 عہد میں نے شجاعتوں کے وہ شمع ہو
 نعرہ فہر کو ترے جو سنیں روئیں
 شعلہ پیرا وہ تری بیخ ہی جی کہ بہت
 لاکھ باقی سنجھا ہی ہو وہ انش لیکن
 اعلیٰ صنعت فلک ہو عدو کا جلتے
 کام صحت نہیں اس کے جرات کو گھر
 در زجراج کے کتب خیمہ و مریہ کے ساتھ
 حکم انداز ہو وہ تو کہ گمان کا قبضہ
 خیمہ کے دوسری دیکھا ہوا میں گر گر
 زیر ان ہو وہ تر زخمش مرا جی
 جلد اس کی صفا ہو ہے یہ کہ نہت

رعب بھٹک سہی پرواز کر کر صورت
 نہ یہ طاقت کہ زبان اینی کر کر سہل
 جاؤں اس مطلع ثانی کے میں کر کر سہا

ہر زرا دست کرم ابر سر خود بناسا
 ہاتھ پہیلانے سو باہم کے رکھا ہاتھ
 شاخ مانا نہ پڑے نخل کے بادست
 زندگی بخش سجا کا ہے لاشک اعجاز
 مفلسی کے جو مرض کا ہی کسی کو آغاز
 کہ تہو یہی ہو تجھ دل کے شجاعت کو ناز
 استخوان آج بھی طرح شمع کی مویا میں گداز
 کوہ کی تیغ تلک رکھنی ہی چلتے سو باز
 شعلہ برف ہی انک ہی زبان ہی
 کٹے اسطرح وہ اس کے کہ چہری جو جہان
 عیسے کا رو بہ ہی لاؤ تو لاؤ اعجاز
 ناخن شیر اہل کے ہویتے سے ساز
 ہاتھ اپنے میں لیا جگہ مری جو خچل
 طایر روح سوا مزع کو کرتے پرواز
 شور قلقل سہی بہ از ہشت کے جلی
 دیکھ کر حک میں جہک میں صدائے

بوی خوش باد و سحر مال سحر اسکے صف
 گوشے سے ابدیم کے بن گل اپس خوش
 اچھلا سٹ سحر تو تیری بین یہ اہلی اہل
 بوزنی بہہ اسکی بہ از غنچہ سوسن جسے
 سوز لدا اسکا حشر کج کہ وہ رکھا ہے
 اس سکر و کو خوش ہینکے تو رو فریاد پر
 خندق و قلعہ نہو اسکی تو دیت کے ہل
 ٹرک اسکی میں کہوں کاسی جو کجہ ستر
 او کے رنجی جہان کے لگا بوی گرد
 کیا کروں و نصف سے بیل فلک ٹکرا
 یوں مہاشائی و اس شکر نگین گنج
 حسن میں سیاہ قلم می بردہ تصویر سی
 اس طرح دان تو غنچ خرطوم اس کے جسے
 پائل با کہ عجیب می وقت رفتار
 بے مکان تیر سوز یار میں ہا صحرے
 اس قدر سوز دلاور کہ بر وزیر سیا
 لاکہ گز تو بے غم اس کے محارمچا وہ
 غرض اس نظم کو نہیہ سمجھو مدوح
 خلعت دے کہہ ترے نالکے کہہ جز
 نو نے جو کرد یا مقنوم تر می مست نہیں

لیلے جالی می سوسے لطف بیان کہ سزا
 صد جن جسکے طوٹے کا نہو لیلانہ از
 رشک سوز دل مو جنبین دیکھ جکار کجا
 کسی گلہ و کا لگے کب و میں خندہ طراز
 شیبہ میں غمزہ خوابان عرک انداز
 ٹوٹے سرگز نہ حجاب اس کے نرنگ و تاز
 جون ہوا او کو سادھی سے نثار فرار
 باج سے جسکے میں صاعقہ کی بھی آواز
 طایر و ہم کو تہیچا غمزہ و بان یک و از
 تابلند اپنی زبان سخن سخن ہوا غار
 ماہ نو جون شفق سام میں سو جلوہ طراز
 خانہ صنعت حق کی نظر آدمی بردار
 موسیٰ کے ہون کو ماہ دان اور رات از
 سائے اپنے کو رکھے مسرہا اپنی سناور
 رشک کہتا ہن جسم دیکھ سواران حجاز
 استقامت گری و شکی جگر کوہ گداز
 سچے پشور کی طین اسکی و غابن آواز
 کہ طمع بر ترے ترا حکمی ہو عرض نیاز
 نہ وہ میں اسلئے خود بایس کو دین آواز
 تمکین تیرن کو می و زانو سے سر ساز

بہر پرستش بچم بلیا ہی وہ جامہ جس کا
 مجھ کو کچھ کام نہیں تو مجھے چون چاہی کہ
 مطلب نسو یہ جو سودا ہی ترسیر غلام
 ترسے اعدا میں نظر و نمن رہا بنے دلیل
 و امن الو دے حرص اس کی رہا ہے باز
 میں ہوں بندہ تیرا اور تو مرا بندہ ہوا
 اور کیا ہو کے حزی کہ دعا بعد نماز
 حق دو عالم میں کہے تجھ کو سودا باز

شہ محنت
 چکارہ گران امور و کاتھامین بچارا
 نہ عشق بلی شیریں ہو نہیں آورا
 کہ بشکون و محنت میں اور کو تھہر دن
 صبا بلطف بگو آن عزال رعنا

شہ کہ سر بگوہ و بیابان نو دادہ مارا
 از رہ پائے اپنے ہی اعتقاد گل
 جو خوشی تو سراوے مری را دگل
 غرور حسن اجازت مگر ندادے گل
 شہ کہ پرستے کنی عند لب شیدا را
 مجھے تو زور سیاحتی کی یہ ادا بہائی
 جو پوچھا میں تو کہا سن یہ مجھے سودا
 کہ پہلے جام کی مٹی خاک پر چھڑکوا
 چو با حبیب نشینی و بادہ بہائی

شہ بیاد آرمجبان بادہ پیارا
 فریب مجھ کو اپنے خط و خال اوپر
 کہ دیکھ کر میں زانی کو منہ کیا ایدر
 جس حسن و خلق تو ان کو صید ایل نظر
 جو چاہی تو کہ گرفتار ہوں میں تیرے
 شہ بدام و دانا نہ لکیر نہ مرغ و نارا را
 دے ہمیں نہیں معلوم سر غم
 ترا سائن نہیں جگہیں یہ تو لارے
 جو فکر قیہ میں اب سر تو لاسی تو تیرے
 جز این قدر تو ان یافت و حال تو

شہ بیاد آرمجبان بادہ پیارا
 کہ حال ہر وہ فانیست رو زبیا را

لیون کے لبر و جو اس کو جو بن گیا
 چمن چمن بن براسور بر طرف عوام
 بر ایک نزع ہو یا بجان دی
 شکر فروش کو عرش دراز با جبر

نہ نفقہ ہے مکنہ طوطی شکر خارا
 جو دیوین جام کو کنبیا دکان تخت
 نصیب کر کے سعاد کا ترے برین
 نہ شکر صحت اجاب و شنائی صحت
 کہ شکر صحت کی طرف نہ رہے تو نہ کوخت

نہ بیاد آ رہی بیان وشت بیمار
 الہی ربط محبت کرے خدا ہی نیست
 تان کی تان کرے خلق کو صدا ہی نیست
 نہ انم از چہ سبب تک شنائی نیست
 کرے گی ہستی کو انکی تو بر فانی نیست

نہ سہی قدان سپہ چشم ماہ بیمار
 کہ سننے تو لون چون شعر شگفتہ
 کہل مجھی یہ ہیں از نقشہ حافظ
 بر آسمان چہ عجب کے زلفہ حافظ
 غرض عجب بن یہ در بار شگفتہ حافظ

نہ سماع نہ رہے برقص اور دسیحار نہ

کہا میں آج ہم سودا لیون داول
 اگر کہوں میں تو سمجھ گا تو کہ یہ ہول
 لگا وہ کہتے تباہی جو امین داول
 یہ بنا کہ تو کہی کہتی و سر ہون یا تول

سیاسی کہتے ہیں تو کراہت و تہمت
 کیا ہے ملک کو مدت سرکشوں نے
 شو آہ انکی تو جاگیر سحر می بند
 جو ایک شخص ہے مانس کو کا خاند

تو ہی بن ملک میں خدا میر بن
 تو ہی نہ او سے کہ نصرت میں تو خدا رکھو نہ
 کہ کیا جو زمین و کے ہون نہ

پہلے رجب میں حاصل ہو دس سال تک
 جو عامل اس میں محالات پر سو بھرت
 نہ کہ جسطرح کسی حاکم کے گھر گنوار سواول نہ
 بس اس کا ملک میں کس قسم جو بون ہوتا
 کہ کوہ زرموز زراعت میں نو بدین رکاہ
 جبکہ وہ کونسی نو کر کہین نہ جیسا
 کہاں سے آئیں پیادہ گھوڑے پر
 نہ کہ سر سوار جو پیچھے چلے وہ باندہ کے غول نہ
 رسی نقطہ عربی باجو پر انہوں کی شان
 جو جا ہوا شکونہ بجاہن بید نو کیا اٹھا
 پر انکو فکر و شخصیت خرچ کی سران
 نہ گھلے میں غلام کہا روئے پاکی میں مول نہ
 انہیں یہ اپنی امارت اب بھی منظور
 کہ جو ہن در مور جہل اور ایک کا بی سمور
 نہ رسم صلح کی سمجھین نہ جنگ کا دستور
 جو انہیں قاعدہ دان سے پڑ ہو وہ کو
 نہ قماش انکی طبیعت کا سطر جکا تول نہ
 امیر اب جو ہن وانا انہوں کا یہ حال
 سر جو ہن خانہ نشین دیکھ کر بائیلی جا
 پیچھے ہے سوزنی خوجہ کہرا چلے ہو مال
 حضور میں ایک دو نیم اہل کمال
 نہ دسری ہے سامراک پیکان واک لٹول نہ
 جو کوئی نئے کو انکے انہوں کے گہرایا
 سب بہ انسر گرا پنا دماغ خوش بابا
 جو ذکر سلطنت اسمین و سلین لایا
 انہوں نے پسر کے ادا کر منہ بہ منہ
 نہ خدا کو واسطے ہائی کچھ اور بابت بول نہ
 جو مصالحت کے لئے جمع ہوئے و کبر
 تو ملک و مال کی فکر اسطرح کرین
 وطن پہنچنے کی غشی کو سو جو ہے کبر
 کہو ایہہ اکلے دیو اتنا خاص بیچ و بر
 نہ کہ شمسائے کے بانسون یہ روئے کے میں تول نہ

جمل ہو بد نہ سمانی زمین بھبت پہاٹی
 کئے دس مشورے کہیں میں چون سوایلی
 تمام عسری تیر ملک میں کاٹمی
 نذران کراٹے ملکر گہرائیٹ کا مائی
 تو ہر اپنے زغم میں براک برآ خود پہلول نہ
 رہیں وہ فوج جو ہوتے پہر لڑائی سے
 بڑے جو کام انہیں نکل کے گھاسی
 سوار گر رڑے سوتے میں جبار پائی سے
 پیادہ جو سوارے شہر تانے نائی سے
 نہ کرے جو خواب میں گھوڑا کسکے بچو المول نہ
 نہ صرف خاص میں آمد نہ خابہ جاری
 سیاہی نامتصدی سہو کو بیکاری
 اب آگے دفتر تن کی میں کیا کہوں
 سوال دستخطی پہاڑ کر کے پناہی
 نہ کیسکو آٹوے دے باندہ کر کیسکو کٹول نہ
 بہہ جتنے نقدی دجاگیر کے نہ منصفیہ
 تلاش کر کے دہلیتے انہوں کی کیا جا
 نذران فرض میں بنیو کے دے تیلوار
 گہروں سی اب جو نکلتے ہیں باندہ کڑیا
 نہ نعل کے بیج میں سوتا ہی تانہ میں کجکول نہ
 کروں معاش کا حضرت کی بجے کیا بیان
 کہ توٹ خانہ سی آٹکا بیر کے کی دکان
 نکل نور کے منہ سے سر کی گاؤ زبان
 بلی ہوں تب میں کہ جب کا ہی حلد
 نہ کے ہی ترے فائدہ میں گورنور کے مول نہ
 کہیں جو بودی سر جا کر دو ایک جاتی
 جواب دے ہی کہ میں اونٹ تو شتر نادی
 ہوا پچھٹی ہی بیلون کی اور ترش
 جو جبر میں ہیں انہوں نے پیا ہی بجات
 نہ تمہارے کہا نیکو وانا کہو تو دجے نول نہ
 کہ بودے کہا کے تپے کا آئے گے ان
 نئی جو گھوڑے میں اصطل میں کیا مانگا
 طویل آسکو کہوں یا کہیں سر کا نہان
 سو کی ٹوٹی ہی ٹنگری کو کا چہر کیا

۱۔ اسی خیال میں رہتی جو عقل و انوارِ دل
 اور اب جو زعم میں لقا کے فیل خانہ ہے
 جو ہستی اندلی جو اس میں ہاتھی کا نام
 نہ ہو چار لیکا رات کاغے ٹکانا ہے
 ہر ایک ہو کہہ سوسوئی عدم روا ہے
 ۲۔ اب اسکو خواہ نو بایل سمجھ لے خواہ جنہول
 کرے ہی ہو کہہ سوسوئی اب سچا ہے
 کہیں بلاؤ تو باورچی دہان بکا دین
 کرین فنا تو ان میں دربان بنے پروا
 تے سوسوئی کینج لے منہ کو انکر دین
 ۳۔ اگر کہیں کہ شا اٹھ کے چاندنی کا چہول
 یہ خا و مان محل کی جو اندون ہوت
 نہ خوان ڈوبو نیکا کشر فی میں باقی
 نہ آہٹ کے بننے کی سرگز روئے میں
 ۴۔ کہ توڑی ہستی کو حسب طرح بیٹھ جائیں کہول
 مچا رہی ہو سلاطینو نے یہ نور دھاڑ
 کوئی تو گہر سے نکل آئے گزنیان
 کوئی در لپٹے یہ آدھی دنا نا کوڑ
 ۵۔ کوئی کہی ہے جو ہم ابھی جہانی ہیں
 نہ نو جائے کہ ہمیں سبکو زبردجے کہول
 ۶۔ غرض ماں جو اس گفت و گو سے بہ میرا
 کہے تکی نش معیشت کو کوئی بہتیرا
 کہ بے زری نے جلیبیا گہر آنکر گھنرا
 ۷۔ نہ کرے نہ غزم سوئی صفہاں استنبول
 جو نو کوری ہے کہیں زیر جریخ نیلی فام
 تو جاہداد کا اسکی ہی بر گنہ سام
 دیا کا حسب سحر دارا اخلاذ میں ملگام
 ۸۔ گہر وین کی ضبطی کا رسم ہر قدر روا
 نہ ادھر کیکا دکھا سہ ادھر سو دورِ قفل

سو کیا وہ نوکری کشتی ہو چکی
 سارے ہی پیش روئی نو اور وادی را
 جو چاہوں وہ ہے ہمیں اگے بھیج دیا
 اور آئندہ ہی کہ جب شہر زور ہو جودا
 نہ تو یا بچو باندہ بنیاریا اور چھٹی لپٹاں
 وہ نوکریاں جس آغا سران پہناتے
 کہے سانس کو بہر گرسوئے سوتاتے
 جو پوچھو اس کے تم کچھ روئے لگے پانے
 نہ کہ اس زمانے میں جیتا ہے ہر بادہ گول
 غرض کہ جب تین ملتا ہو باو نہ رہی
 نہ سمجھو کہ انہیں جب سے گریے فٹون
 نہ آئی سیکھ تو یہ باندہ ستر لگے مقصود
 نہ زمانہ دیکھ کے بنیاریا نہ کہول
 سخن جو شہر کے ویرانیا کروں آغاز
 نہین وہ گھر جو حسیناں کی آواز
 نہ تو دیان چراغ انہیں سے بجز چراغ غول
 کہے بیان نہ کیا آسیا سونا چراغ
 سو گیا چراغ وہ گھر ہی گھر کے دماغ
 نہ جو جان بہار میں سننے تہیہ کرتے دل
 خراب ہیں وہ عمارت کیا کہوں سچا ہر
 اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے دور
 نہ کہوں ستون بڑا ہی کہیں دہلی مر غول
 کہیں ہے سر پہ بیگم کے گھر کے پہاڑ
 اور ان درختوں کی دہ چاہیں کہیں گے
 کہ لب چاہی تھی پہاڑوں کے آجیاں
 نہ دے درخت میں اسے بان آدمی کی

نہ کوئی نہیں تروے پڑے ہیں نہ رسیاں ہے نہ دول نہ
 یہ باغ کہا گئی کسی نظر نہیں معلوم نہ جانے کئے تڑکھا بہان قدم وہ تہا شرم
 جہاں نہر سرور و صنوبر آبِ سبکدہی قوم پڑی ہی زراغ و زرخیں سحر اس جہاں
 نہ گلوں کے ساتھ جہاں بلبلین گہرین ہند کھول نہ
 جہاں آباد نوکِ اس ستم کے قابل نہا مگر کہو کسی عاشق کا یہ نگر دل نہا نہا
 سو یوں سادیا گویا کہ نقشِ باطل نہا عجب طے کا یہ بحر جہاں یہاں حاصل نہا
 نہ کہ جسکی خاک سوسیتی تھی خلقِ موتی ز دل نہا شے کے سوس
 دیا بھی وہاں نہیں دشمن تھی جھگڑا نور برے ہیں کھنڈر و عینِ آئینہ حیا مائوس
 مگر وہ دل پر از اسید ہو گئے مائوس گہر و ن سیر یوں نجیائے کل گئے ہوا
 نہ ملی نہ ڈولی انہیں تھے جو صاحبِ چونڈل نہا طول
 نجیب زادوں کا یہی بیہ اندون معمول نہا وہ برقع سہرے جھکا قدم تلک ہے
 سے ایک گود میں لڑکا کا طلب کا پھول اور اس کے طلب کا بر ایک سیر یہاں
 نہ کہ خاکِ پاؤں کی تسبیح ہے جو بیچے مول نہا
 غرض میں کیا کہوں یا روک دیکھ کر بہر کر وڑ مرتبہ خاطر میں گذرے لہر
 جو ملک بھی امن دل ہے اچھو دیو لڑکوں تو بیٹہ کر کہیں بہرے کہ مردم تہر
 نہ گہر و ن سیر پانی کو بار کرین جھکول جھکول نہا نہیں
 اس اب خموش ہو سودا آئے تباہ ہیں وہ دل نہیں ہے کہ اس عسجری جو نہیں
 کبھی چشم نہوگی کہ وہ پر آب نہیں سوا اس کے تری بات کا جواب نہیں
 نہ کہ یہ زبانہ ہی اک طرح کا زبا نہ نبول نہا

وہ مہر وہ وفا وہ عنایات ہو گئی
 وہ مہر بانگی وہ مدارات ہو گئی
 صحبت وہ رفتہ رفتہ بدھیات ہو گئی
 جہر کی تودنوں سے سادات ہو گئی
 کہنا بہان آن سے گہری تو کھل
 دشنام دینے نشہ حاصل خرافہ محل
 حرمت میں سب طرح غرض اچھا خل
 باقی ہر مار کہا نا اب گے سواج محل
 نہ سن لو گے تم اسی ہی کہ اوقات ہو گئی
 رسوا خلق و خواجہ اب میں چکا
 بے شرم بے حیا مجھے آفاق کہا
 سرگز نہیں ہے پند و نصیحت سے فاید
 ابوین چوڑنے کا نہیں سکونا صفا
 نہ ہوئی جو کچھ تھی قبلہ حاجات ہو گئی
 کہنا چشم خلق مجھے خار نا کھا
 رہا ہمیشہ در بے آزار تا کجا
 نت آئندہ کے جو رد ظلم حفا کا نا کجا
 بس ابستم سر درد کمر آزار تا کجا
 نہ اعمال دل سے کی سکافات ہو گئی
 وعدہ بھی نہا ہی کہ میں آؤ گا دن ہے
 لیکن نہ بعد شام کے پیش از دے جلے
 اسے آفتاب کے ٹک آنا زمین سے
 پیغام ہونے دیر لگا سٹی تو یہ دے
 نہ در دے ہر دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
 مسجد میں اعطون کے تین لگ گئی جڑ
 زاہدے ٹھونکا شیخ کو گہڑی آتار کر
 فاضی نے مکھے میں بچایا، شور و شر
 منی سے اس لگاہ کی نے محب خبر
 نہ دنیا تمام نرم خرابات ہو گئی
 شکوہ جو ہر گی کا تری آسپاں کو
 پیدا بجا سے ہرین موسوزبان کروں

مرید وضع سے تری جا کر کہاں کروں
 لہذا تراہر ایک سر میں کیا بیان کروں
 نذر عالم سر مجھ کو ترک ملاقات ہو گئی
 ملنے سے نور ایک کے جھوٹی قسم نکلا
 ہر ایک نے سنا کے مجھے شعر یہ پڑھا
 کل ہی جو میرے ساتھ نوباز آگیا
 بارود شہر سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
 نذر نظرون میں سو طرح کی حکایات ہو گئی
 فریاد کر کے حبس کروں او میں طلب
 اس پر دین طلب وہ کرے مجھ کو پی
 حاضر ہو دوسرا بھی تو معلوم ہو رہا
 سودا کیس کو وہ تو سنا دینے سے
 نذر کیا جانے کہ تجھے ہی کیا بات ہو گئی

ذی اسوخت

<p> زلف خواباں کی مرے دل کو چھوئے جنجا کاشش یا موت ہو یا دور ہو یہ مرے دل سے تری ہی ذات سے میرا ہی ہر دم یادہ مہربان مسلمانے راغ جو فائون سننے تل مان تجھے کہتا تھا دیکھ تو گا تو پشیمان تجھے کہتا تھا کہیوں تو کہتا ہی فرمایاں تجھے کہتا تھا کس نکر دست چین کا کہیوں تو کہتا تھا مصفت میں مجھ کو ہی یساکے ملا تھا کہیوں کے رد دل کہیوں تو کہتا تھا </p>	<p> یا الہی میں کہوں کسے یہ ایسا احوال بار بار پیش ہی تو اسدل نشید گوگال تجھ سے ہوا غیر سی میں کہوں کہیوں نذر ساز آباد خدا دل دیر نے را کہیوں کے رد میں نہ ہر ایک آن تجھ کہتا تھا اس قدر مست ہو تو نادان تجھے کہتا تھا درد فرقت ہنریشان تجھے کہتا تھا نذر انجی کر دی تو دلا با خود جان تجھ کو اس شوخ سے تہانہ پڑا تھا کہیوں کے دوائے نور اگر کہتا تھا </p>
---	---

کہون ہوا میری جان کا بے نیاز
 نہ کرو وہ خود بک گویم وجہ تفریر کینم
 کیا کرے دل بھی بڑا ہی یہ محبت کا خون
 اس غم دور دلا بیچ کہاں تک میں
 اب نہیں تائب بانگو جو بدین خاموشیوں
 نہ شرح این آتش جانور نگفتن تاکہ
 یار تجہ زلف کے سودا میں کرتا ہے دل
 داغ جبران سے تر شکر حیران ہے دل
 کس قدر اپنے کئے سحر بہریشیاں ہے دل
 نہ حال دل خستہ زنت چہ زندہ وار
 سچ کہہ کتے تمہاری بی لائی پر لگن
 ہو گئے اور تک ہی میں کچھ اب میری
 دل مرا ٹوٹ گیا تجھے اب میری عین
 نہ دل کہ ظہار وفا بود میں بخود را
 پہلے تو دل کو سے منے لیا کسی عنوان
 میں نے معلوم کیا میری غرض اس کی جا
 میرے یہ بھی ل اپنے میں نہ کئے ارباب
 نہ تو نہانی کہ غم عاشق ارباب
 دلاہ والی ہی دیکھی ہے وفا تجھے بار
 غیر کے واسطے جو مجھ پہ ہوا تجھے بار

ہاے رے ہاے میں دشمن کو بھل میں
 این زمان جا رہ ہمارے جہ تیر کینم
 کب تک دسویں اس کاوشن بجا کو کر
 آتش غم سے طرح شمع کی رو رہ رہ
 کیونکہ احوال دل اس شوخ سحر کر لکھیں
 سو ختم سو ختم این از بنفشہ تاکہ نہ
 تیرے دیدار کا جو این تجیران ہے دل
 گاہ بردار و کہ شمع شبستان ہے دل
 کیا کہوں تجھے بہت سے سواں ہر دل
 تجو دست افتد رائے کہ دیدن داد نہ
 کیا ہوا کسکو ہلکا کسا لیا تہہ میں سن
 کیا ہوئے مجھے جو ہم ساتھ کئے تیر و مجھ
 حیف صہ حیف کہ قدر اسکی نہ تو جا مجھ
 بارہ کروند نہ تہہ تیان مضمون رائے تیان
 اب جہڑ کتے ہو مجھے دیکھ کے تم ہو میں
 دلو لیکر کے لیا جاتے ہو میری جان
 لیک ہوتا نہیں کچھ تمس لیا میں یہ جان
 گر تو وہاں بران خاک گذارت باشند
 کوئی یہ طرز ادا سیکھ لے آجے بار
 میں تو لاچار ہوں سچے کا خدا تجھے بار

میں عبت عجز کا شکوہ یہ کیا تجھے یار
 نہ گر نظر رکھے خلق کو خواہی کرد
 شیتہ دلکو سے سنگ ستم سحر توڑا
 جو کچھ ہم ساتھ کیا تھے ہمیں وہ توڑا
 خو برو یوں کا جہان یہ نہیں توڑا
 نہ مبدہم جا اگر فل بدل آراے دگر
 صحبت برین نہیں آئد ہر صحبت ہے
 دیکھ کر طرز تمہاری یہ منجہ جرت ہے
 واہ و اچاے امر و کو یوں میں رحمت ہے
 نہ گر چنین است کہ و ایم بکلاست شہ
 چشم بد و در میان خوب کائے بین شنگ
 بیہ کر خند و عین سیکو ہو جانا منہ
 چہوڑو یہ طور میان تم نکو میگوئی گنگ
 نہ من اگر تہ شوم باعث بدنامی است
 اسقدر یار ہے کام آبر متہن دے
 مت ملا کر تو رقیبوں سے کہ سبب خند
 کیا ہے بیگے تجھے صفت میں تم سے
 نہ عاشق ہیچون نیست زید اسید نہ
 اسقدر چشم مردوت کو اٹھامت الہار
 خو برو یوں نہیں تجھے تھے سنا سجدوار

دیکھ لینا ہوا جو کچھ دیکھ لیا مجھے یار
 شوخ بابا تو جو کچھ دیکھ باؤ خواہی کرد
 دل نے میرے ہی شہاب پر طبعی ملک
 پس کر و پس کر و زیادہ نکرو نکوڑا
 شعر و حسی کا دل ہے یہ یہ میں لکھ چوڑا
 چشم خود فرس کنیز کف یاد دگر ہے
 غم کے ساتھ تھے روز نہیں جلوت
 گوئی تم آدمی زاد سے نو بہ کیا غرت
 ایسی برداشت کی اب کو میاں وقت
 مانجیرم دشمنان سلامت باشند
 جا چوڑو عین قبح ہر گے گے پیٹنگ
 اسقدر آپ سہو اسب سے اٹھایا گنگ
 عبت اب جانے کسی تہ کو گناہ گنگ
 موجب بہت عیا کی خود کامی
 مان میرا ہی کہا بات مر می من
 کر کے بدنام تجھے جائیں گے بہن من
 ایک لے کے کیسے نہوئے شہر مند
 یا کبارم ہم کس طور در امید اند
 کچھ نوا دل میں سمجھ اب گرا عیاقت
 روزہ خوان من نکرتا تھا کوئی حکمت

بلکہ بہر تانتا تو سر ایکے گھر سو مار
 تو این زبان چا تو در دین گم شدہ
 تمسوسید ہی تہی کہید بباد کرد
 حرم کیا جسے ہوا پہلے تو ارشاد کرد
 خاک ساری مری ناخ تو نہ برد کرد
 شاید باد انکہ مری تو ازم کرد
 کیوں رہی ہر تجھے باد سوزہ اگلی چاہ
 کہ تو اب کوئی آیت کیا مجھ پہ
 بلکہ کہتا ہی نہیں کہ نہ کو راہ
 فریاد باد انکہ بہت ہر جگانہ ہوز
 باد ہنسا پتے چہ سے کا سکھایا منے
 رکھ کے حمد تو نے نہ کیا بنایا منے
 تنوخی و نازنی طرز و نہ کیا منے
 تو این کویم کہ من از تو گشت شرم و شکر
 ابو کیتہ من جہ یغان دعا باز دام
 ہوگا معلوم نکالو گے جو خط انکا کلام
 پیر لو سوا کر کے ملے تھیں جا و عام
 غزین ہندیش کہ از کردہ شیمان با
 کاشکے تجھے ہر مہر کے شستو تو تھیں
 کتب اس کے شیان سینہ کا لکھتے

اپنی مجلس میں ندیا کو ہی منجھو بار
 روی زیبای تو از دیدہ با گم شدہ
 دل بیمار کو گزرا اور دن کو دل شا کرد
 تب نہیں بنگی اپنی سر خم آزاد کرد
 کچھ تو افسانگی ہی ہفت کو میان کرد
 سبز زبان بود مرا آن چہ ترا دل بود
 ایک دن میری جدائی کا تجھے تہا جون ماہ
 سرگز احوال پر جسے نہیں کرنا ترنگاہ
 اس قدر مجھے تو بزار سے سجانا لہ
 گو شمع رخ تو جز من بردا نہ ہو و نہ
 تنگ جام کو ترے برین کہنایا منے
 اگر چلنے کو تجھے سے بنایا ہونے
 ماتہ سیر اپنے غرض ٹھو گنوایا منے
 کردہ خویش مثل ست کہ می آید پیش
 کہ میان مٹھی محبت کے تر خیم من
 سب سے جائیگے آخر یہ تھمن کہ بد نام
 دیکھ اب ہی مجھ سے آیا ٹھو گیا کام
 جمع با جمع نہا شد بر لبان باشی نہ
 نہ تو ای بار علی دل کے پہوئے تھو من
 ہم تر سے ہی برین غرض نہ تو من

کب تک ز سر کے کہو کو کو بھلا تم کہو میں
 نہ اپنے قدر زرد گئی خوش مرا دوشوار است
 کیا کوئی تجھ سے باز تھا دنیا میں
 کیا کہو کو کسی سے پیار نہ تھا دنیا میں
 عشق سر کو سر کا نہ تھا دنیا میں
 نہ بھیجیں جس سے من دست زار نہ
 دل مرا سر نہ غلط سے سر جو ر
 اسی میان دیکھ نہ ہلو لگا نہ کو نہ غور
 ہاتھ تیرے کہاں جاؤں پڑا ہوں مجھ پر
 نہ آنکھ خستہ تر از گل نشین داد
 ست گنواؤں کو سر پہ نہ تو پاؤں لگا
 کف انوس کو ملتا ہی تو رہ جا د لگا
 کیا بھلا جانامی میرا تجھ سے اب جا د لگا
 نہ میر دم از در تو باز تو رو نہ گنم
 اس قدر کہ بیزار سے مجھ سے تو
 مجھ کو محروم کر کہ لذت دیدار سے تو
 سن بے بیاب میان ہے گرفتار سے تو
 نہ گئے جانب سودا گد کاے کاے فیت

مار بھی دال بلا سی جو بلا سے چو میں
 گھر خاں نکشی حق تو بر من با است
 کیا کوئی اور طرح دار نہ تھا دنیا میں
 کیا کہیں کوئی گرفتار نہ تھا دنیا میں
 یہ ستم اور نہ رہنا نہ تھا دنیا میں
 خوار و رسوا سر کو چہ و باز ارشد
 تو ہی کہوں میں تری یار نہیں ہوں منظور
 کیا کہوں نامی زمین سخت ملک کجا د
 دیکھ مینا بے محبت مست ہو معذور
 صبر و آرام تو اندر من سکین داد
 یہ دل اب بار گیا مانتہ پہر اد گیا
 کیا کہوں تجھ سے اس دیکھ نہ بچتا د لگا
 آخر شش دل کویر سے اور می بر جاو
 کہ درت قبلہ تو د سجدہ بان ہو گنم
 ست چہا سہ کو سجن اپنے خردار سے تو
 چشم پوشی نہ کر اس عاشق بیار سے تو
 دیکھ یہ بر ہی کہو ایک نظر بیار سے تو
 بلکہ از لطف باؤ تم گلے کاے فیت

نہ مشنوی حکیم محمد غوث کی ہجو میں

صد کے باز این ہے اک دینک
 شکل شیطان کی اور غوث نام
 ہے موطن وہ بعین روم کا
 جب سحر طبابت میں دنیا وہ لایع
 مملکت میں دین اب گریہ گھر
 اُسکے قلم کا بن کروں کیا بیان
 خاصہ نہیں خنجر بران ہے وہ
 نسخہ نہ لکھتا کہو وہ بد شہرت
 جسے مریضوں کو وہ دے دے دوا
 بو نہیں ظالم میں کہیں درد کی
 کشتن غلوں اُسکا غرض کام ہے
 مرنے میں اوستے زبیل بے دوزن
 طرف تر اس سے بھی کہوں ایک بات
 سو کے کسلند جو وہ بنے حیا
 تڑدہ شو مولودی و تابوت گر
 دے بن دہائی وہ بعد قیل قالی
 اپنی دوا آپ تو ظالم نہ کر
 خوب جو کرتا ہے تو آپی دوا
 روزی ہے خاطر مری یا جمع
 کیا کروں تشخص کا اُسکی بیان

عار اطباء طبابت کا تنگ
 حکم بین ہلا کو کا نے قائم مقام
 استی بن رکھتا ہے اثر لوم کا
 روم سحر تا شام ہوا بے چراغ
 سے ملک الموت سے مشہور تر
 تیغ اجل جسکی ہے رطب اللسان
 قائل بند و مسلمان ہے وہ
 بہرتی نہ انسان سے دوزخ بہت
 کام میں ہے مرگ محفل شفا
 جان کا دشمن ہے زن و مرد کی
 مرگ و قضا مفت میں ہر نام ہے
 کہاتے ہیں فرض اُسکے اوپر کو کمن
 منبتی ہی شمن شمن کے جس کو کابات
 اپنے تئیں آپ کرے ہے دوا
 کہیرتے ہیں آن گئے سب احسن کا گھر
 انہیں سے سراپک کرے ہی سوال
 سرے کس و کو کی طرف کر نظر
 اور کوئی آپ سا مجھ کو بتا
 ہیچون تری گوریہ کل اور شمع
 شہہ میں جوئی جاتی ہے ساکت زبان

نزلے سے ایک شخص کو مٹا دے
 دیکھ کے نبھ اُن نے بعد فکر و غور
 نسخہ دیا لکھ کے مجید بن ہنر
 جا کے جو نسخہ دیا عطار کو
 کیا تجھے آزار ہے اسے نوجوان
 میں تو نہیں جانتا کبھی سے حبیب
 سننے ہی بہہ دل کو گلی اُسکے چوت
 مائے بہ کس پڑے کا ایجاد
 کہہ کے بہ عطار نے جو بیقرار
 نسل کا اُسکی توجھے دے بتا
 سننے بہ عطار سے نولا جوان
 نسل سے اُسکی کے تشبیہ دون
 رنگ و دھن اکا ہے ہر لو و قیر
 سننے ہی عطار نے بہ رنگ و بو
 بہ وہی سفاک ہے تخم حرام
 عورت نہیں ظالم بد خو سے وہ
 ایک دن ہے ہار میں دوکان پر
 کہنے لگا دیکھ کے اک آشنا
 محکوم وہ اور اسکو تو مٹا دے
 دیکھا کہ بہت رکے ہر حصول

لای نصا اس کے میں اس کے لہر
 دن کے سوا کچھ نہ کی شخصیں اور
 صبح سے شام تک خود کر
 پڑہ کے لگا کہنے وہ بیمار کو
 اُن نے کہا اُس سے باہر دفنان
 پر مجھے مدفون کے سے طیب
 کہنے لگا اپنی وہ ڈاڑھی گھوٹ
 نسخہ بن معجون زر آباد ہے
 کہنے لگا اُس سے کہ شتائے بار
 کون ہے وہ جن نے کی ایسی خطا
 کیا میں تباؤں تجھے اسے مہربان
 ہے وہ سب کوک نہرست زبون
 جسے کہ جلاب کا دستِ اخیر
 کہنے لگا مائے میان ہونہ ہو
 صبح جوت اٹھ کر ہے قتل عام
 کہہ نہ طیب اسکو بلا کو سے وہ
 آبا جو ہر ایک کو مفلس نظر
 جل تجھے تم عورت سے دیوین ملا
 دو دفون جو الہمیں ملو خور سے
 سے کہا خلعے سچان ہے تہول

جب چلے آپس میں سو دو لوہم
 جا کے جو دیکھی بن وہ دشت
 کہتے ہی بیمار تے اور ایک گہر
 آن کے بنادہ تنمگا جب
 جیتے ہی اک شخص کی دیکھی جو
 کچھ نہیں کر نیکا جزا کے سود
 اور غذا اسکو بہ بتلائی دست
 صاحب چیش کو بتایا کٹول
 لکھ دیا مچون کو شیر شتر
 بوجھا جو آئے کدغا کہا کہی
 بہ کہا اسکو جسے تہی آشک
 کہنے لگا دیکھ کے ایک اور کو
 بیٹہ کے پر پاس وہ اک ڈو بیک
 دیکھ چکا نبض کو جبے تہز
 دروگر اسکو ہی یاد دوسر
 کر کے پیر آخر کو مقرر مصرع
 اور جو کہا نیکی لکے اسکو لو
 کہنے لگی سنسکے یہ کیا فہرے
 نفوہ و فالج ایسے بہ بیزال
 ائے کہا تو نے اسے زشت او

مرگ جلی پیچھے سے کتنی قدم
 دل پہ کھلے سختی دارا لفسا
 سو ہی نوہ گور سے تہا سنگ تر
 گرد سوئے اسکے بہ بیمار سب
 کہنے لگا نگو بدت سے قبض
 لکھ دیا نسخہ میں سعوف ایہود
 ماش کی روٹی سے نو کہا سا لپٹ
 واسطے بیٹے کے لکھا اسجول
 کہہ دیا مستقی سے جانفد کر
 سادہ گلہنی کے کہا کہا د ہی
 موضع مخصوص یہ چہر کو نمک
 زخم کو دہل کے کرانا رفو
 نبض کہا دیکھون میں لایا تہ دے
 خادمہ سراسر اسکے کہا اسے کینز
 پر مجھے نفرس کا ہے در بستر
 کہنے لگا دوا سے مار القرع
 کچھ نہ اسے دیکھو جز آتش جو
 واسطے اسکے بہ دوا زہر سے
 کرتے ہو کیا قتل کا اسکے خیال
 دیکھا سیدی کو نہ قانون کو

جھنستی ہے دیرہ روپے کی کینز
 سستی ہی ماماہنیں ان کے گناہ
 لغوہ و فالح سے ہو کیونکر خبر
 آپ بھی کہتا ہے کہ نان اور کیا
 تہوں کے ڈاڑھی پہ کیا خطاب
 کہوں تو قانون کو اسے بہر و اوت
 دیجئے اسکے تین ماواقرع
 میں ہی نو دیکھوں کہ ہی صیمن کیان
 اُسے خبری دہول سے اُنے لات
 اُنے لیا ڈاڑھی کو اُسکی کسوت
 خضے بکڑ لوٹ گئی وہ پہیات
 مار کٹائی سے وہ بیدم سوکے
 منت نذر می سے جڑا اہنیں
 اُنکے تین لہن اُسے آفرین
 تاکہ نواہے کی نکھاوے دوا
 سنتو لیا اب ہے پہ بٹی چوڑ

ذمہ داری خجیل کی جھومین

جسے روشن سے آسمان کا تنور
نہروں کو لبیکل نان و پیہر

ہی ادا کا وہ ایک شمع نور
کرنے اسکو گئے نہ فرہ ویر

گھیا نے بہ عرصہ اک ان
 وہ گرد و زون نعم کو لذت دے
 کس زبان سے ہو اسکا شکر ادا
 موسے بن باغبان زمانے کے
 رنسل سے اس کے کچھ نہیں ہے کہی
 سونوارہ گرد و زمین ایک نقل
 اتفاقاً اک آتش امیر سے
 جو بین وارد ہونے پہ وہاں ناگاہ
 اس کے ہوتے جو ابر گہر آیا
 نہ خبر پوچھی انکی نے احوال
 کچھ ہوا پر ہی تم رکھو ہو ناگاہ
 بولے یہ مہندہ نہ تھا مجمع معلوم
 جب نہ سمجھے وہ اتنی رہے تین
 خون لگی ہونے قطرہ افشانی
 ہر گے کہنے یہ ہی اپنے نصیب
 اور مہندہ آسمان برسا دے
 یہ تو سادے غریب کیا جانیں
 بولے یہ سادگی سحر کیا فرور
 رکے خالق سلامت آگلی دہشت
 یہ شجر جون بن بھی اس کے کان

نقل احقر سے پرسہر کا خوان
 ذائقے بن زبان ان کے
 نعمتیں کیا کیا آئے کین پیدا
 واسطے کھانے اور کھلانے کے
 ایک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی
 جس کو یاد کرے نہ سرگز عقل
 گئے تھے ایک عمدہ کے ڈیرے
 اٹھا چارون طرف سے ابر سیاہ
 صاحب خانہ سخت گہر آیا
 بیٹھے ہی گیا یہ ان سے سوال
 گہو نگری پوچھ کچھ یہی ہے راہ
 ورنہ لاتا بین ساندہ اسے مخدوم
 سو جی یہ بات اسکے دون بین
 لار کبی اس کے آگے بارانی
 آوے مدت کے بعد اپنا حبیب
 بیگنا اپنے گھر کو وہ جاوے
 اس فرور کو کیوں کے پہنچا میں
 بیگنا جادون گامین اتنی دور
 نہ شمع گاتو میں رہون گارات
 لگی اس کی دو ہنیں کھلنے جان

سننے ہی اسکے یوں ہوا مصطر
 جسکے منہ کی طرف کرے ہنا لگا
 کیوں میان ابر اسقدر چھایا
 مضطرب برق سی ہویوں حال
 کہو کہتا یا روتل جلاؤ
 گاہ بولے ہنا دیکھو آؤ پر
 گاہ بولے ہنا مہر جو پدید
 ناگہ بولا ہی ایک یوں فی الفور
 کہا اتنے ہیہ سچ ہے میری جان
 ایک پرناے جب لگے ہیں
 کیا برستا ہی یوں برس کم سخت
 ترے غریب نے یہ ہے اشتیاق
 یکے باہی سے اور تاہم تاب
 غرض اپنی سسی وہ تو کر گذرا
 آخر الامر کر کے دل کو کھخت
 کر چکا اپنی جب احوال فروغ
 پر نہ تھا نہ کچھ اور ذکر سخن
 وقت آیا جب اسکے کہانے کا
 لگا کہنے کہ کوئی سے حاضر
 کہا اس سے کہ ہرکے افتاب

اپنے بچا لے گی رہی نہ جس
 بھی کہتا تھا آشی ہر کر آہ
 خوف رہنے کا درمیان آیا
 بادوں سے جو اسکا ہوا حال
 کہی کہتا تھا شیخ دوزخ و بناؤ
 آؤ سے ہی آسمان کہیں سے نظر
 کیسی ہو جائے اپنے گہر میں عید
 کچھ نظر آئے ہی جو کچھ نور
 اے میں تری زبان کے قربان
 تب تو جہنم کے یوں لگا کہنے
 کوہ سے رُوب جا دین یکے در
 چائے ہو تمام عالم غرق
 کاشس ہو جائے ایک قطرہ آب
 مو گئی رات اور مینہ نہ کہلا
 کہنے لاگا کہ سنگ آہ و سخت
 کیا نہان سے احتلاط شروع
 دنان بغیر از حدیث زر غبا
 مرنگ ہو کے اس بہانے کا
 بولا اسوقت ڈیوڑھی کا ناظر
 نخل کے حاضر درہن رکھو ا

سوکھ اٹھ کے چلا بہ جب واپس
 چاہو جو کچھ کہ اب ننا دل کو
 انہوں نے اس کے موجب ارشاد
 آیا بعد از سما جنت بسیار
 بولا تیار تو نہیں ہے کچھ
 تو قولانا ہوں آپ کی خاطر
 بولے یہ کچھ اگر نہیں تیار
 اس سرگم جا کے جنس سنگواؤ
 لگا کہنے وہ کوئی مانے ہے
 جب کہ اس کا حساب ہوتا ہے
 اور قصاب بھی جو آوے ہے
 جب میں کچھ کو بخرے سہی ہوں
 بختے سہی مجھے ہوں وہ دوبرو
 اہل مبلغ کی جب سنو آواز
 سفرہ چین دے بیٹھ بولگی
 ہر دہ آقا برا نکالا ہے
 محکوب اور چی ہوں دھڑکے ہیں
 کیا کہوں میں را کا ہر کی بات
 تو گری سہی نہیں کچھ اس کو حصول
 لیکن اس کے بھی حق بھانپ ہے

کہہ کیا کان میں بہ مہمان ہے
 کہہ دوں جو اس کے ستم بکا دل کو
 کی بکا دل کے تین و ہن سراد
 انہوں نے بوجا کچھ ہے اب تیار
 جاؤں ڈھونڈ ہوں اگر کہیں ہے کچھ
 ورنہ کہاؤ مجھے ہوں میں حاضر
 دیکھو ہو دے گا مو دے سرکار
 واسطے مرے کچھ تو پکواؤ
 آپ ہی پڑوا خاک چاٹنے ہی
 جان کدوہ بڑے کی روتا ہے
 جبر ہی بخدا مجھے بناو ہے
 لوجوی پی کے اپنا رہتا ہوں
 یو ترکاری کی جگہ کدو
 کس ترن آقا کے جو تر دن پہ بازار
 متبہ رکے چکنا اور شکم خالی
 کلیر ما د کا یہ سالا ہے
 رہ تری آتش کیا لگائے ہیں
 اس کی گدھے کی کھینچ تو مات
 کاتے ہی مرے حق میں بکول
 گر کا بکوا مانتے وہ کچھ ہے

اسے ملتا ہی کر کے کو کو کار
 نان باکو جو دیکھوں ہر کے نظر
 تنکی مشرف کے گھر نکالوں گا
 کل کبابی گیا جو گھر کو دوست
 پوجا اس سے بہ میں کر کے گاہ
 کیا بناؤں میں تجھ کو میرے پوت
 کیا کہوں تجھ سے میں عرضے یار
 کہو حاصل نہیں ہوا اک دام
 کوئی شاعر جو بیان گذرنا ہے
 کون جانے کہ آپ کیسے - من
 پیرا کاگر آوے وقت طعام
 نہیں ممکن کہ اسے ہی بہ چین
 یوں ہی آتہ جائیں اسکو دینا
 کام ہو کے کا انکے مطع سے
 کہانا کھانے سے ہاتھ پان ہو
 بکے مطع میں سردی رہتی ہے
 اپنے مطع میں دودا تھے اگر
 لگے ہر دینے کوئی اٹھ کے اذان
 ڈانے جو کوئی اپنے چہر کاٹ
 یہاں کھانا سے خاٹر تھا

ورے کا یہاں مرے دیا چار
 مجھ سے کہتا ہے یوں گندی
 اور نہیں ترا نکالوں گا
 پیاز کا اسکے ہاتھ میں تھپتھپ
 کیا ہی بہہ بولا یوں وہ ہر کر آہ
 نادہندون کی بیٹی کی ہے چوت
 دیکے خدمت کیا ہے مجھ کو خوار
 مفت رسوا ہوں مرد خاص عام
 بچو میری بی وہ ہی کرنا ہے
 جی مرا جانتا ہے جیسے میں
 جاے لقمے کے کہا وہ شام
 جز فریب اسکو ایک ٹکڑی
 مارے نہیں چوٹے ہاتھ گستا
 نہیں ممکن کہ اس سوا نکلی
 گھر میں بیچ بیٹ ہر سو کے
 ناک باور چیون کی بیٹی ہے
 سقے بے دوڑنے میں سکیں ہر
 کوئی دیکھا سے کہوں کر قرآن
 ایکے ہانگے کوئی کہیں لاکھاٹ
 خلق ہو جاے ہے تہ و بالا

ان کے باور چچا نہ کما احوال
 واپس بن سہ پہر خاک ماتم سے
 سینے دیو کن کے مارتے ہیں بکتر
 روز باورچی کرتے ہیں فسار
 کیا ترے بعد کر کے کہا دین گے
 دیگ شو کو نہ دیگ سر سر و کار
 بکہ بہان وعدے سے سر آیا
 اس خجالت سے دیگچے بکسر
 دوری سے دیگوں کی تیرہ مال
 کی زمانے نے لاکھ ہی تدبیر
 شادی پر شاوی بیان ہو گئی سدا
 کرے سو غید گنبد گروان
 الغرض مبطع اس گہرانے کا
 جیسے طوفان نے کیا تھا ظہور
 اور کیا کیا میں کہوں اس کے ہرم
 ایک فرزند بہر کے یقین
 ان نے اک روز بہر حاق کی
 نہ ضافت کہ حسین موزنگ رس
 تہہ یون نہیں آیا وہ مردود
 حاشا تھا کرتے یہ اس کو عاف

جو بے مرگر کے جب کر بن میں خیال
 لکڑے جیتے ہیں انش عم سے
 روتے ہیں ڈھانپ ڈھانپ سہ سر پو
 کہی نو کچھ ہمیں نو کر ارشاد
 جب کب اپنا بول جاوین گے
 چتری ڈھونے ہیٹ جائیں کہا
 کہا نا ان میں سے جو نہیں کیا
 سہ نکون بن پڑے ہیں جو ہونہ
 سہ نکون کا ہوا غسہ نابل
 نہ ملا دیگچے سے بہان کفکر
 دستہ یادوں سے پر گہو نہ ملا
 نہ ملے انکے گہر سے پر رمضان
 رشک سے آمد ارخانے کا
 ان کے نانا کے گہر کا ہوا وہ تنور
 کہتے ہی آتی ہے مجھے تو شہر
 سارے گہر کا ہے اسکے چشم و چرا
 آشنا اپنے کی ضافت کہی
 اک رکابی طعام دیگر بس
 یاد آیا اسی جی کا دو دو
 اور ماگو ہی اسی دو سے طلاق

بار سے لوگوں نے اُسے سمجھایا
 بہتر اُسکے عموں پر یہ کون نہ جی
 یا رو مجھ سے نولا ولد بہتر نہ
 اسکا دادا ہی گرجہ بنا عیاش
 جو کوئی اُسکے گھر میں نوکر نہ
 بہر تا وہ ٹکر سے مانگتا گھر گھر
 اچھے چن چن کے آپ کہا کرتے
 پیدا کر گئے تھے اس طرح اجداد
 میں تو آپہی کو جانتا تھا فضول
 کڑے پیسے پر سب اڑا دیا
 اس کے دادا کے باب کا اک روز
 لایا کچڑی بکاشتہ کت سے
 اُس نے اک دو لے لے لے لے
 لگے کہنے بہن ہمیشہ کت تک
 نبی نر لوں گی اپنے نوید چال
 خوب جو کچھ اٹا خربے سے
 سنا اس گھر کا بازو نے حال
 بن گیا جو کہا نا بکوا دون
 ایسی ہی ہو کہ سے جو میری جان
 تک تدمہ تدمہ دمان تک ہے

مٹ بہر جو رو کے حق میں فرمایا
 کاشش پش پش مرنا وہاں بہن سنی
 برا بیٹا اور اس قدر بہتر
 اس سلیقے سے بر کر کر نکلا
 رات کو اُس پر بد مقرر تھا
 لانا آقا کے پاس جہولی بہر
 بڑے خواہ میں لگانے تھے
 سو یہ بد بخت دے ہی یوں بنا
 پر یہ بھیس ہی نکلا تا معقول
 اشیوں تک بیج کھا دے کلا
 آشنا ہی سفر ٹینٹ دل سوز
 دونوں کہا لے لے زلفت سے
 جد رجوم دونوں ہو کے کڑے
 میرے سو لقمے اور بڑا ایک
 کرتی میں بہان ضایقن پال
 کو تالیق کے مینے سے
 بھیس کہانے کا پیرنگی سوال
 بیسے کس بڑے بی بی خود کر
 بندہ خانہ ہی دو رہن چندان
 کہا بکرو حاشے جو کچھ تھے

کیا دشت و بہشت جو شیر و گریہ پاک
 کہ نام بہر آئے از خوف جان
 و زردون سے جب پاک چکل کیا
 رہے دیکھ جیران صغیر و کبیر
 زمین سے فلک تک جو پہنچا بہر فکر
 نہ تھا صید بری ہی پر عمر و تنگ
 گردون کی حالات کیا میں کہوں
 حیدر آب شمشیر اُسکا بہانہ
 چھوڑا مواجب چرندون سے سیر
 پرند انظر میں جو ان پیر کی
 اگر دیو دمان درد و آنا نظر
 گردمان سے جتنے گئے قیل و
 سبھی پل ہر چند محبوب ہیں
 یہ اک پل کا ان میں ایسا جمال
 کہ سب پل ایسا بہ چشم جہان
 وہ سے قد و قامت میں آتا بلند
 بدانت اپنی یہ ہاتھی نہیں نہ
 رہے وہان نہ جب صید سو کر
 نہیں اُسکی خوبی میں ذرہ قصور
 تیرے سایہ میں وہ سے تا اب

بری شیر کے مارنے کی بہرہ پاک
 کہ جس شخص کا نام تھا شیر خان
 تو خیمے میں شریف فرما سوا
 جب آئے آہنہ بہاگے فالین سے
 پڑی اپنے برج اسی پل کی فکر
 نہ ہی بھی بحر میں تھے نہ شک
 کہے بن بھی پر سطح سے رہوں
 نہ اردو بجائے نہ وہان اردو
 پرندون میں نہ تا درد و شیر
 نہ آیا سوا میں بحر شیر کی
 چھوڑا غرض صید اسے تو جھک
 سو خلقہ گوشت شے کے وہ کو
 سوار کی خاطر بہت خوش ہیں
 زبان و علف میں جسے میز پر لال
 نہ آنا نظر زیر نہ آسماں
 لگا تھے دیکھ اُسکو سر نمونہ
 سوا دیکھ اُسکو مجھے بہ یقین
 تو زخیر کر کہیں لائے میں کوہ
 خدا چشم پر ہے رکھے اُسکو وہ
 سچے پردہ کفر کی کٹ اُسکی کدو

یہاں پر دیکھو کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دشت و بہشت کے شیر و گریہ پاک
 کے نام بہر آئے از خوف جان و زردون سے جب پاک چکل کیا
 رہے دیکھ جیران صغیر و کبیر زمین سے فلک تک جو پہنچا بہر فکر
 نہ تھا صید بری ہی پر عمر و تنگ گردون کی حالات کیا میں کہوں
 حیدر آب شمشیر اُسکا بہانہ چھوڑا مواجب چرندون سے سیر
 پرند انظر میں جو ان پیر کی اگر دیو دمان درد و آنا نظر
 گردمان سے جتنے گئے قیل و سبھی پل ہر چند محبوب ہیں
 یہ اک پل کا ان میں ایسا جمال کہ سب پل ایسا بہ چشم جہان
 وہ سے قد و قامت میں آتا بلند بدانت اپنی یہ ہاتھی نہیں نہ
 رہے وہان نہ جب صید سو کر نہیں اُسکی خوبی میں ذرہ قصور
 تیرے سایہ میں وہ سے تا اب

مشتوکیا ہستی کی جھوٹ میں

کیا ساشی نے مجھ کو گوسبت
 قلم سے کہہ کر ہوسرگرم تحریر
 فوری ہاتھی سے بھی اپنا سخن
 اگر ہم پہل معنی کا بنا دین
 پیراں کو جو کوئی سمجھے سو بھو
 یہ دعویٰ گو کہ نئی شاعرانہ
 کہ طرز شاعری اسب یہی ہے
 کہوں بن پہل معنی کی حوا و قاف
 بند ہے وہ سدا اگر زری زبان
 توار سے اگر وہ چوٹ جاوے
 دے ہی اس جو کوئی جو کہ ہم
 بنا ہی پاک طینت اس قدر وہ
 سبک چلا کوئی کیا اسکا بتلا
 کریں ہیں آفرین اشیر سو کیا ہے
 نہ لگو اسے کہہو متک پسند
 ہوا کیا گر نہیں کرتا وہ ترنیں
 نہ ہو قدو قامت میں ہو جو
 بدلا اس کا ہاتھی کہیں ہے
 مہادت میں ہونا کہہ جائے براہ

تو کر فکر بلند اسے جبت
 بنے تا صغیر کا غنہ پر زنجیر
 زبان خامہ پر بیان کجلی بن ہے
 تو بہتر ہا ہتھوں سے کر دکھا دین
 قدم آ حضرت سودا کے چوٹے
 پر اسکو جو سخن ان ہو سو جانے
 سخن کا ہی جو کچھ سب فن یہی ہے
 نوشہنی ہے کہ چوٹا منہ بڑی بات
 جگہ ہی گشت کی فہم سخندان
 کوئی شاعر ہی اسکو باندھ لا
 کہ اسکی طبع کو آنکھیں کرے دم
 قدم سرگز نہ رکے خاک پر وہ
 جہان تک بھیجے کاغذ پر چلا جائے
 وہ گویا اسکی آواز دراز ہے
 بہت اسکی بزرگی سے ہی ہر دور
 اسے لیتے ہیں اہل طبع رنگین
 بلند ہی عرش سے پر اسکی افرو
 کہ جبر سر کوئی ایسا تعین ہے
 ہے جزئی بخشہ آہ شہر بابا

کچھ ہوئے کہوئے کچھ وہ کہا دے
 کوئی ہاتھی کی موتی بنے بہر اوقات
 غرض ہاتھی خدا دلوئے تو اب
 مچانی جسکے گتہا ہے نے بہر دھوم
 کوئی ہاتھی ہے یا آفت و جہنم
 کلا دے کوئے سمجھو اسکے گلگون
 کے کون اسکو نیچے فیل کا ہے
 یکڑ خرطوم میں استوت نہ بجز
 جو تپائی ہے آ جاوے وہ خو خوار
 چھین کر لا کہہ او سپر چرخ و بان
 سر و کویں قدم سے سے
 بہاوت کیا جو پر اسکو سنبھالے
 جو کوئی دیکھے اسس سو بان جان کو
 خداوند ایہ ارہ ہے کہ خرطوم
 غرض موتی بنی بانی ماندون کی خیر
 ہوئی آقاہ اسکے تنگ دستی
 لگے ہے راتھ اسکے اسطرح ہاتھ
 بدن پر اب نظر آتی ہے یوں ال
 نمودار اسطرح سر استخوان ہے
 نہ پڑی ہے نہ کٹ نہ من نہ لگرا

نظر ہی اس برزگی پر نہ آوے
 ہنیں دم مار نیکی اس جگہ بات
 نہ نیل راہ پر بت سنگہ حیا
 کہ لڑے سے بڑا سے نام تاروم
 بہاوت کی گرہ آقا کے سر مال
 بہ لکرون پر ہے اسکی خلق کا
 دعا کے روز ٹیکا نیل کا ہے
 پے ہی فوج پر اپنی ہیہ پیر
 بر اردن نیر و یارن بہا کہ بردار
 چھوئے وہ جو اس کا فر کی ہائے
 جیون کو حبطر چلی ہے
 جو آدین شیخ بہنا روئے دوائے
 تو بہ کہتا ہے شہہ کر آسمان کو
 بہ ظالم چیرا ہے جسے مظلوم
 بسا نا بہا خدا کو کعبہ و دیر
 کیا کرتا ہے وہ اب فاقہ دستی
 جو بہا ہے دین کسی بہاوت کے
 طاب سست سے جسے کا چون
 گویا بریلی اسکے نرومان
 رکے سے ناتوانی اسکو حکم

لرزار اپنے فعلو نکالے نایک
 ضعیفی نے کی اسکی فریبی حکم
 سوئی یہ نانوئی اسکے در پہ
 برائے دل میں بھی بغضب نے
 تماشا ہوا گردہ چوٹ جاوے
 کہا اسکے مہاوٹ سسین اگر دوز
 تو کہہ اُن سے کہ اسکو بیچ دین
 کچھ اے پیل کے رکھنے میں شا
 دیا اُن نے جواب ہے ہر سر محمد
 بڑا ہے بد قولہ زشت دنیا
 جو ہاتھی ہو تو لے کوئی خان تو اب
 بکائے کی ہنیں اسکے کوئی بات
 سمجھنا نیل اسے دیوانہ بن ہے
 ستون اسکے تے یہ باون بن جاوے
 جو بیٹے یہ نواہنا اسے دوز
 اٹھ سے خاک کا یار اکہا دوسر
 ملانا یون ہے یہ کانون کو برابر
 ہے اتنا چلے نین بھر یہ بد ذات
 یہ عالم چلے نین خرطوم کا ہے
 یہ نیکل سے بہتان کے یہ

کیا کرتا ہے سر پر اور دست حال
 گیا ہاتھی نکل اور وہ گئی دم
 کہ وہ ڈیل اب دہوین کسی گردہ
 کہ آتش بازی کا ہاتھی وہ اب
 کہ لہر کو آگ کس کس کے لگاوے
 اگر آقا کا اپنے سر تو دل سوز
 عوض کاش اس کے چرٹے کو گدیاں
 سواری جبکی ہووے خطرہ جان
 خریداری تو اس کافر کی معلوم
 کہ پیٹہ اسکی بلند اور پیٹ کاوک
 سے بیٹی جود کی مسجد کی محراب
 نصیون سر مگر آقا نے شہر اس
 کہودت کا یہ بام کہن سے
 رہے دو دانت سوا گھم پہلے
 لیکن جینک نہ اسکو راج مزدور
 کہین بن اسکو ہاتھی سے یہ ہتیر
 کہ دہوین نیکوں سے کوئی نہا
 ہنیں ہاتھی صعوبت کی ہے نہ
 کہ دست کو رہین گویا عصاب
 عجائب لودہ طوفان ہے یہ

حورائے وقت کو بے قبل بولین
 عمارتیں کسے گر چلے کہیں کو
 بہہ ہے اس مرتبہ دین و فحش
 جسے لاپتہ پر اسکی بٹھایا
 گرا جس راحے یہاں کسا ہوا
 مرے یہ آب یا کوئی مارا دے
 غرض تھا جس جگہ بندہ ذکر و دعا
 موئی اس ذکر سے اشمین بہہ نایر
 سوا اس کے سمجھنے کے میں دریغ
 لگے کہنے وہ کرمیری طرف او
 کہ یہ جس پل کا کرتاے نہ کور
 اگر اب جب تھلا سکتے غور
 دے از بسکہ اس کے فعل میں بد
 جو کچھ اس پل میں آئے بتایا
 بہہ اسکی مرکتے جتنا ہے دریغ
 جو خوب اپنے تئیں دیکھا میں ادم
 بغیر حال کا باعث مرے یار

مجھ سے بہر ملید ار و زو سے من
 جناد سے قبل مرغ اپنے تئیں کو
 سینچر ہوتا ہے جس کے قدموں
 گویا باروت پر دہر کر آرا یا
 کیا حلقے کا سامنے شتیاس
 جہان کے سکر بوجہ اور ہمارے
 ششہ ہوا اسکو دہان اک ششہ
 کہ اسکا ہو چلا احوال بغیر غ
 کہا اُن سے کہ حضرت خیر تو
 مگر اب تک بہن سمجھا ہے تو
 اسے بہن نفع کیا کیا ششہ
 اسی پر اسکی روزی ہے ہر طور
 اسی مرتبگی اس کے کنی ہے کد
 سوائے نفس ظالم میں ہی پایا
 مجھے اتنی ہی اسکی پرورش ہے
 مہات سے ہی بہت اپنی حکم
 یہ تھا جو کچھ کیا میں تجھے اظہار

اگر دریافتی برواقت بوس

وگر غافل شدی انوس انوس

نہ تمنوی کو تو ال کی و جھو میں ش ش

کیا ہوا یا رودہ نسق بیہات
 بانڈا جاتا تھا چور لکڑی کا
 ہنا ز رشوت سے کوتوال کو کام
 شہر میں کیا رہے تہا امن دان
 اب جان دیکھو وہاں جھپکا
 دیکھی غنچہ جوراہ چاؤری کی
 فیض بازار کا خوشنہ بیان
 درویشی کے سود کو جو زبان
 کس طرح شہر کا نبویدہ جال
 چور کب دروازہ کا مانے میں
 بویدہ کوتوال تو وہ مانے زور
 آنے رشوت لئے یہ نہ تھا
 بازو کا سفدوں کے زور پر یہ
 اپنے دروازے آگے رکھ کر
 تھک نہ تھا چورے میں کے ا
 سہرے دیکھے غریب کے اچھی
 گشت جب اسکا پرنا آتا ہے
 سو چور وہ بہ مختصر قصہ
 جو نظر باز اس کا جزا ہے
 جتنے نوکر ہیں اس کے خدنگار

لیمو کے چور کا کئے بھابھات
 مارا جاتا تھا چور لکڑی کا
 ہتا عالم میں جو شے کا نام
 کیسی کرتی تھی خلق خوش گذران
 چور بے تھک ہے اور اچکاتے
 شہر سے رہ زنی تلاوڑی کی
 آنے نزدیک کے کات ڈاکان
 پکڑی کہو سہ کو پیتا آدے
 سیدھی کا فور سا جو موگتوال
 کالا بال اپنا اسکو جاتے ہیں
 یہ تو تختیر کی جہول کا ہے چور
 اسکے مل میں نو چور پیٹا ہے
 چور کا بہانی گتھی جو رہے یہ
 کئے ہیں ان نے گھر کے گھر جویت
 مل رہی ہے اچکون سے ہی سہ
 گویا وہ اسکے باپ کا ہے مال
 یہی نرسنگیا سجاتا ہے
 صبح کو بیچ دے جیو حصہ
 خوب دیکھو تو جب کبتر ہے
 فن درویشی میں سب بن بائی کار

لکھا گھبہ کئی دیرا ہے
 خٹکے گریج اُنکا آقا جاب
 ناخبردار گھر سما مو صاحب
 بن گے از بس یہ ہاتھ کے چالا
 ملک جو غافل یہ اُسے ہوتا ہے
 ایک دن اُسے سے نظر کی راہ
 چیز میری جواب چراؤ تم
 قیمت اسکی جو کچھ شخص ہو
 ایک اُن میں سے یہ شخص سنکر
 کیا جب آپ ہی نے یہ انصاف
 آپ کے سر پہ یہ جو ٹکڑی ہے
 دس روپے وہ مجھے دلاتے ہیں
 دوسرے نے کہا کہ میں وہ غلام
 بکری اتھا رکھنے نہ سے اتار
 پردہ خانے کی میں لگا کر گات
 میری محنت پر ملک نظر کیجے
 غرض اس گفتگو سے میرا مال
 شہر کے بیچ کیا کہوں میں اب
 شب تہی نہ سنگیوں کی مال قبل
 گیتے آنت سے ایسے بہونے ہیں

کوئی پروا اٹھائی کیرا ہے
 صاحب خانہ پر یہ آفت ہے
 جو گھر سے پاذاں تک غائب
 ڈانے میں اُسکے انکھون میں بھی
 تن کے کپڑوں کو اپنے روتا ہے
 کہا تم ہو میرے غیبت دل خواہ
 بیچنے جو ک میں خجاند تم
 اُسے کو تم اسے مجھی کو دو
 لگا کھنے کے اسے کیا بہتر
 میں بھی کرنا ہوں عرض رکھئے
 دو خریدار اس کے من درپے
 کئے اب آپ کیا لگانے میں
 نہیں ہوں جسے سوئے با کام
 اور قیمت کی اسکی مو ٹکرار
 آج جاگا کیا ہوں ساری رات
 آگے جو دل میں آدے سوئے
 واہ واہ واہ واہ ہے کہو ال
 روز محشر کی دھوم سے شرب
 گویا چھو کی تہی صور اسرافیل
 مردے خواب عدم سے چوٹے ہیں

آسمان پر بھی معدم سے خواب
 لکھتے تو کس بشر کی لاکھتے سے
 لاکھتہ صندوق رات کو چوٹے
 بین نے سر گرم وزدی بڈ انجام
 بنم بن شب سر ایک پر جوان
 شبی بہ کہ ہر طرف
 جو سر ہر ہزار بن شہزادہ بنے
 طرہ شمع اک طرف ہے بار
 شام سے صبح تک یہی ہے شور
 صبح ششم جو گل یہ ہوئی ہے
 مال صندوق میں سے کہیں تک
 اب تو وزدی کا کچھ نہیں ہے
 رکھ کے کون سے ہوگی گرت
 رات جو ہے گہر میں کہنکھا
 ہوگی کب تک سجا خردارشی
 صاحب خانہ جو کوئی ہے اب
 آئے تک اگر تو دیکھے یار
 بچہ وزدی سے کوئی نہ رہا
 نہ ریاضت کو جاگتا ہے شمع
 خلل جب دیکھ کر کے بہ ہواد
 بولے نے وہ کہن ہی ہونا چاہا

لکھا رہا ہے دیدہ بہت
 جو رکے ڈر سے فتنہ جاگے
 کوئی ہی سا ہو کار کی ہونے
 تو نے ہی ناخنہ از حمام
 بیٹے بن کر کے رزم کا سامان
 لگے ہے جو شمع کو بیکہ اگر
 جو شمع کا شہزادہ ہے کہ شمع کا گل
 کم ہے خورشید کی بھی شب ستار
 دوڑو گڑھ دی نیچا ہے جو
 بیٹے کو غنی کے دہ رو بی ہے
 سن کے تھون پہ جو رکا ہے دا
 کتے بہرے بن جو سر ہنگ
 جو نہ سے گہرے ہلکے خست
 جو دروازہ بر بہ ہنگارے
 جو رجاتے رہے کہ اینہ ساری
 ہے خرداری میں روز و شب
 اپنے گہر میں ہے وہ بھی چوکیدار
 اہل نیخانہ میں بھی ہے ہوا
 ڈرے ہی جو آنا مارے بخ
 کرنی ہی کو تو ہواں سے فساد
 گرمے جو خون کا بہہ بازار

در بنامی اور اسطرح کہ ہم مانتے اسکو شیخ کا جو شیخ

جڑو کے جب عقد دن چاہا ہوں
 لنگو ماروں میں کسو دین لگانی
 کرتے ہیں مجھ سے وہ بجا کر ڈل
 بار کچھ جل سکے ہی میرا زور
 مٹ گئے مجھ غریب سے یہ غل
 دیکھئے گریبان کو بھی خدا
 بیچ رہا ہے اب اس طرح کا سانگ
 بیچ سکے کیوں گے اب کیسی
 گرین انصاف اب جو ان ویر
 رتبہ وزدی کا اس قدر بلند

دقت پر میں بھی دل چرا ہوں
 چوری کرنے سے کون سی خالی
 میری یگر می کا مہیہ سر زبول
 دیکھو تو تک کہاں کہاں چور
 ہے امیروں کے گہر میں چور محل
 مانتہ میں سے انہوں کے درخت
 ہے خدا کے ہی گہر میں چور کی
 ملا سب کا صبح خیز یا ہے
 کیا ہے اس میں ہمارے نقص
 جرخ کے گہر یہ کہن کا گند

یہ جو سودا کے ہے لا یعنی

آپ کرتا ہے دزدی معنی

صنوی مرزا فدوی کی ہجو میں

صورت لوح و قلم جس کے لئے خلق کی
 آج زبان ہے کھلی اکل کے تیرے سہ
 حق بطرف جس کے پہنچے جو خوش
 جہوت کرے عہد دم دین کیان کا
 فہم میں سر تا قدم اور سر لیا من
 حاجی کے دیوانے کی جان میں تیرا

بارو خدا ایک ہے دوسرے برحق نبی
 راست ہی تک لے لیو انکی ہی ہو گند
 سننے سمجھنے کو بات حق دیا تو
 مرد کو سچ بولنا خود ہے ایمان کا
 دیار د احمد نگر ایک میں مرد غرور
 شعر ہر ایک کے کرتے تیرے ہر آخر

حضرت سودا ملک جو رہے سب سے
شعورہ انکا سنا جا سکے انوں کے
ایسی سخن نہیں پر کہتے ہیں جو گم
اسکا سخن پوچ کر آپ یہ وہ لوح
سکے غرض میں یہ بات بولوں کوئی
میر سی زبانی آئین میں خوبہ فران خدین
اے وہ قرآن کے کیوں نے ڈالو سو
دو فون یہ اطلاق دین از روئے قرآن ہے
شیخ ہی سمجھ جو دین کی نسبت فقط
دین اگر خودیے ایک جمع نہ ادا ہا
انکا غرض اعراض دیکھتے ہو عقول
شعر کی انکے سند دیکھ لیں حق کا کلام
سچے کے اے منصفو یہ تو سوال جواب
ایک یقین جانیو حق ہی اسکا گواہ
انکو یہ لازم نہ تھا آن کر اس میں
بہرے تو سب یہ ہے یہی روئے سخن
حدس یہ اپنی پرے یادوں کی بقدر
اتنے نے صاحبو جا کے کہہ اے
ہوئے میں وہ ہی ہے جگر و راجی کر
ایک زلیخا اگر اسے نائین بن بیان

شعورہ اسے ہی اب ایک بہرہ ادا
شیخ و برہم کو ہے حکمت میں
دین تو ہر شیخ کو اور برہمن کو در
شاعر ہی اور شعر سے کچھ نہیں کہتا
کہوئے گم کو شمس میں ہے اجات
پوچے تو انکو ہی تم میں سے میزان
کافرون کو خطا جس میں لکم دینکم
خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان ہے
ایسی زلیخا ہی پر کہتے ہو بر خود غلط
وہی نہ سمجھے اسو اب جو انسان ہو
بات جو خود ہے ان یہ وہ مہول ہے
ایسی سخن نہیں پر یمن کرن یہ بدام
آگے آئین دیکھو تو نے بن کیا کیا خواہ
ہو اگر اس امر میں ذرہ ہر ایسا گناہ
انکس یہ اس شخص سے عافی خود
انکو ہی گنا کوئی با نیخ سوار و شیخ
شعر اس کے پر کرتے ہیں گم گم
تا مچ جانے کوئی یہ ہی میں غریب
ایسے کے سے ٹراٹ کو آجھو کہ سے
شعورہ زور کو اسے کر سن امتحان

حص معالی کے بہرہ دیکھ کے اسکی بساط
 اور زینچا جو وہ خلق میں مشہور ہے
 جو ہے جسے ہم میں سے مولوی حامی کا در
 کہتے ہیں فخریہ میں اپنے بہرہ سراک سے
 شاعر زمین بند کے میں کیا ایران تک
 فارسی میں کون اب بیان را حتم بسم
 پر جو انوکھا سخن سنیجے نے گوش ہنم
 ایک خراسان کیا گو کہ تہ کے کو جلیگر
 بوج زبان انکی سے شعر تو بیزد ہوا
 شعر تو بے ربط و بوج کہنے سے سبوت
 شعر میں شاعر جو میں وہ تو تخلص کو لائن
 اسے بھی ایک نفل بر محل آئی ہے باد
 نے کادولان بند ایک قرض دار تھا
 نہیں کے پر کہیں شکو نہ تھا دست کر
 انوشیروان سے ایک تہہ اسکی ملک گیا
 بانہر سے پانیر سے سر کو نہیا ہی کلا
 اور کیا تہہ سے بنے کی عدا گدا
 ہنکے لگا بوجھنے کی سر جی جہان
 خوش ہوئے تہہ کے کہا اسے کہتے ہیں
 شاہ امر و وزیر کہلین میں سے تیار

اس کے موجب کرین شاعر و لفظ
 فہم و شعور اس کے سر سو نہت و ہے
 بوجہر اہوں سے وہ بہرہ زبان زینچا کہ
 تجسا زبان دان کی کو رو بوجہر و ہنم
 سیکھی زبان ویا کی ہی جائے خزان
 رنج نہ کہنا تو کیا اس کے سر سے شمس
 خندہ زبان بولے سے وہ کھدا غلیہ
 جسے ہی ایدہر سے جا میں سے اودہر
 کاتب بیارہ مفت فہم کا موز ہوا
 تہہ انہیں خلق میں شہر ہے ہر دوں
 یہ تہہ تخلص بخرام نہ انیا حاشی
 جو ہنم فہم سے مغز سخن کی وہ
 اس کے ادا کرنے سے سخت وہ ناچار ہوا
 سودین اور مول میں اس کے تہہ ہوا
 سوج کے دل میں کہا ہے کو دیکھ دعا
 یا تہہ پر کہہ کر چلا کہتا ہوا وہ
 دیکھ کے اتو لیا ہے نے اس کو کار
 پر کہا ہم سے کہو بیچلی اس کو کہہ کر
 حسبہ گرم ہوا سے بچنے کے سے ساز
 مفت نہ فقرا کی کسی کو سسکر سے تیار

سنے کہا بنی نے مرگ ہی رہے یہاں
 اتنے کہا ساجی تم سر منجے جو طیل
 بہر وہ لگا پوچھنے کہہ نو بہر جو سہی کیا
 بنے زو سے عرض باتیں یہ تحقیق کر
 ساجی بناؤ مجھ باج کا کے بہاؤ ہے
 سول جو کچھ باز کا سودا کرے کہا
 سول سن کا غرض بہر کہا یہ نہی
 کرنے لگا جو رات کو نہ صلیحت
 پے کر کرچ ہیں ایک سیاہی کو پاس
 باج بڑا ہی ایک دیکھا میں اس کے
 بولی بنی یہ سن اوستہ کھیرے
 سنے کہا بنے نے کے کہی یہ تین بات
 بولی جو یہ ساجی ہے لا اوستہ میں سویر
 حور و جب یون کہا ہے بہر صبح دم
 اسے سیاہی گہر بولا کہ مر جاجی او
 سنے سیاہی نے یہ کہنے لگا جل پر
 باز کے کانوں میں تجھے کر دگا حباب
 بنے نے سنکر کہا کہ کرچ میں کچھ ہے
 سیل نہی مر جاجی تم مجھے کرچ نہی
 ہو جو حکو نامہ لاجی کے بنے پر

ساجی کہو یہ کہا باج اسی کا نام دان
 فائدہ کیا ہو لگا جوٹ سی کو کھنڈل
 اتنے کہا دو دہات کچھ نہ اور اسکا
 سول لگا پوچھنے باز کا یون گہر گہر
 ایک کھیر نڈار کو اسکا گھنا جاوے
 بنے نے دل میں کہا وہ جو کسو نہی
 باز کے بنے کی بات بنی کے دل میں نہی
 سستی ہی یہ بہاؤ کی اس میں کیا تیری
 اسے نگہ بنے کی مجھو بہن ہے اب اس
 اسکو کھیر دیون جو بنیں کال کو جو وہ
 اسکی رسوئی ہو اس سے میں سر
 تا نہ رہی یہ بہاؤ کی رام کی سون چاہے
 تھوڑے گئے کو سوچ چون کے توجہ کر
 و اب بغل میں ہی کان یہ کہہ کر
 کر کے حساب آج تم لینے کو میرے جگاؤ
 پیسے کہیں آج یہاں پرے لے بن دھر
 منطون کو مت بکا خیرے گہر جانا
 کھیر جو تلو ہو آج تمہیں کھیر ہے
 بنے ہوئے جاتے ہو کا سکو اسے میں
 باج ہی کو در منجے ساجی سا کچھ بہاؤ کر

سنے سیاہی پہ بات دل میں بہت خوش ہو
 منہ تو کھانا تو دیکھ لہو گیا پہ باز مول
 بول اٹھنا سن پر لکھا کی کہہ رہے
 بننے کی پہ بات سن بولا سیاہی ہو دم
 منے نے دیکھائی تب کہوں گے اسکو بھی
 مول کیا پانچ سو اسے ہوئی نیل نال
 اُٹو حے کیا نا تو مین میزان کی تول
 دیکے سیاہی دغا نے کو چلتا رہا
 دیکھ تو پر ہادی پر لکھا کی باج ہے
 دیکھ کے اُنے کہا اوت پنجو سے ملوم
 نام نہیں لیتے مین پر تہی مین اسکا سویر
 ارگے جون باز بہشتے ہی اسکے حواس
 سر کو رہ اور تو نہ کو شیتا پہنچا جو دمان
 کے اُپر خاک نہ گلیو کی کرتا ہوا
 کہنے لگا مایہ کیا یہ دکا دے گیا
 سوچ کے دلین کیا بنے ہر خیال
 بارسے سو نیکی بات جو اسکی پٹے
 کہوتے یہ اُٹو کو بازہ سے نہاد و مان
 پوچھ لھا جس سو دیکو جو کوئی اترے
 سانچے شاہ باب نے یہ کچھ نوی ہے

لیک بظاہر یہ حرف نہ ہوا اسکو کہا
 یہ ہی ہوا نیل لونے جسے تول تول
 کچھ کسکو نہ لے کوئی عجیب ہے
 فرض جو کچھ مو تر اکہ جو تر اوئے
 دو سو پے اس کے نام لکے تھی سپر
 چک چک جب تیرے جہاں کا کرا
 فرض کے دو سو پچا سو کی جری جری
 بنے لے لاکر اسے خور و نشین کیا
 رام جی کے پہلو سے آج تک ہے
 یہ نہ خواہ رہے وہ نہ کہیں جسکو بوم
 کہو یا کچھ نہ تیرے رینو کا ڈیر
 جابا کہ اب ہیر و دن کے سیاہی پائیں
 نام نہ اسکا شتا اور نہ کہاٹان
 آیا مینے کے پاس رو روئے فرما ہوا
 سونگہ اور دو کی جنس گہرے شہت لکھا
 کیون مین سے ایچے بات کو شہر مین
 اور ہی شاید کوئی مجبائی تھی
 جمع سونے تا بنام سے نام سحر
 لاو تہا بنیاد و نہن تہا نہ مین
 سٹ دبار کام کا یہ ہی عیالو ہی ہے

ہاں عقل اس نقل سے ہی ایسا مال
 جانا تھا اس عقل پر باز معانی کو
 مل گیا وہاں ہی ایک آنکھ و دہشت اور
 سوزن کو رہنے دیدہ و دیکھو کیا
 ماز کی جا بوم باندہ جاتے ہیں چہرہ
 باز کا جو ہے کو آؤں سے بشار دیا
 دل میں بے آنکھ ہی فکر ہے بل و ہزار
 وار و آبی شہرین اپنے میں ایک مہربان
 بیٹے یہ رہتے ہیں میان کج ہے ام
 ادویہ ہیں جو کوئی مالک دے سحر
 سونے کا شاعر اور شہر ہے یہ نہل دیا
 تہی جو بیہی میں عقل اتنی ہی نہیں
 اب ہی ایک اور شعر حضرت استاد کا
 سنئے انہوں نے پسند اسکا جو خرمون
 تنے جان واکے بے زبانی جان
 سو یہ میان فدوی کا نئے گلے
 کہتے ہیں اب ہر طرف نرم زمین پر
 کہوں دناز سحر تنے خود و خشم جا
 بات تو وہ ہی بھی سمجھو تو افسانہ
 سرفروا اسکین ایک قیامت اور

موجب اسی نقل کے سبک انوکھا حال
 ملک ملک آنکھ اور اس شہرہ دین
 فہم و فراست کا جب بوجہ لیا انکے طور
 باز معانی بنا لا انہیں آؤں ویا
 نام جو ہو جو فقط تو یہ تخلص تباہ
 حق انہیں حق نے یون شاعر کی جادہ
 اس کے تین ہی چکر اپنے لئے ہوں وقار
 رکھتے ہیں عطاری کی رشتہ کوڑ کا
 الگ ہی شعر کی جا رہا آنکھوں تک
 پوچھتے تو یہ دین جواب دہ نہیں عرق و ہوا
 اپنا تخلص نہ ان سننے کا آؤں کیا
 نوم جو ہے اسکو باز سمجھتے ہیں آہ تین
 جو فلم ہم سے خلق نے دل میں لکھا
 مینے سب انہیں بحر میں یوں ہی موزوں
 جا کے صبا نے باغ کہوں کے گلے کا
 جلد ہی سحر و مان گرم گرم آنکھ دسی
 شعر تبادہ سیر بہر یوں کیا ہیں ڈرہ سیر
 کہوں صبا نے یہ سن غویہ نرگسے کا
 گوتش ملک آنکے جاگو کہ اب اس وضع
 کون سے معشوق کا زیر ظلم ہے بہ طور

باغین بھارتے اکھین بندے اکھیر
 کان کونست سد اگلے جلی آئی ہے
 شاعرون کی بات کا دیوے جواب دینا
 ناک کا اور کان کا انس ہوا توڑ جوڑ
 ناک کہوئی فہم کی اب یہ جواب نہ ہون
 کاشین گل ٹول یوں شاعری میں پسند
 بس چل اب آگے نہ کہہ کچھ انہیں سوچا
 کرنے پر کمر فضل انکے بویرا خیال

مثنوی مرزا فیضو کی چپکے مرنے میں

آہ واویلا زدست روزگار
 سر سے راک باز نے ٹپکی کلاہ
 سو گے دھروں کے دل غم سے دو نیم
 کیا تیر کیا کہی کیا ہے سرا
 صید اگر چاہیں کریں پوری تین
 دیکھ کر ڈرتے ہیں اب بدو کے خیل
 ترشی لپٹے کے آگے سے ضعیف
 آہ کچھ مت پوچھو اب اس کا سب
 مرزا فیضو کی چپکے مر گئی
 کھنڈر سے آسمان نے امتار

کہول دے شگام ناز کر نیو تر گس یہ پھر
 صورت تر گس مدام آنکھ کی تپلائی ہے
 شاعری کی اپنی جو لڑکوں سے لڑنا
 جوڑنے پر ناک کے جان بدون جو نہیں
 چاہئے تر گس کی طرح آگے انہوں کا تین
 شاعرون کے حق کیجے ہر کھینک
 کچے آتے سخن ہوئے غفل دہوش
 سونو غلط ہی کہو انکو ہوا انفعال

قوش خافون میں یہ غم ہے رو بکا
 رخت بر شاہین نے پہنا سیاہ
 ہاتھ دہشتیں و شکرے ہی تیم
 بک بیک ان سے زمانہ یوں ہرا
 بیچوں میں اتنی ہی گراہی نہیں
 تیر کے ساتھ اکا تہیں میں دل
 بھنگے کی نظروں میں ہے دھوئی
 کیا کہوں میں تم سے یار و غیب
 قوش خانے حکم کے دیر ان کو گئی
 آہ کا مارا ہے آئے شاہانہ

وضع دوران سخت نا انصاف ہے
 میرزا انگلیک بون چو بایاں شاد بون
 دیکھو تو سارو کو کیا خوش بند ہے
 یا کیا تیرے گہر شادی پر آج
 کبک کیا کیا مارنے میں تھپے
 حیف طعمہ ڈال کر وہ بون مرے
 کانتی تھی خوف سی اس کے پتھر
 ڈر سے بگلے بند بہر سوئے نہ تھے
 کیا کہو تر کیا تبتیری کیا بڑے
 بغلی اس کے خوف سے گرتے نہ تھے
 قاز تک جگتے نہ تھے جنگل کے بیت
 دغدغے کا کیا کلنگون کے ہر کر
 جانور آبی کے حب ڈتے خیال
 ایک دن مرزا گئے کرے کو سپر
 ہو کہہ سے جنہیلا کے وہ عیش میں
 اب بڑی بر کوڑے اور بلڈ منڈ
 مات وہ مرزا کہ جبکاشنے نام
 سو کیا اسکو فلک نے بون ذیل
 کو دن کے ٹونگے میں اور مرزا کا
 اسکو مرزا گہر سے لیجائے جدھر

دیکھو یار وہ کیا انصاف ہے
 گہو نسلے چروہوں کے بون آباد بون
 ڈنڈو کو اسے خوشی وہ چند ہے
 بنیک و غوغائی کے گہر آیا حراج
 کیسے دبیر کر رہے ہیں نہ چھ
 اور ہر اک جانور خوشیاں کرتے
 جبے سبز بر کیا تھا اسکو شیر
 کوٹے غافل خوف سی ہوئے نہ تھے
 قمری اور میتر لوے اور اسے ملے
 سر کو تیکھوں کے تلے دہرے نہ تھے
 فرقے پھٹتے گہو لیکن سچیت
 زندگی کا اپنی غما سارس کو فکر
 کینچ لاتی تھی حواصل کی بھی کہاں
 ہو گئی اس میں ٹک اک طعمہ کو دیر
 لے چلی مرزا ہی کو نیفے لگا
 گرد جگتے بہرے بن چروہوں کے جھنڈ
 آبد شیر ع کا زہرہ تمام
 مرے ہی چپک کے بگڑا عیہ نیل
 سارو اڑ جائے منہ پر یاد کہ
 لونڈی سے کہہ جائے خوشی ہندی

لہر کی بی بی سے یہ گرجائے فرار
 اب دو پیاز سے خوشی کہا ہے سب
 تہی چڑی مارون پر مرزاجی کی کر
 ہاے جس دن سے وہ یار و مرگئی
 ملکہ وہ کہتے ہیں خاص و عام میں
 لینگے نیسے سابق اور اب حال کے
 جب نکلے گھر سے وہ بازار کو
 دیکھ کر اُن کے تئیں نیسے تمام
 اُن سے یہ کہتے اگر منظور و مرم
 ست چڑاؤ پشتکیوں کے جالور
 بیج دو جلدی ہو اب کہیں
 اس سخن کو جس گڑھی شستے تھے وہ
 بہ نو بنے کیا کئی اک روز میں
 جب سے مرنا ہو گیا اس کا یقین
 اب کس وجہ سے نہیں انکو پہنچیم
 ہاے ایسا غم نہیں اُنک ہوا
 گہر ہوا مرزا کا سب ماتم سدا
 گر گریبان چاک یارون کے خضو
 ہاے تہی چپک جودہ تو آپ تہی
 کہو لون ہٹا آسکو جن جب توار سے

کون بہر و اکھاو سے کچھ غراز شکار
 میرزا بوٹی کو ترسین بن غضب
 نصف اُن کے جتنے بکڑن جانور
 سب چڑی مارون کے سر سے کر گئی
 میرزا اُسے ہمارے دام میں
 ورنہ پینوا دین گے جاگنو ال کے
 تیز کرتے دہان چڑی کی دمار کو
 بند کر آکھوں کو کہتے ہیں ام رام
 بے ٹہین اور دھرم کی اپنے ہی شرم
 جتنے ہوں پیسے اُنہوں کو جمع کر
 کہو لون میں توار سے چپک کے تئیں
 دو دہین کہتے تھے کہ جو چاہو سولو
 راج پوتانے سے آئیں رشتو تین
 ایک خر مہرہ کوئی دیتا نہیں
 دیو سے اُن کو کوئی اپنی بائیں شیم
 میرزا جی کا دلی نعمت سوا
 پڑے کو آئے میں یار و آشنا
 پون بیان کرنے میں اپنا منہ سورا
 اپنی تو یار و وہ مائی باپ تہی
 ماتمہ بر آتی تہی وہ اس سمار سے

بزرگ گل مبطرح جہو کر باد سے
 پہنکا جب صید پرین اشکو جا
 جس طرح معشوق بعضے کی نگاہ
 کیا کہوں ایسی غرض اڑتی تھی فہر
 پودنے نے یہاں کے جگائے میں جا
 پودنے سے شستے ہی اس بات کے
 مجھ کو بچپن سے رہا ذوق شکار نہ
 خوب سائے میں کیا ہو انکا دیدہ
 پر بہنیں دیکھا میں ایسا جانور نہ
 تھی غرض ہر جانور اور وہ میر نہ
 کیا کہوں چپک تھی یا بغیر تھی
 شستے میں یہ درد جسم استنا
 واقعی یہ غم تو میگنا گوار
 غم میں اُسکے میرزا ایتنا زور
 گو پہنسا تھا دام میں میرے جا
 غم کو اپنے دل سے ابج توف

چنگہ پر بلبل کیے ادسے چاد سے
 اس طرح جالانگنی کا فسر ادا
 خون عاشق کا کرے ہے بے گناہ
 پر ٹکٹی تھی دھوم اُسکی شہر شہر
 ایک مینا سے کہا یہ ماجرا
 اڑ گئے مینا کے ٹوٹے ناتھ گئے
 بالامین برگند سے نے تاج پیر مار
 ریش پنجالوین کی اُسکے سفید
 ہو دے چپک اور اڑے وہ قازیر
 گرہ نہ اُس سے بچا سو ہی وہ تیر
 بازی پیچی تھی یا شاہین تھی
 اُن سے کہتے ہیں کہ بچے میرزا
 پر خداوند ہی سے کیا اختیار
 مت کہیں اور روئے ان کہوں کو
 اوج پر تیرے نصیون میں نہ تھا
 چون کیا سو اپنے قصہ مختصر

میرزا فاخر مکین کی ہجو میں

لوگ کہتے ہیں کہ ایک شخص نقل کرتا تھا کہ میرزا فاخر مکین صاحب اپنے شہنشاہ
 علی حزیں کے برابر جانتے ہیں اور سب وضع انکی نشست و برخاست کی اختیار کی

بلکہ اپنے نہیں فصل و کمال میں اسے بہتر جانتے ہیں اور انکے اکثر اشعار پر مصلح
کی ہر چنانچہ پرہ مشنوی حب علی مرزا صاحب کے یہ ہے

مثنوی

بسج ہو وہ یا کسی کا ہوا بجا
نہ تو عالم بہا وہ نہ جسج مدان
لڑکے مکنت میں وہ پر پانا بہا
لڑکے اُسے نے خرم و مسرور
صحن مکتب بھادان کی باز بگاہ
مصلحت اُسے لڑکوں سے ہون کی
دیکھے بنے سبھی وہ بجا کبیل
سارے کبیلوں وہ نرالا ہے
کیا ہے وہ کبیل تم میں ہی
لڑکے جو بنتے ہیں صغیر و کبیر
کبیل اُسے یہ خوشتر کہیں
ملکے شاہ جان سب انکو بناؤ
کہا اُسے کہ تم سنو اس طرح
ستہ میان جی کا تلک کے رجا
کے قدرت خدا کی دیکھو ہون
کچھ سے کچھ حق کی ہے یہ
شکل شاہ و خزان کی جیسی ہے

ایک نقل آئی ہے مجھے اب یاد
ایک ملا بچہ شاہ جهان
بین میں اسکو کچھ کہہ آتا تھا
بکہ بناؤ شعور سے سعدور
اُس سے دشت کو بہی نہ دل میں
ایک جوان میں بہا فہیم و ذکی
یار و ہم کیلے سو طرح کا کبیل
کبیل اب میں نیا نکالا ہے
لڑکے بوئے کہ بہانی جی فرماؤ
کہا اُن نے کہ بادشاہ و وزیر
اُسمین جندان تو یار و لطف نہیں
میان جی کو کسی طرح بہلاؤ
ہنسکے وہ بوئے ہوئے کچھ طرح
صح مکتب میں پڑے جو اُسے
پوچھیں جو کیا ہے دیکھنے کا
ہو گئی شب میں آب کی صورت
کہا ہوں میں کہ آج کیسی ہے

بحر حیرت میں مومن یہ دیکھ کر عرق
 برہم ہے نہ راجا و جو ان پاس
 تم تو سنبھو مو اہمی عقل و شعور
 مطلب اس نے جو کہہ کر ہر اہمی
 نہ رہا اسکو یہ بنا بہانہ نک
 نہ کے ہڑا یہ اس کے دل میں خیال
 اس کے ارکان نہ لاکے نافے اق
 آئیں گے و بکھنے کو میرے گھر
 کہ میں پیدا کروں وہ خصلت خو
 کرے مجر اسلام اور تسلیم
 عرض آفاق میں جسے مو عقل
 بنے یہ شیخ اپنے یوں بگمان

سر مو کچھ رہا نہ باہم مسر
 کہ کہا کہا قسم بدلا و سو اس
 بنیں گے جو بنا و گئے ہر دور
 لڑکوں سے سب وہ بات بکی تھی
 شکل شاہ جہان ہوں میں شک
 ہو گا شاہ جہان کا جب کہصال
 میرے دیدار کے ہوئے شفاق
 بس میرے واسطے ہی یہ بہتر
 خلق شاہ جہان سمجھہ مجھ کو
 مکروں میں فرشتے کی تعظیم نہ
 سمجھے ان کے مطابق اپنے نقل
 جسے ملا بنا تھا شاہ جہان

شیخ کے سے نہ نجات میں نہ کمال

شیخ ہونا انہیں ہے آخر کمال

حکایت عابد بیابا اور کعبہ کی راہ سے آنکھ پر آئیے احوال کئی
 عبادت کرنہیں نے حق کی و طاق
 ساز و روزہ میں گزرے نہی اوقات
 مصلے پر سے آتے تھے نہ اکمل
 کیا جب آنکھ کی سہ مہ خاک غلین
 اٹھاوے جو اوہوں کا آقا و ا

حکایت ہے کہ اک عابد باقان
 خدا کی یاد میں رہتے تھے دن رات
 بحر بیسج رہتے تھے وہ بیکل
 مردوں کی جوئیں پر نور عینین
 لاشک اسکا ختم نہیں ہو ما و ا

عرض کیا کہ ان کی ذات عالمی
 جہان وہ گارڈ دینے اپنی سواک
 سوئی عازم وہ کعبہ کے سفر کے
 ملے اک روز سودا سے وہ ناگاہ
 مسلمان جو ہوا سکو سے یہ لازم
 نجات اپنی یہ گر تجکو نظر ہے
 یہ بہتر ہے کہ جل ہمراہ ہے
 کہان تک اسی دوانے زیر افلاک
 کر لگا بادہ خواری باد و دے
 سوزن کی صدا سننے سے رکھ دوق
 رکے کا تو سخن میرا جو منظور
 اگر یہ بات میری تو نہ مانے
 غرض اسکی کہان تک کیجئے شرح
 جنہیں ہے یہ بھی خالی از کرامات
 ہر آسکے بعد سامان سفر کر
 یہ فرمایا کہ مرکب پر کرو زمین
 جو اسباب سفر ہے کر کے تیار
 کہا سودا سے ہم تم میں سے ماری
 وہ لولاون سوار کیا دے فکر
 حلا کوادون میں ہر زمارت

از مٹی ہی کرالون سے حالی
 لگے تہی ناشیاتی سیب و زناک
 کہ ہوں نامتکلف خالق کے در کے
 کہا مجکو ہے قصہ کعبہ اللہ
 کہ تا مقدور او دیر کا سو عازم
 تو امرزش کا موجب یہ سفر ہے
 جہاں ہم عفو دیاں سب ہوئے ہے
 رہیگا سیکس کے در کی خاک
 رہے گا متعجبون سے ربطا کے
 کہ ہے وہ لجن داودی کے مافوق
 ہے گا حام شربت از کوف حور
 کرے گا یاد کہتا تھا فلانے
 کیا ہی ہم سفر سودا کو طرح
 لیا ایسے کو سمرہ کر کے دوات
 کیا دونوں مل کر قصد او در
 کہ ہے وقت سحر تلخ رہن
 اسے ڈانوبہ پشت بار بردار
 کرین مرکب یہ پیش و پس سواری
 نکلیجے آپ حضرت اسکا کیا
 حرم کو شہ سے حلائے سعادت

بہت فرما رہے اسکو یہ کھرا
 سوار اپنے جوئی مرکب پہ جب
 اٹھا ہر ایک عہدے کو خوش آمد
 کوئی نے پیکر ان اور کوئی مال
 مصلّا کوئی سریر رکھ کے اسدم
 بوضع خوشن آتش مجمع کے اندر
 غرض دو چار کی تین منزلیں ط
 رہی جب باخوبن منزل لٹی کوڑ
 نصیون کا میں آگے گیا کہوں پیر
 کیا غارت انہیں لہا ہی اک بار
 نہی ان کی یا تو وہ کچھ عظم اور ان
 گردن کیا آگے ان غارت کی تعمیر
 پیادہ کس طرح بہہ کاٹے راہ
 نظر کر بعد غارت راہ کا رنج
 نہ زاد راہ پاس ان کے نہ مرکب
 توکل پر چلین کھینچے بہہ کیا ذکر
 کہو عمامے کے جانے کا مذکور
 سلیمانی کی گہہ یاد آتی تسخ
 کہو کہتے مصلّا تھا چکن کا
 کہو کہتے کہ یارو کھا عشا تھا

ساما آئے جب تھ مو کے لاجا
 مرید ان کے موئے گرد انکسب
 عشا کوئی کوئی نے مور چل ہاتھ
 کوئی حضرت کے آگے کوئی ونبال
 جلاصلوات پڑتا شاو و خورم
 بر نہ یا و سر سودا قلندر
 کہ شیطان نے کئے تضاق درپے
 وہ پہنچے کرتے حضرت کے قدم
 ریدون کے سمیت انکو لیا گہر
 نہ چھوڑا ایک کی تسبیح میں تار
 رہے یا ایک ہر امن کو حیران
 نہ تھی جزو نہ ہاتھ انک تسبیح
 عشا گرہ گیا پاس انکے سواہ
 لگے کرنے دل اپنے میں شش و پنج
 اب ان سے غم نہ کھینچے کا مذکب
 انہیں اس بات کی اپنے بری فکر
 کہو تھا فکر ہر امن سے دل جوڑ
 ہوئی جاتی تھی جسکے غم میں شرح
 کہ جسیر تھا چکن کا رد کن کا
 برتے حضرت کے مسکے ہاتھ کا

لیا کیا مکا سیہ ی کر کا
 عقیقہ شہخ کا جو ناس و ان بنا
 بہو کہتے تھے جو معنوم از حد
 رہ میرے پاس جو کچھ بنا سو کھو یا
 نے جب اس طرح اس سب سے
 مریدوں کو نہ تھی یہ سن کے نہا
 کیا اس غم نے انکو کہ دل ریش
 تری اس امر میں اب کیا جی نہ بر
 ارادہ نہا کہ وہاں جا کر مرین ہم
 جواب ان کو دیا سودا نے شنکر
 یہ اب اس حال سے کہ کہو نہ جا
 چو گے کہ کو تم اپنے کس اسلو
 کہا حضرت نے شنکر تم جو گمراہ
 صوم کا فرض ہے معذور پر طوف
 مرید از بس ہے کہ چلے کو مایل
 سخن حضرت ہمارے کا بحر عقول
 کہا سودا نے شنکر تم جو مختار
 غرض جیت پہرنے ہی پہ پھری
 جوئے تیرے صبح حیر منزل سے رہی
 کوئی کچھ نہ فرمایا کہ احباب

سفر در پیش بہ آیا کہ ہر کا
 اگر کیا تو قیمت بین گران بنا
 بنانے کون سی تھی ساعت
 اور اپنے ساتھ یاروں کو دبوٹا
 تو جو ایسے سفر کا کیوں کہ یارا
 جز آمتا و صدقنا کے گفتار
 کہا سودا سے اسے یار و فاش
 سمین آئی نظر کچھ اور تقدیر
 بنائے گرجہ آئو کیا کرین ہم
 جو فرماتے ہو تم ہوئے کا بہتر
 بہلا وہاں جا کے مٹھ کھو کیا
 ہے اسے قصد اور سر کا کہین
 نہیں ملے سایل سے کچھ لگا
 کیا بیان مال آگے جانکے خون
 کہے سودا سے باہم ہو کے اکیل
 ہیں سے حج اٹھوں کا ہو گا بھول
 سخن میرا نہ خاطر میں کرو بار
 نماز ظہر پڑھ وقت سپہری
 پھر آئے شام وہاں جو گزشتہ
 مشہور ہوئے لگا خور و خواب

ہو سودا سحر قصہ یا کہانی
کہ جو وہ سنیں اس کی ربانی
نہ کہا سودا سحر کو خط
منجھ قصہ کہانی سحر کی ربط
تمام ہوا انتخاب قصاید اور مخمسات
اور مثنویات مرزا محمد
رفیع سودا کا

مرتبہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کا شہ	یار دستم نو بہ سونو چرخ کہن کا
بہانا ہے عجب طرح سے بیاہ جن حسن کا	سبجوگ یہ کچھ باندہا ہے دلدہ کہن کا
وہ تار کفن کا ہے جو دور اتھا لگن کا	دو رنگن اس بیاہ کا زہار سناو
کردار فلک میں نہ جھٹھا یوں تو جانو	گزارے کے گہری شے میں سب زانو
بہر طاس بر اخون کا اور نام لگن کا	غم دل بظاہر کے جگہ ہندی کی چھایا
شیشہ کا عوض بیل کے تیرے پہ چڑھایا	دولہن کو بیل جوڑ کے زرد سال بہنایا
ہے خلعت نوشکے نے فکر کفن کا	اور کیا کہوں میں یا یوں جیت نہ برائی
چھاتی ہی زرد مرد کی دھرت بھائی	گھر کو یہ عوض نوشکی کے گل لگائی
تے سوچے مرگز یہ یا تار کفن کا	کیو مکرے تماشہ کر جرخ نفاہ
آہن تو موئی موئی اور شک ستار	برائے سچے موئی آتے میں ستار
منہ دل کا زار ونچے ہوا رشک دہن کا	آرٹھل ایس بیاہ کی میں کروں انظار
کس طرح تھی چشم خلاقی میں سودا	ہر زخمی کی زبان کہات تھی کن خوشگوار
سر لو تہہ یہ جادو تھی گویا رشک چین کا	سینے کو سوار میں زن و مرد کو مٹا
لش کو خیم اس کے تماشہ کو توتا	ارٹھل شادی کی بل گھر کو یہ توتا
چوڑا کسی سمدھن کئے کیرا ہی ترن کا	

رنگ کیلے کا تادی و بکلیں محبوب طور
 معلوم ہوا تاج براتی میں کے غور
 کاٹا ہوا سر تہادہ جو ساجن کا جٹا و
 دلہن کے لئے آستین دولہہ کی چڑھا و
 جو خواجہ کے دولہہ کے لئے مندی کا آیا
 دولہہ کا ہونا تہہ میں دولہے نے لگایا
 دھبہ کو شب عقد جو بہن کے سنوارا
 جبکہ نے سب کچھ تھا گیارہ میں مارا
 نہ کہ کو تو اتار لگو کر دیکھ جو ہے
 لوتہ آمی ہو سکے ہیں کہاں بیٹھے وہ ہے
 کیا تہ کی سواری کے کوئی قلعے کو باندھے
 چہرے کشین سیر سے کہاں کے ماندھے
 گرد آسکے براتی سر دینے سے خاک
 فریاد و فغان لگے سر برگینہ افلاک
 کہتا تھا سر اک دیکھ کے دولہہ کی سنگت
 ما باپ کے لڑکی کی مٹھائی ہاسے کدورت
 دولہن کے جو گھر پہنچے تو خستہ دہے گل و
 کہتا تھا سر اک دور و قریہ ہر گھر دم
 کہتا تھا سر دینے بیانیے دہل و دف
 تھا عروسی مچھر کے عوض سینہ برف

جز خونکے جینو کی تہا کیوں نہ لکچہ اور
 رنگ کیلے کی جا انہیں نہ تہا لکچہ
 گردن کا خط زخم تھا شکے کا کلا و
 ساجن کا پہرہ ستوری کہیں کے وطن کا
 تہا خسر خسر پوریکان خون چلا
 پہرہ رنگ بھر شادی نہیں کیے چلے گا
 بولا بہر زندا کہ خدا سسر بہنیں چارا
 کیا فائدہ اب اس کے سنگار اور بران کا
 اور خاک کہو کہو سر ایندڑ دے
 اب وقت بہن اور کس حیثیت منجھ کا ہے
 بن سرے آتے ہیں اس سر چارے کا نہ
 اس طرح چڑیا بیاسے شہزادہ
 سب جاگ گریبان کے باندھنا
 نے تنگ تہا رو کا بہر دیکھ زنگا
 اس کہہ رو کی شاید مونی ہے گور سے
 چہو لگیا سہاگ اسکا تن اس کے تہن کا
 پہنیں سر دینے کو ہم ملے زن و مرد
 اسکو نکلو عقد یہ عقدہ تہا بونکا
 مانم کی بچی دیکھی مندی کے تہے
 برا ایک کا دل اس میں لگا رہا لکچہ

دولہا کے لئے لڑ رہی تھی
 جہاں سے نہ جاتا تھا
 شہریت کے تو وہاں سے گیا
 جو بہو کی جگہ خون جگر کہا
 دولہہ جو سلامی کے لئے سامنے آیا
 اور اسکے لئے خلعت شادی پہن گایا
 بیچنے کو دولہا کے بیچ کیا لاؤں زبان
 بیچے تھی دولہا کے بے مقصد جاوے
 ماکہ تھی تھی دولہا کی برادر کو
 اب لوگ غم کے ہی کہتے ہوں گے
 یہ بولتے ہوں گے وہ جو ہیں گے جو آئی
 دولہہ کے تین شکل زولہا کی خوشی
 کوئی تو کہہ گا کہ عجب ہاگ کی دولہا
 بولے یہ کوئی شہیدہ یا کہ نہ تھی
 دہی کے شادی یہ لگی کیوں شامل
 دے کوئی اس کو دینے جیت کیا گل
 جہیدہ بن بن کیجے کو خفا کیا
 اور خلق سمجھتے ہیں دور دور کہا
 کا جلا چاہے کیونکر وہ تباہ
 میں کو کس طرح میں سمجھوں

دولہہ کے لئے لڑ رہی تھی
 دیتا تھا گمان خلق کو باخ زہین کا
 پانی کے لئے سارے قبیلے کی گئی جان
 شادی تھی کہ طوفان تھا اک رخ و محن کا
 گھوڑا تو کہاں تختہ باہوت نکلیا
 دو باہو میں باہ کے دن رخت نہ کاٹو
 اگے تو جداتن سے ہو دولہہ کا جلا
 تھی ماتہ مہار اس کے جو باہمی شادی
 بیٹی کے رنڈاپے سے یہ مجھ کو غم
 اس دولہہ کو پیرا نہو ایک دولہا
 کرنا ہے شہر عقد کوئی گھر سے جدائی
 دیکھ آ رہی مصحف جو کیا قصد نکلا
 یہ وہ یہ کہا لگی ہوئے ہی شہا گن
 مارا ہوا دولہہ جو کون اسکے دھن کا
 جسے کہ رہے غم میں سدا جزد سحر ناکل
 گھر کو چ رسالت کی متا سہ و دھن کا
 سن سن کے گذری بن محجہ بیٹے رانین
 کیا فکر کروں انکی زبان اور دھن کا
 بن سرتن و اما دے میں کس کو کہاؤں
 اس شادی میں جہاں رہ گیا اسکے تین کا

<p>مقبہ دیکھنا بھی کام ہے اسکو ہوا سنگ شیشے سے فلک کے بہت عقد گر سنگ کرتی تھی غرض بین جان ماور و خضر چہت اسکے کہوں کیا بین کہ ان کو گلو سوداگرز اپنے نواعمال سے چون اس جلاہ بین اب بزرگی ہوئے سنگ تن ملک سے کیا جسے کہ یوں اسکے تن کا او سجا یہ نظر آئے تھا نگارہ محشر ہوتا ہی جگر آب زمین اور زمین کا اس مرثیہ کے کہنے سے کہہ دل بین شد</p>	<p>اس جلاہ بین اب بزرگی ہوئے سنگ تن ملک سے کیا جسے کہ یوں اسکے تن کا او سجا یہ نظر آئے تھا نگارہ محشر ہوتا ہی جگر آب زمین اور زمین کا اس مرثیہ کے کہنے سے کہہ دل بین شد</p>
---	---

جس روز تہارت پہ قیامت کا ہو خورشید

سایہ ہو مرے سر پہ شہید کے چہر کا

نقطہ

شیر

شیر

ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>مفرد و رہنمائی اسکی تجلی کے بیان کا پردہ دیکھو تعین کے در و دل سے اٹھنا ایک دیکھہ صنم خانہ غنچ آن کے استخ اس گلشن ہستی میں عجب دیدہ لیکر دیکھنا ہے لیجا کے تجھی مہر کا بازار سودا جو کہو گوشش و محبت کی سننے تو</p>	<p>جون شمع سراپا ہوا اگر صرف زبان کا کہلتا ہے ابھی بل میں طلسمات جہان کا جون شمع حرم رنگ جھکتا ہے زبان کا جب چشم گہلی گل کی تو موسیٰ خیر کا لیکن بنیں خواہاں کوئی وہاں جس کا مضمون یہی ہے جو میں دل کے نغان کا</p>
---	---

ہستی سے عدم تک نفسِ حید کی ہے راہ

دنیا سے گزرنا سفرِ ایسا ہے کہاں کا

<p>برسنگ میں شہارِ برتر ہے ظہور کا پر پڑے درود حسن صبح و بامح و یکہ تو خروں یہ آئند کہ ہم آغوشِ عکس ہے یکس کوئی سے تو ہے صیدِ دل کا ہم تو نفسِ میں آن کے خانوش ہو رہے</p>	<p>موسے بنیں جو سیر کردن کوہ طور کا جلوہ ہر ایک بر ہے محمد کے نور کا ہو دے نہ جھکو یا نس جو ترے حضور کا گویا ہے یہ چراغِ غریبان کے گور کا اسے ہم صغیر فائدہ ناحق کے شور کا</p>
---	--

سودا کہی نہ مانیو دا عظمیٰ کھنکھو | ادا زہ و بل سے خوش کیندہ دور کا

ساتی سے کہ کہ ہے شنب بہتاب جلوہ گر

دے بسہ پویش سو کے تو ساغر بلور کا

گو شب کسی کے گہر میں تو امہ حسین رہا | پروا نہیں ہمیں بھی کہ دل وہ نہیں رہا

کیا فائدہ کہ در پے تحقیق ہم رہیں | ملنے سے جسب کہ رہ گئے پھر تو کہیں رہا

اسباب دین و دنیوی کب بجا خیال میں | نیراہی دیہان نامہ دم و البسین رہا

نکلا کسی ہی طرح نہ دل سے ترے حجاب

سودا سے یار تو سودا شہر گئیں رہا

ہمارے خانہ دل کو ہی روشنی سے کیا | سوے داغ نہیں دخل بیان چراغوں کا

ابھی تو نرم میں آئی ہیں ترے ساتی | کوئی دنوں تو مزائینے دے آیا غوں کا

کیا میں گہر سے ترے اور با رقیب | مکان مرغ جن آشیان ہے راغوں کا

سنے ہے ملنے کا سودا سہ قصہ مست کر یاد

آہا کے لگا تو کب بارید ماغوں کا

جب خیال آتا ہی اس دل میں ترا اٹھو | سر نظر آتا نہیں دھڑ پر مجھے دو عار کا

دیکھتا ہوں بار جس گہر میں میں نکلو جلوہ | مہر کو وہاں حکم سے خار سردیو ار کا

عاشقوں کو شیخ دین و کفر سے کیا کام | دل نہیں دے اہستہ اپنا سجدہ زنا رکا

تھک دکھا دے اپنی ساتی چشم سیکون | محبت ہو جاوے بندہ خانہ خوار کا

ایک پونچھوں ہوں میں اپنی چشم خون | جائے کار ایک تختہ سیر گلزار کا

آخرا کے واسطے اس بائیں سے درگزر | کل میں سودا یوں کہا داماں گہر کا

تند سو بولا وہ بانگ چہرہ دامن کو مرے

راست ہو جائے کہیں دیکھا ہی نہ ملو اگر
 پہلو سے صبح دلدار اٹھ گیا
 روز وصال کر کے شب تارا اٹھ گیا
 آہ و فغان کی آج جوتی بنیں صدا
 شایدا جہان سے بیمار اٹھ گیا
 بدنام تو عیث بھی کرتا ہے ناصحا
 موت ہوئی تون سے سہو کار اٹھ گیا
 غیروں کو دیکھ نہ ہم ٹھیکے ہوئی ترے
 جب کچھ نہ بس ملا تو میں ناچار اٹھ گیا

وعدہ جو پیر دینے کا دل کے کیا ہتا شوخ

سودا نے جب کہ مانگا کر اٹھ گیا

دیکھ کر جو گئے ہیں ترے پورون پر حنا
 بازہ ہاتھوں میں تمباکرو کی گورون پر حنا
 دست رنگین کی تمباکو جو ہے چارون
 اندون آفاق میں ہے زور شورون پر حنا
 بہر گران ہے عہد میں اس یار فراق بند
 ہاتھ آتی ہے جان میں اب کرورون پر حنا
 یوں لگا فراق تو اسے مٹا سکے ہاتھ
 جس صفائی سے لگے ہر گز نہ دورون پر حنا

دل ندون اسکو یہ طاقت تو ہی اب مجھ میں نہیں

کیا کروں سودا، اب تو اسکی زورون پر حنا

نہ رسم اس جہان میں ہے نام رہ گیا
 مردوں کا آسمان کے تے نام رہ گیا
 مگرے تو بوجھا ہے جگر پھر یہ کس نے
 چلے کا اشک کر کے سدا انجام رہ گیا

بوسے کی آن ہوں سے تو سودا جو بس نہ کہہ

جیسے کہ مانگ مانگ میں دشنام رہ گیا

تاثر عشق نے مزہ درد کہو دیا
 اس نسیان دیکھ مرا حال رو دیا
 نسخہ ترے مرغن کا جیسے کو جو دیا
 دیکھ اس نے حرف حرف کو اور کدو دیا
 دیکھا میں جب گلے ترے بار دست غیر
 تازہ لکھ میں اشک کا وہ پرو دیا

عاشق ہے ذلیف کو نہیں جہد و سہم میں لہر	ہم لیکے اسے جہن مسمت بے جو دیا
کارا ہزار رنگ سے صباغ عشق نے	جس پارچے کو رنگ میں اپنے ڈلو دیا

سو دایرے غلش پہ زخود رنگی کی راہ

کاشا نہ پابن میں سے فلک نے چہو دیا

بہار ساز سوزان ہے یہی ڈنگ آتش کا	کر کے ذکر میں اُرتا ہی منہ سے رنگ آتش کا
مجھ دو دن فلک تو گہر میں رکھ کر تنگ آتا ہے	سمندر سے زمین دیکھا کہ ہو دل تنگ آتش کا
مشابہ بار کے نوسن سے اک کو تباہ بین	طرح بجلی کی میں دیکھا نہیں خنک آتش کا
دل نالان معجون کی سی گرمی ہو کہاں آہن	بیانی قاتلے لیلے بند ہے گورنگ آتش کا
فرنگی کوئی اب غیبیخ کے عہد سے برآوین	اگر باند میں پہاڑ اکر و روز خنک آتش کا
وہ جو یہ کشتی لشکر ہوں اس بحر میں کما	آدھانا عاریابی کو جلا نا تنگ آتش کا

نہے دل آتشیں رخسار پر سودا تو اب کیونکر

وہ شعلہ دیکھ کر جب ہو گیا میں تنگ آتش کا

باطل ہے ہم سے دعویٰ شاعر کو میری کا	دیوان ہے ہمارا کیسہ جواہری کا
آئینہ خانہ میں وہ جو وقت آن بہتا	پیر جس طرف دیکھو جلوہ دیان سری
جز خود دل نہ پتھوں ہرگز کج و طایان	اسے خضر کب ہوں نری محتاج بہری کا

طالب میں سہم و زر کے خوابان بند سودا

احوال کون سمجھے عاشق کی بے زری کا

جس سے کیے گرفتار زلف و کامل کا	کہ اس قدر ہی بریشان حال سفیل کا
کہ ہو گزرنی کیا خاک پر مری ظالم	میں ابتداء ہی ہوں کشتہ ترے تفاعل کا
فلک خوشی سے توجہ کو نہ عوشر کرے کر	سواے غم سے ہے مایہ مرے توکل کا

خبر شتاب بے سود اگے حال کی پیار سے
بہنیں ہے وقت مری جان بہ نامل کا

سودا بہ کیا کر گجانت اس طرح کا ہونا | عالم کو اسے دو آنے ست ہتھ لے ڈھونا
سرتا قدم جلا کر جب تک کرے نہ پانی | جون شمع داغ دل سے شکل بہت دھونا
حس طرح جانتا ہے دنیا میں زندگی کر

لیکن تو یاد رکھو عاشق کہیں نہونا

دامن صبا نہ چو کے جس شہسوار کا | بیچے کب اُسکو ہاتھ ہمارے غبار کا
موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سے | دل خاک ہو گیا ہے کسی بقرار کا
خون جگر شہاب و تر شمع ہی چشم تر | ساغر مرگرو بہنیں انہر بہار کا
سو پانچا کیا جنون نے گریبان کو مرے | لینا اب حساب جو یہ نار نار کا

سودا شراب عشق نہ کہتے تھے ہم نہ بی

پایا مزا نہ تو نے اب اُسکے خمار کا

تو نے تری نگہ سے اگر دل جباب کا | بانی بھی بہر پیریں تو مزا دے شراب کا
دورخ بھی قبول ہے اسے منکر دیکر | لیکن بہنیں داغ سوال و جواب کا
تھا اسکے دل کو کشمکش عشق کا داغ | یارب بڑا ہو دیدہ خانہ خراب کا
زائد سبھی ہے نعمت حق جو بر اعلیٰ و تر | لیکن عجب مزا ہے شراب دُکاب کا
غافل غضب سے ہو کے گرم برز کہ نظر | پیر پیر شرار برق سے دامن حجاب کا
قطرہ گرا تھا جو کہ مرے آنکھ گرم ہے | دریا میں ہے ہنوز پہو لا حباب کا
اسے برق کس طرح سر میں جیران جون | نقشے ہے ٹھیک دل لے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدہ تحقیق کے حضور

جلوہ ہر ایک درے میں گرفتار کا

کرنے لے جیکب جیوڑا نکلیا تاشیہ کا
 رہے کوئے کی لے قبت میں تلاتا شے کا
 ہمیں ست کہیو کچھ منہ نوبی کہلو انا شے کا
 کہ خون دار اُسے پینا پیٹ بہاتا شے کا
 کہی کوئی آن بیٹے میری جودل پاتا شے کا

سجائے حال کس قاتی کو یاد آتا شے کا
 صحن اس بچے کے پر کہہ جائیگا منہ نہ
 بیان بدست شے شب بزم میں ساتی جو جوا
 مشابہ کسی انکھوں سے بڑی ہے شے کی
 نہیں وہ صحت بخانا بے بہری ساتی کی

سجائے یاد کرو تا ہے کسی کے دل کے مدد کو

کہیں مگر اچر سودا کو نظر آتا شے کا

خون ہے سودا پر ثابت مر منھو کا
 چشم ہے یارب مر می یا منہ کناسو کا
 حکم رکھتا ہے طیبو مرہم کا فور کا
 ہون میں سائرش کسی کی نر گس محو کا

برقہ پر ہے تری خبت دل اس بچو کا
 بو بختے ہی بو بختے گزری مجھ کو روز
 آفتاب صبح محشر داغ پر دیکھ کے مر
 کیا کروں گا ایک دھڑکا تہہ سرخورد

اس قدر بنت الغب سے دل میری سودا کا بڑا

زخم نے دل کے نہ لجا منہ کہیو انگور کا

پینہ د داغ میں ہے ربط دیا بانی کا
 کہیل ہی ضد سے مری چوڑ دیا بانی کا
 سدرہ منہ کے عسکر علی جاتی کا
 اتنا مت ہو تو سودا سے خرابا بانی کا

نہی ہے رات میں اب نو رنگ حسن کی کا
 نو رنگ وہ خوچ لکے مجھ کو کتابت سے
 کس طرح نری راہ میں گہر دن کے کوئی
 یہ کہا شے نے شیطانے کہ آج سے مل

کہا اے کہ میری اس میں وسعت میری
 لک میری خوف نہجے آب کی بڑائی کا

کھلا لکھوں بن اگر تیری بیوفائی کا
 زبان بھر شکر میں قاصر شکستہ بائی کے
 مرے سجد کی دیرو حرم سے گذری قدر
 دماغ جہر گیا آخر ترانہ لیے غرود
 کہہو نہ پہنچ سکے دل سے تازیانہ بھر
 دکھاؤں گا تجھے زاہد اس آفتِ دین کو

لہو میں عرق سفید ہوا سنائی کا
 کہنے دل سے مٹا یا غلشِ ریائی کا
 اکھوں ہون دعوت سے ترے در چہائی کا
 چلا نہ پٹے سے کچھ بس تری خدائی کا
 اگر میان کروں طالع کی نارسائی کا
 خلل دماغ میں تیرے بحرِ نارسائی کا

طلب نہ جرح سو کر نانِ راحت اسے سودا
 بہرے بحرِ آبِ بہہ کا سارے لے لگدائی کا

کھینچا نہ میں جہن میں آرام کی نفس کا
 ہوں عند لیب لیکن سوا ہوں اس جہنم کا
 مجھے صید اتوان کے احوال کو نہ پوچھو

صیاد تیری گردن سے خون امیروں کا
 جس میں کہ سبز ہونا ہے نیک خاروں کا
 محرومِ زنج سے ہوں مردودِ خون کا

پردانہ شمع رو پر کیوں بوا لہو سے سودا
 شعلے کے گرد بہرنا کب کام ہے لگس کا

مویہ دیوانا مرید اس لطفِ کسیر کا
 جو کہ ظالم مودہ گرگز ہوتا ہوتا
 ایک دن تجھے سلکِ بہنیں نہ کھانا کا
 توڑ کر تجھ کو مسجد بنا کی تو نے

سلسلہ بہتر ہے سودا کے لئے زنجیر کا
 سبز موتے کہتے دیکھا ہی کہہ شمشیر کا
 اسے جس حاصل کچھ اس فریادِ تائیر کا
 برہمن کے دل کی ہی کچھ فکر کر تعمیر کا

سہم و زر کے آگے سودا کچھ بہنیں ان کی قدر

خاک ہی رہنا بہلا تھا بلکہ اس کی سیر کا
 جی رہا مجھے یہ کہتا ہے کہ مل جاؤں گا
 ہاتھ سے دل کے ترے اب میں نکل جاؤں گا

مطف ای اشک کہ جون شمع گہلا جاتا
 چین دے کا تہن بر زمین ہی نالہ
 قطرہ اشک ہوں پیارے مرغِ نظار سے
 اس مصیبت تو مجھ کو نہ کال اب گہر سے
 چہرِ مست باد بھاری کہ میں جو نکمٹ کھل
 نطق کہتا ہے مرا آج یہ ہر ناطق سے

رحم اے اہِ شہر بار کہ جل جاؤں گا
 سوتوں کی نیند میں کر نیکو خلل جاؤں گا
 کیوں خفا ہوئے ہو بل بارے ڈرل جاؤں گا
 تو کہے آج ہی جا میں کہوں کل جاؤں گا
 یہاں کر کڑی ابھی گہر سے کل جاؤں گا
 آن کر ہونٹہ ابھی طوطی سے مل جاؤں گا

کہتے ہیں وہ جو ہر سودا کا قصیدہ خوب
 انکی خدمت میں لئے ہیں یہ عزل جاؤں گا

ایہ دیدہ خانمان تو ہمارا ڈبو سکا
 تجھ عشق نے دیا نہ کہو مفہ کو چین
 جون شمع تن ہوا شب ہجران میں دنگ
 سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہ کن

لیکن غبارِ یار کے دل سے نہ دھو سکا
 فتنہ نہ ترے دور میں بہ نیند سو سکا
 ہر جہد میں جا پاتا تھا اتنا نہ رو سکا
 بازی اگر چہ پانہ سکا سہ تو کہو سکا

کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہر عشق باز
 اسی رد سیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہو سکا

نہ کچھ سے شائے زلفوں کو بیان سودا کا دل
 آٹکا مسان میں رات کو سن کر کیسے پاؤں کا ٹٹکا
 نہ آنکھوں میں نری جاو نہ تر کر سحر نفوس نریز
 پر رہ برق غارِ شیان سے مبر کہتا ہوں

اسیرِ ناتوان ہے یہ نہ زنجیر کا چنگ
 اٹھایا سر جو بالین سے تو ہر دوا رٹکا
 یہ دل جسے ہر دوا نہ محبت کا دھنکا
 لڑکھا دھجیاں جو کتر ادا میں پٹکا

نواچی میں ترے کو چکی سے بے حال سودا کا
 کہ جون چوہا شیان گھر کر کے لٹی میں کھڑا

جون انگ پھر رہیں ہے اچھایا نہ جا گیا
 بانی گلوں کے شہد میں جو آیا نہ جا گیا
 جون گل بہ جاک جیب سلایا نہ جا گیا
 پھر شہد وفا کو ہم سے دکھایا نہ جا گیا
 تانیکہ سے میں لا کے چکایا نہ جا گیا
 سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نہ جا گیا

دل مست چمک نظر کی پابا نہ جا گیا
 آؤ گلا وہ جن میں نہ ہے ارجب نک
 پہنچیں گے اس جن میں نہ ہم داد کو کہو
 تیغ جفا سے بارے دل سے نہ پھر رو
 زاہد گئے سسستوں کے باز آ گیا نہیں
 ظالم سے کہہ رہا کہ تو اس خوشی درگزر

داناں و داغ تیغ کو دھویا تو کیا ہوا

عالم کے دل سے داغ دھلایا نہ جا گیا

آہ اک روز ترے دل میں نہ تاثیر کیا
 میں بہ عقدہ گرد ناخن شمشیر کیا
 زندگانی نے دو عالم سے مجھے سیر کیا
 بنے فرسودہ ٹہت ناخن تدبیر کیا

ساہا بنے صنم ناؤ شمشیر کیا
 قتل کر مجھ کو کتلے نامری خاطر سے
 خستہ میں بھی نہ آئوں یکا اویٹ کینچ
 ایک عقدہ نہ کہلا شستہ نقد پر حیف

کیا ہی دخت زدہ مضمون ہے جہنم کو سودا

تو نے ہر مصرعہ مورون میں رنجیر کیا

قتل کوئی دل کا نگر کر گیا
 قافلہ یاروں کا سفر کر گیا
 زہر غم ہجرت کر گیا
 پاک مرادین تر کر گیا
 نئے میں سے جون نا گذر کر گیا
 حال مرا سبکو خیر کر گیا

قاصد انگ اکے خبر کر گیا
 دیکھئے وانا نہ گی اب کیا دکھایا
 فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل
 مگر یہ خجل کر نہ کہ نا صبح ابھی
 سیر کی یوں کو جیہ ہستی کی ہم
 کیونکہ ترا کہا ہے کوئی اب مشرب

رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب
جانی بڑا تجھ صفت ترکان سے بار

یارِ خدا ہی کا میں در گئی
دل تو مرا زورِ جگر کر گئی

فیضِ ترب و صف بنا گوش کا
حرف کو سودا کے گہر کر گیا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
ہنسکی ہرے ہر کب سے خدا یا کر دعا
خوش بین شکستہ بالی سے ہم اپنی آئے
آتی ہے تجھ گلی سے پریشان صد آہ
شب آگیا جز بمین وہ ماہ یک یک
سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اس سے مصافحہ

دی تھی خدا نے آنکھ سو نا سو ہو گیا
درد اذہ کیا قبول کا معور ہو گیا
پرداز کا تو دل سے خلش دور ہو گیا
شاید کسی کا شیشہ دل چور ہو گیا
چہرے سے نور شمع کا کافور ہو گیا
کتنا غدا یہ حرف بھی مشہور ہو گیا

اور تو کی نسبت اندون کچھ لگ جلا نہادہ

دو چار چڑ کیوں میں بدستور ہو گیا

جہن میں صبح ہوس جنگ کا نام لیا
کمال بندگی عشق ہے خداوندی
بسان ظاہر رنگِ خافہ دم لیکر
سرسنگ چشم تہا میں کہ اے فلک تو

صبا نے تیغ کا آبِ روان سے کام لیا
کہ ایک زن نے مہِ مصر سا غلام لیا
ہر ایک کبک نے پیار سے براہِ اہل
نظر سے خلق کی گرتے نہ مجھ کو نہام لیا

سماش اہل جہن جا رشک ہے سودا
کہ زندگی کا انہوں نے مزا نہام لیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
سرگرم نالہ اندون میں ہی جون لے لیا

کچھ آگ بج رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
ست آشتیان جہن میں سے متصل بنا

بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرتے کوسل بنا
شاید اسی سے چہرہ خوان پہ تل بنا
سانعہ باری خاک کو منہ کر کے گل بنا
تو تباہو کسی کا اگر ہر دم دل بنا

جب تیرے کو کہن نے لیا ہاتھ تیرے ہاتھ
جس تیرگی سے روزی عشاق کا سینا
لب زندگی میں کہلے اس لب سے اے ملاں
اپنا نہر دکھا دین کے ہر دم تجھ کو شیشہ گر

سُن سن کے عرض حال مرا یا رنے کہا

سودا نہ باتیں بیٹہ کے یہاں متصل بنا

کوئی دم کو چوٹا ہے یہ گلزار دیکھنا
ٹھک آن کو یہ حشر دیدار دیکھنا
اے عشق پر بدلتا تو مجھے مار دیکھنا
جی جاؤ یا رہو مجھے اک بار دیکھنا
اگے قدم نہ کہیو تو زہار دیکھنا

یہ وجہ آئینہ نہیں ہے بار دیکھنا
نرکس کی طرح خاک سی میری گین دیکھنا
کچھ نچی تو تیغ ہے حرم دل صید
میرے نقص جان دیدار میری ہے دین
اے طفل آشک ہر فلک شبنم پر غش

ہر نقش با پہ ترپے میری اور ایک دل

ٹھک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

دیاں سر و دین نہیں ہے آداب کو نش کا
گڑھ پر صف سید کو جو قصد جو یوش کا
کاشٹے کا پر برہ کے چار اینٹیں خلیش کا

کہو نہ کہو باغ جانا اس میز انش کا
آنکھوں کی اسکی ترکان بون ل پل پل
بیگان جو جن میں گھٹکے سوئے علاج کا

ساتی پہنچ کہ تجھ میں بون جسم جان میرا

ہر زبون پیالہ اور ہاتھ نقش کا

کرنی میری بہار اسکی تو اب کام خزانہ کا
سبھی میری سخن اس میں سخن میری بانہ کا

زنگ اڑنا میری دیکھ کے تین لالہ کا
جڑ جو ہری کہا جانے کوئی قدم جو اک

محرم نہیں نادان وہ اس شقائق بہا کا
 قاتل نہیں محتاج مرانخ و سنان کا
 ہون میں سبب ترک کے مشتاق بہان کا

کامی دسی مجھ آئے دعا غریب اسکو
 سے ناز واد اسکی بن سوطر کا بتیار
 سودا کہا کیوں تو ہوا عشق سحر کر

شکر بہر کہا بار اٹھایا نہیں جاتا
 ناطقیت شریب سے اب ناز بتان کا

ہے بے صدا وہ چینی جس میں کہہ آیا
 کہنے لگی اجابت کید ہر خیال آیا
 اکٹا کے اٹھ گیا وہ تب میں بحال آیا
 قسمت کہ اک نگہ پر جا اسکو ڈال آیا
 لیکن نہ بیان زمان پر حرف سنا آیا
 گور نکالنے کا کب کمال آیا
 کہنے کیسے دل سے جسکو نکال آیا
 یہ شعر اس جگہ کے کیا حال آیا
 اے محتب تجھے بھی کچھ افعال آیا

کب دل شکستگانے کر عرض حال آیا
 سینے سر میں دعا کو لایا جوش بک آیا
 ملے کا ایک دم بھی بیان ضعیف دل پر آیا
 کوہن تک ملے تھی جس دل کی جھک آیا
 بخشش پہ دو جان کی آئی تھی بہت آیا
 ناز ان ہو تو اس پر گر جسکو سنگ میں آیا
 ارباب فہم آگے وہ صاحب زہر ہے آیا
 دیر خراب میں کل اک ست کی زبان آیا
 اعمال دیکھ تیرے عرش سے عرف آیا

اکیر بے تو کیا ہے وہ منت خاک سودا

خاطر پہ جب کیسی جسے ملال آیا
 شمار سوم سے ہر نخل زیر بار آیا
 ہر ایک ناک کے گلشن میں رنگ و بار آیا
 کہا نہ تھے میان یکو اعتبار آیا
 جو اپنے دل پہ کسی شکل اعتبار آیا

سحر جو باغ میں دلدار ایک بار آیا
 نوید بیچگان موسم بھار آیا
 قسم نہ کہائے ملنے کی غبر سے ہرگز آیا
 رنگ آئیہ ہم اور سینہ صاف ہو

معاذت سے کیا تیری شہرہ آفاق
بہاری خاک پہ گو چشم تر گونے نہ کی
لگے جہان سر کیا کیا ستیزہ خود

دگر نہ بین تر سے کو چرین لاکہ بار آیا
ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا
کہ گل بہار میں مجروح ہے شمار آیا

خبر نو داؤنی سودا کی بون شنایے آج
کہ ایک شوخ کسی بے گندہ کو مار آیا

زخم کا دل کے تر تار ہے، انکھوں سے
جسکی ہم بیخ نگہ سے جوئی گہاں پائے
ہے انہیں شوق کو دل کے لہو پیے
گونہ سے شبیہ دگر دوں مگر گنگ بھر
یار کی دیکھے تجھے جو تو موسیٰ کی طرح
ایک شب آکھئی دل خور نہ دیا ابھر

جاری رہتا میری چشم کا نا سوسدا
چشم زخم اُس سے زمانیکا رہے دور
دیکھتا ہوں تری آنکھوں کو میں فحور
خون دل سے تو برا حام ہے معور
سنگ رہے تری نکلے شہر طور
شمع ہی گور ہمارے جلی دور

دوستو شستے ہو سودا کا خدا حافظ ہر

عشق کے ہاتھ سے رہتا ہی یہ رنجور

سودا غزل جہن میں تو ایسی کی کہ لا
حکاک کا پسہ بھی سجا سحر کم نہیں
نہیں چھوڑتا ہی انگ مراد اپن کنار
شاکی نہیں خدا سے نیا کر یہ کلا
غم سے خزان کے خون جگر جیت ہے
دیکھے ہر اس قدر تو مجھے دیکھ کر غیب

گل شنکے پیاڑیں جیب کو دین بلبلیں صلا
فیروزہ ہوئے مردہ تو دیتا ہی وہ جلا
یہ طفل بدست نہ گوارا ہی رہا
مکمل نہیں گہوار کا مائی کر یہ گلا
غنج گلوں کے کچھ نہیں کہا ہے انہیں کلا
جو ہے کی بہانت جا ہے ہر نظر وہ کلا

اسلوب شعر کہنے کا ترے بین ہے یہ

<p>کھین کھینش شیش کھین شیش کو تیر روی ترکش بیان دے درون جو نہیں پڑ جاو کھین لبتی جو نقد جان کو بکتا ہو تو بکجو ہی نو دلوالا</p>	<p>مکھوٹ ابرو کا ہے سودا بہ سلسلا لگا ہست سانی کی عالم کو چکا ڈالا کرسے کیا دل صف تر گانے نے خنجر سے نکمر ای گری شوق سے تو انداز بوسے کا نکھہ قیمت کبی دلی تو اسیر بھی گران سمجھا</p>
---	---

<p>خبر دے کچھ نہ جنس اگر ہم اس بار میں سودا بغل میں نے چلے اک دل سودہ آتش کا پر کالا ایا تھا آہ کسے اور کیا میں کر چلا اس دُش کے دندھے میں اب تو چلا عزت کہو نہ دی بہ کہ پوچھے کہہ کر چلا لیکن نہ رہا ایک نہ میرا ہنر چلا</p>	<p>اعمال سے میں نے بہت بے خبر چلا بے فکر و صل صبح تو اندوہ ہجر شام مجلس سے مجھ کو آتے جیسوں کے سائے رد کا بعد نہ آتے ملنے سے غیر کے</p>
---	---

<p>سودا کہے تھایا رسے بیکو نہیں غرض ادھر گہلی جو زلف ادھر دل کبہر چلا</p>	
<p>سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالا غنجی نے صراحی لی اٹھا گل نے پیالا دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو لگا لا جتنے ہی تو جاے مرے کو جو اٹھا گل جہاں رہے دامن تو بچو نہ نہا پر دے میں چہیا اسکے تین بکھو نکالا نے تیغ ی اس پاش خنجر سے نہ نہالا</p>	<p>میں دشمن جان ڈبو نہ کہہ کر اپنا جو نکالا جب مست چمن سے ہو چلا گہر کو وہ لالا کستا ہر نگہ سے یہ تر گونستہ ابرو لنگا جو میں دل کو تو کہا بس ہی اک دل اسے غنچہ سبب کیا ہر کہ اتنے ہی جین اننا ہی تو یوسف سر شاہ پر عدم اس انگہ نے سحر یہ دل کیو ہر اد</p>

فٹے ہی اٹھائے جو گئی پشت ملک خم
ہرگز نہ کسی گرتے کو عالم نے سبھالا

سودا تجھے کہتا ہے جو بون سے مل اتنا
نواپنا غریب عاجز دل نیچے والا

میل نے جسے جا کے گلستان میں دیکھا	بہنے اور ہر خار بیابان میں دیکھا
روشن ہے وہ ہر ایک ستار میں لپکا	جس نور کو تو نے نہ کنعان میں دیکھا
برہم کرے جمعیت کو نین جو میل میں	لٹکا وہ تری زلف پریشان میں دیکھا
واعظ تو سنی ہوئے ہر جہر زبانی	اُس روز کو یعنی شب ہجران میں دیکھا
اے زخیم جگر سودہ الماس سے خو کر	کننا وہ مزا تھا جو تنک دان میں دیکھا

سودا جو تر حال پر اتنا تو نہیں وہ
کیا حاشے تو نے اوس کس آن میں دیکھا

دل کو تری چشم کے آزار ہی رہا	عسی وقت تھا سودہ بیار ہی رہا
چھوٹا جو زلف سی تو ہنسنا دام چھوچ	بہ مرغ دل ہمیشہ گز قاری رہا
جاتی رہی ترے چمن حسن سے بہار	میل کے گل نظر میں دے خار ہی رہا
جب سے سوئی ہے قابل تشریف وہ مگر	چھانی پر میسے مریم زنگار ہی رہا
دیکھا ہی تنکو در پہ شے ایک بار	بہر چپ تنک جیا پس دیوار ہی رہا
یک روز ایک بار نے اُس شوخ کو کہا	سودا کے دیکھنے سے بچے عاری رہا
بولا کہ حق لطیف ہے اس امر میں کہ بار	جب سے سودہ خلق بد اطوار ہی رہا

اتنا سودہ برا ہی کہ چہرے کا اسے تنگ

بہر عمر اسکی شکل سے بزار ہی رہا

انکو سو اشک مینا آتا تھا شب آبا | زخم مگر بے یار و یانی مگر جڑا یا

ہے داد خواہ بلل اس جنگ جو بہ بار و
 ہونے جو غیر کے میں وارد ہو اگر آئے
 جس پہنچے سے بار پتے تھے ہم آئے
 رورو کے حال دکھا روشن کیا ہے اس پر
 دل نقد جان تک اسکو چاہے تھا میں جہود
 صبح شب ملاقات ایسی ستم نبی بار و
 عاشق نہیں وہ حکمانا صبح سے گریا
 اب دغذو نہیں ہے کچھ سبیل حادثہ کا
 کہتا ہے عریانہ شہی کی راہ بار و

تیغ نکلے سے جسکی کوہو میں کل ہمایا
 پت رہ گئی کہ آئے انہوں ہی میں سرائیا
 دھننے کی کوہری میں بانی میں ہمایا
 انہوں نے آہ میرا پانی سر گہر جلایا
 قیمت بہ اک نگہ کی پر آب ہی بکایا
 جبکہ سپیدہ دم نے روز سیدہ دکھایا
 سینے کے زخم پر ہی تانا کا نہ بہان لگایا
 اپنا تو گہر غریزہ آگ چاہنے ڈھایا
 اس ہونا کا لٹا سودا سے بن چڑھایا

ملنا جڑایا مجھے دوری کی زندگی نے
 محبوب ہو پر اسکو میں نے نہ منہ لگایا

ترے کوچے سے جو میں آپ کو چلے دکھایا
 تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرنے میں
 کیوں دیا دل میں سے طرہ مشک کو کہ تر
 ڈوبے چلے تو بہت دیکھے ہیں ہم یہاں
 استغاثے سے عجیب سے ہنیں جسمیں لغزین
 عیش آودہ انوس ہے اس جا کہ خفا
 فضل حق ہو تو منزل ہی ترقی ہو جا
 آہ و نالے سے مرے دل پہ سچے اسکا
 تیغ کا زخم اٹھا سنبھلے ہی انسان لیکن

کہا
 جی کسی نہ سے نہ اسطرے نکلتے دکھایا
 لبو کو زخم کے درزات میں ملتے دکھایا
 کہیں ہی پویشا میں میں ملتے دکھایا
 ڈوبا اس جاہ دقن کا نہ آیتے دکھایا
 نخل کا بانو زین پر نہ پہنلتے دکھایا
 جسکو پہنچے ہی اسے ہانہ ہی ملتے دکھایا
 فطرہ گوہر موصوف سے نکلتے دکھایا
 میں حواسے نہ کہہ سکتا نکلتے دکھایا
 سامنے تر گدے نہ سنبھلتے دکھایا

سو جی تدبیر نہ نقدیر کو بہلانے کی
اپنے ہنہ کے نہ کہا کن نے سخن کو گوہر

نعل سودا ہی کو پر ہستم اگلنے دیکھا

ہم اورنگ طفلان بہ شہر اور صحرا

دزدوں سے آ ملا سک دیو کا کون ہوا

بہ جانا مہون تب سے کرنا ہی عشق تہرا

جانے کا رنگ نیرا کیا خوب ہے شہرا

آندھی بہار یارو رنگ ابر گہرا

پتیا ہی محبت سے مستو کو کچھ نہیں ڈر

دنیا کی گفتگو کو حسرت سے شامین نے

اس کے فرار دل کو کبھی پسند ایشیر

سودا بہلون کو ہرگز بدگو کا کچھ نہیں ڈر

از خاک کے توان شد نقصان خستہ را

رودشن بغیر شام نہ جبرہ ہوا ہ کا

سون داغ غدر دیکھ کے ترے گناہ کا

شہرندہ پارا نہیں برگ گیا ہ کا

غارت کرے ہی ملک کو فرقہ سیاہ کا

ارنبہ رکھے سے کوہ ترے آگے کا ہ کا

چشتا فردر رخ یہ عزت لاف سیاہ کا

جلگر تو اسے تنگ خزاں باغ شمع پر

جون سیاہ اس چین بنی ہر امن کا عمر

ماراچ ترک چشم تباہ کون ہو بدیل

اسے آہ شعلہ بار نیرا کیا کہون اثر

حاضر ہے ترے سامنے سودا کر سکو قتل

مجرم یہ سب طرح سے ہے پراک نگاہ کا

مژگان کے بان نے تو ارجن کا بان مارا

کہنے لگا کہ یارو کہو دہیان مارا

مستی دوا کھلی مل کر نہ کیا جو بان مارا

ایک زہر سے کہ جتنے بیرون جان مارا

ترکش لیند سینہ عالم کا جہان مارا

آئے مجھ جو دیکھا تیرا کمان مارا

دندان لب سے تباہیم جان میں مارا

کہنے میں عشق جیسو نہ جہ تیرا مارا

مہمان جو کوئی آیا گھر اسماں دلی گئے
بیونہ ہونے کا بارب شکیب نا صبح
سوئے سے رات کروت اپنے نہ لی اور اپنی

دو دن کھلا کے روئی جی سے زمان مارا
سبی سی مرا اگر بیان اُسے تو جہان مارا
آہ وہاں نے برہم سارا جہان مارا

سودا کو بات کرتے تجھے کہو نہ کیا
کہہ کس گنہ بہ نوئے وہ بے زبان مارا

پہان میں شرم سے عیسیٰ نے گذارا کیا
کس گلی دیکھ کے میں اسکو بکارا کیا
کسی کا دین کیا حق نے کسی کی دنیا
خلق پیدا ہی جہان کا کہ گیا جو اپنے
کئے دیکھا تجھے ہون کہ گلی میں میر
آتش عشق بہ جون ہے دل بیاب مارا
کیا کہہ سکو ہے اسکا کہنا جا اُسے
مجھ کہ ہے ہی کوشاہ سر ڈالانہ سوال

ختم خراب کے جو جہاں کا جارا نہ کیا
مڑے تنگ دیکھنے کا تنگ گوارا کیا
سب کا سب مجھ کیا برنجھو جا کیا
قصہ پیر کہنے کا میں گہرین دوارا کیا
ہاتھ اپنے وہ سر و سینہ پہ مارا کیا
فایم انسا رہو س نے ہی پارا نہ کیا
ملک دل بار کا جگہ میں مسرہا کیا
گو مجھے نجات نے اسکا رو دلا کیا

دیر بانٹے تھا شماع و دھواں احوال
بیونہی نے مری اسکو شارا کیا

جنہوں کی نظروں میں ہنسک میں دیا نہیں کو دھارا پنا

عجب طرح کی ہوئی فرغت کہ جون پہلے سے بار اپنا

کردن سو کیا آہنا سیدی ہو دیے کس طرح یار اپنا

نہ گھر میں رہا ہے اسکا شوہر نہ بھرنا شمار اپنا

یہ کہنا ہے جگہ علی بن ابی طالب کی اسکا گوارا کیا
اسکا کہنا ہے کہ وہی اسکا گوارا کیا

دو دن کے بارے میں اسکا گوارا کیا

بگر ہوا باد جس کے دل کا جو چہ اس سے تو دکھ عمار
 رہا وہ نہ تو مائل ہوئے غم کو
 بہہ در دشمن اس رئیس کے گد جو لٹے دیکھا دیار اپنا
 جو دھوم تپنے سے تیرے خط کے اب ایک عالم میں جمع رہی ہے
 جہن میں وہ شور ڈال سکتی ہی نہ تھو دیکھو بہار اپنا
 اثر ہمارے سخن کا عالم نہیں ہے سو ایک تیرے دل میں
 دگر نہ وہ سنگ کوٹ ہے نہ وہ جس میں چھلکے
 جہاں تر پھینا ہی دل عمار کہہ تو عالم دہان گذر کر
 کوئی بھی متباد چوڑا جانا ہے کر کے بسمل نکار اپنا
 نہیں جنہیں عقل و دکرین میں طلب ہو سکتے کیمیا کی
 جو فہم جو دے تو بہ از اسیر ہے یہ منت عمار اپنا
 ہوا نہ روز فراق میں یوں کہ ایک دم ہی میں آب میں یوں
 گراں طبعیت جو چوڑی یوں ہوئے وہ دن نصیب آئے
 خدا اٹھائے جہن جو ڈالیں کسی کی خاطر یہ بار اپنا
 بزرگ تاک امیدتا بہرے ہی جہاں تو باغ جہانیں سودا
 میں کیا کہوں وہاں سے وہ وہ شیار کر گئے ہیں گذار اپنا
 جہن نہ تنہا جنہوں کے غم میں منور چانی یہ کہا ہی گئی نہ
 رکے ہی ات تک ہزار جاسم و شہ ہی پسند نکار اپنا
 جو گندی مجھ مت اس سے کہو ہوا ہوا
 سدا دینو تو تو عالم ترا کر خان گیر
 بلا کشان عجبت یہ جو ہوا سو ہوا
 میرے کہو کو تو داغ من سے دھو ہوا سو ہوا

بہن بھائی سسر زخمِ دل ملک بارو
کے ہر شخص کے میری سرگشت نے زخم
یہ کون حال ہے احوالِ دل بے انگو
خدا کے واسطے آؤ گد رگنہ سحر میرے

لوئی سمیو کوئی مریم کروموا سمیو
 یہ کون ذکر ہے جا بھی دعوامیو
 نہ بیوت بیوت کے آنا ہووا سمیو
 ہوگا اب کبھو اب خذمووا سمیو

دیا فخر دل و دین اب بہر جان ہے سودا
پیر آگے دیکھئے جو جو سو مو جو سو مو

جام خالی ہو جس تانی نے فنجے دے دیا یا
پڑا دریا یہ جو اس زلف سید کا سا یا
میں بند ہاتا رنگہ کا ہون نفس میں آیا
لبہ القدی بار و جنت وصل نوک
سمجھا تھا میں خطر راہ محبت نامع
بہت جو چیز سے خالی ہنسن ہے رنگ ہار
ہمسری کی ر فونے جو بڑی ابرو سے
مست کر اغاض خطا ہے کہ کہ فاضل
رات جو رند ہوی شیخ سے عمارت طلب
گر جو دما میں تر غم میں بیت لیکن
خون سے رقط کیسے نہا ہی تخت جگر
معنی خیار کی نہا کے جو مرے رنگین ہے

کہا میں تجھے صاحبِ محبت سے بہرِ بیا
کاٹا کاٹے گا بھی دیکھا ہے بون لہرایا
دلِ صیاد نہ خاک نہ مین بچھوایا
آخر اس شب نے مجھے روزِ سہ دیکھلایا
میرے نصیر بہنِ دل نے مجھے ہکھلایا
داعِ تجھ عشق کے لالہ کے مین بالکل ہکھلایا
بد کر چرخ سے چہرے سے گھولایا
ناز و دار و نکو تر سے خطا رخصت لایا
شیخ نے کامِ بزرگی سے کہن فرمایا
اپنے رونے کا مجھے راتِ نیک لایا
تو فرزندِ نک بھی نہ پہچان لایا
حسنِ دزد و دین کی مین بندش نہ لایا

سے نصیحتیں کہتا ہوں نصیحتیں کر سوتا
گلِ جدا شاخ سے جس دم کہ مو ارجیا

ادھر ہر شخص نے اس شخص کو دیکھ کر ہنس دیا اور کہا کہ یہ تو ایک بڑا بڑا شخص ہے۔

[illegible]

اب تک عشق کا طوفان نہوا ہوا
جتنے دکھا زلف منہ کو کہا سبحان اللہ
خون دل چشم سے بہتا تھا سراپا تک
قابلِ شانہ سوئی زلف تری جد سے
واع تجھ عشق کا چمکے دل کے بیج
خط کی خوبی سے عارض بہ بہتہ کی بحر
چرخہ درویش کا

تجربہ سے جو دیدہ گریان ہوا تھا سو ہوا
قدرت حق سے نمایاں ہوا تھا سو ہوا
سوچ زن نا بگریبان ہوا تھا سو ہوا
کبہو جو دل کے پریشان ہوا تھا سو ہوا
مہر و زہمین و رخشان ہوا تھا سو ہوا
روشن ملک سلیمان ہوا تھا سو ہوا

ابر مرزا گمان کے بقدر سحر سے اسے سودا

سبز و خرم جو بیابان بنوا تھا سو ہوا

شکوہ جو جیسا کہ تو سر کہنے پر لا لگا
پہنچے نہ خلافت کو کہہ اس کے دین کی
تورشند عمر اپنی سے ناپے جو ریات
اتنا ستم کر کہ اب تو خواب عدم ہے
حبس کو بہار اس کے کوئی پہنچے عسودا
کل سیر حرم کو جو گیا نہ طرف باغ

داعی وہ غلام آج حرارات سے بہاگا
 قبا دے گوہر سے کو شیر خاں میں باگا
 مست حرص دہوا باندہ کہ بودا بہنا کا
 سب محشر یار بولیں عجب فتنہ بہنا کا
 گولاد و گل باغ میں سونا کرین باگا
 گلگشت کر او دھر سے جو نہیں پھرے وہ نا کا

بہت سے تو دامن کے تین خار نے کہنیا

اور سرد کھڑا ہو کے لگا روکنے لگا۔

جگہ کے خواہ اندر اک خواہ نہا سو میں تھا
خشمشہ ناز سے برا بھلا تھا سو میں تھا
مگر کسی کا ایک تیر سے بیمار تھا سو میں تھا
دور سے خوش سے نفس دلوار تھا سو میں تھا

عشق تیرے سے مرزا بہلول حسین
سات باغستان عاقبت
داخل شہید نین کو قوموں کا
ملاؤ دے
سنبھل کے بیچ میں ل تیرے تھا کسی
میرزا بہلول
تیرے غرض طلب کے تھان کو

جب چاہے ۱۴

داع محبت اچھل چب ہا ترانہ ملک بین
گو عشق بین ہمارے عشاق اب مقرر ہیں
تجہ عشق میں نصیحت سب رمانے ہیں

داعون سے جگسا سینہ گلزار ہا سو میں
اول زبان پر جسے اقرار تھا سو میں تھا
تاصح کے بر سخن سے ہزار تھا سو میں تھا

اس سیکہ سے بن سودا ہم تو کبھی نہ بیگ
سب سے دست و پنجر تنے بشار تھا سو میں تھا

اسیری کی جو لذت سے پرا و سب شناسی کا
تھامے نواد کھلائے صبا و سرسری
سو اجاتی رہی وعدہ دین ہی میں شک نہ کی
برے چشم بیمار نان موڑ دوزخوں سے
کمال کفر سے شمع ایچہ کہ اس میں
عجب قسمت جاری ہے کہ جسکی شمع الفت

مزار دور سے دل سے ہوا رے رہا کر
لگا ہ سرہ سامو حبی اپنی منوائی کا
جواب ہی سو سو مل کر تو عازر اس کی کا
جو ہر مصرع جو ہل سرہ دوا ان ہی کا
پرستش سے مری پیدا کیا جلوہ خدا کا
جراغ دل کیا روشن سو داع شکار

عجب شے کے طالع ہیں کہ اس کے ہاتھ کی سودا
نہی ہو کوئی اس نف کی موجب سائی کا

سانی جمن میں چوڑے جھکود جھلا
مکھل مت سمجھو باغ میں آغندہ لب
نشود ماہ تھا تو ہمارا نہاں عشق
گنہراپنے دل میں بار کا کچھ کم سے اندو
اس بحر میں سے موج کی حافظ شکی
دیکھی ہی یہ ہمار کہ بار دوسوے باغ
خافل سے اس زلف سے ظالم کہ جس کا

بیانہ مبری عسکر کا ظالم تو ہر جلا
غنیے کا دل دمن پر کسکے بکھر جلا
خونوں کی سرد مہر ہے لیکن ہر جلا
اودہ آب گرد تھا پھر نہر جلا
فیصل ہوا احباب کے حیدم ابھر جلا
زادہ گرد کلال کی دستبار دھر جلا
آما کوئی تو نہ تھتا شک او گھر جلا

عالم کو مر رہا ہے ہر ایک ان پر تر کر

سین و سپر نوے ایک پہر کپ پہر چلا

سودا کے زرد چہرے کو شوخ کی راہ سحر

کھتا ہے تیرا رنگ تو کچھ اب نکھر چلا

جب نرم میں تباہی دے رنگ گہا ہوا

آکسین ہر سری او منہ دیکھ گہا ہوا

کیا کیا دلا کے غیرت رکھا میں بازو لگو

ورنہ لہنی یاشن تری من سنگہا ہوا

سودا پہر آج تری انکھین ہر ایمان

عالم کے دو بنے میں کل کچھ ہی گہا ہوا

مکڑے موٹی جگر کے آسہ بیلا کو پی پی

خوناب ل سحر ورنہ اتفاق بہ گہا ہوا

عشق کی خلقت آگے میں زرا دیوانہ ہوا

سنگ میں آتش تہی جب فو شمع میں پروا ہوا

برسہ لطف عنایت ہم چاہا ہنگ

سر پہ چویر بلا ہوا سودہ پر خانہ ہوا

اختلاط اہل آبادی سے دل آیا تنگ

ایسے خوشا وقتیکہ تنہا ہم تے اور دریا ہوا

اس جہن میں جب تلک ہم شمشیر

عمر کا اپنے پر از خون جگر پیانا ہوا

ایک برہنہ راہ کل کستا ہوا یوں کل

ہم میں اور سودا میں کس قدر یارانہ ہوا

جشم اہل فہد میں آج آنے کی جوں مد جا

جیف اس شخص جو خاکہ در میخانہ ہوا

کرنا جوں سیر جب بہ گلستان بنایا

کہا جلتے گل خدا نے جسما کہاں بنایا

اک نام تو سننے دیکھا نہیں کسی نے

حق نے تان عقاب تیرا دمان بنایا

میتے میں خوبروان دستان میں لکھن

اللہ نے تجھی کو ایک جان سنان بنایا

جنس دوم کو اول بزرگوں کو شایہ

یوسف سیر تو بہا میں نیمگو گران بنایا

تو مت بگاڑا اس کو سے باعہان کہ سنے

خزوبک آتش گل اب آستان بنایا

عالم کو مر رہا ہے ہر ایک ان پر تر کر

سین و سپر نوے ایک پہر کپ پہر چلا

کھتا ہے تیرا رنگ تو کچھ اب نکھر چلا

عالم کے قمری اس ہے طوف بندگی کا
قامت کو جب سر سے سرود ادا کیا

اکثر نثر بنے بن عالم میں نام خاطر

تو نے سخن کو سودا ایسا نثر بنایا

کچھ بنے لئے جزیر خام نہ آیا

وہ مرغ نہ سمجھے جو تہ دوام نہ آیا

بر اس میں نظر گوشت آرام نہ آیا

سے میں کو تو غل کھارام نہ آیا

جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

لیکن وہ کہو نابلب بام نہ آیا

حس سے کہو بوسہ بیخام نہ آیا

خالم کسی گرنے کو بجھے تہام نہ آیا

ایسا وہ

پایادہ میں اس مانع میں جو کام نہ آیا

اسے زخم درد از جن نالہ عارا

گو شکل کمان خازن گردن ہے شقش

بستان تویر از موہ فاسمے لیکن

ہے رنگ عاشقے جہان صورت خورشید

ہر عید نہ نوئے کیا نقد کہ دیکھے

ہے طرہ تماکر ہون لب لب آب

آفات ہی ہے جہنم اٹھا جانی تو نے

یوں منہ نہ دہوا صبح کہ آگے سر سودا

جون لالہ پر از خون جگر جام نہ آیا

جون آئینہ جو ہنسے مجھے عجب لگایا

گر شمع نہو دے زوش تار سیا

آئینہ نے شمع گرد سے ہر عمر ڈھلایا

وہ داغ فرمیں جسے مانی میں ہولایا

بد خلقی جسے کہتے ہیں سوزا کہلایا

نام اپنے بزرگوں کا خیمے میں دریایا

رہے کسی خاطر میں عار نہ سما یا

نور اخذ نہ کرنے میں دلکامین گنوا یا

جلو سے کر ہم میں صنم نرم جہان میں

کام آگے خاک سخی رو شمع طبع

جو خاک نشین ہیں نہ آئینہ سمجھ کے گم

ہے حسن یہہ فیض کہ صحبت میں

صداغ خرابات جہان میں کہ جسے

کچھ کسی خاطر میں نہ لایا بھین کوئی

کچھ کسی خاطر میں نہ لایا بھین کوئی

مین تنگ بون ایشا کہ قید میں کر کوئی
رونے نے کیا حال دل میں ہے

نالہ سینہ کرس غم سحر آخر شب
سناں بندھی کئی یوس کا ہر در زیم

خزودہ وصل ترا یا رنجے بون بہنیا
دوست ہر چند ہمارا ی مودن کلین

اسقدر شیفہ سحر کل کا اپنی کہ سدا
روکون بنا کو لب پر نو کرون کیا اید

انتہا عیش جہان کی خود دیکھا جا
صورت ماہ شبیت و پنجم سودا

آپ جسکو جائے اور وہ بخاں دو خواہ
بہ کہان طالع کہ سے آپ نو دین مکلام

کہ کیا بنے نہ اور دن سے ملو لیکن
کوئی تم سے دوستی کو کر کے سوئے

کہو بی گرہ جو غم کی تو نے تو کیا عجب
کل داد عند لب کو بہنیا تو کیا ہوا

اسلام چوڑ منے کیا گفراختیار
بچا نہ دارا کے پوجیا کہی میں

میرات کے بھی کیے کو دارت یہ کہلا
سودا دیا عشق کا پائے جلایا

راہ رو چلے یہ باندی ہے کمر آخر شب
کر کے سحر کے گئے سحر گزرا آخر شب

جون رے عید کی صبا یم کو نر آخر شب
دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب

آہنہ ہاتھ میں مشرق کو نظر آخر شب
شام تاثیر ہی نے اس میں نر آخر شب

بزم مستان یہ نگہ غور سحر آخر شب
کچھ دہلا جلو سے آبا وہ نظر آخر شب

دوستی آئے تھو کی کو نکر نبائے دو خواہ
عرض اپنا کر بن احوال کیا ہے دو خواہ

وہ جلن چلے کر سب عالم ستر آ دو خواہ
ردگ اپنی جان کو ناحق رہا ہے دو خواہ

جسکو دعا ہے عظمیٰ تم سے ہوا اس شخصکو
کیا مناسبت ہے کہ بعد از سال و ماہ دو خواہ

یہ دل کہے جو تجھے تو ہوا صبا عجب
فریاد کو مرے سحر بہنیا ترا عجب

تو ہی وہ بت نہ رام ہوا خدا عجب
تم ہی تو کوئی ہو ری جان آشنا عجب

میں تنگ بون ایشا کہ قید میں کر کوئی
رونے نے کیا حال دل میں ہے
نالہ سینہ کرس غم سحر آخر شب
سناں بندھی کئی یوس کا ہر در زیم
خزودہ وصل ترا یا رنجے بون بہنیا
دوست ہر چند ہمارا ی مودن کلین
اسقدر شیفہ سحر کل کا اپنی کہ سدا
روکون بنا کو لب پر نو کرون کیا اید
انتہا عیش جہان کی خود دیکھا جا
صورت ماہ شبیت و پنجم سودا
آپ جسکو جائے اور وہ بخاں دو خواہ
بہ کہان طالع کہ سے آپ نو دین مکلام
کہ کیا بنے نہ اور دن سے ملو لیکن
کوئی تم سے دوستی کو کر کے سوئے
کہو بی گرہ جو غم کی تو نے تو کیا عجب
کل داد عند لب کو بہنیا تو کیا ہوا
اسلام چوڑ منے کیا گفراختیار
بچا نہ دارا کے پوجیا کہی میں

۲۷

کھو کا بیکو خلق ایسی سوئی تھیں
یہ از یوسف نظر آوی ہو اسی کی صورت
نظر آتی ہے جاک جیہ دانا میں موت
لے ہی اسکی ترے تر کے یکا نہیں موت

نظر آجائے جی جیہ کہ میں تھیں
تر لیا سے کہو تنگ دیکھ تھیں
جہن میں تھیں تجہ جامہ بی کی کرکلی
مراد دل کیوں میں خوں کا بیاسی ملام

زمانے کو بھلا سودا کوئی کس طرح بھلا
کہ اس ظالم کی کچھ سے کچھ ہے ہر ایک نہیں

بوجہ نہ خدا کی کو بہتار محبت
کس منہ سے کر دکا بن پیر اطہار محبت
لے سکتے ہیں سانس گرفتار محبت
حسرت میں آشتا مویرا خار محبت
گردن زدنی ہے سو گنگار محبت
شکوہ سے مزا دیتی ہے کفار محبت
ہوں تجھے شکر سے طلبگار محبت
جس روز کیا تجھے میں اقرار محبت
ہوں رشتہ بیابیل گلزار محبت

بائیں ہر کسے وقف اسرار محبت
کیوں بچو نہ مارا غم دوری تری آہ
کرنے میں اسیران نفس ولام میں فریاد
کیوں کر نہ کر آہ وہ دل آنا صبح دور
ہر جرم کو ہے عفو ترے عہد میں ظالم
باتوں سے کچھ اپنی بہنیں تر اظہار
ہم سادہ دلی پر نور سی رحمت سے بار
روتی تھی مرے حال یہ پھر ہی ہلا
ہر خار سے اُلجھا ہی مراد اس میں پرواز

دل طوطی خط کو نہ اس خوش خلق سودا

کہا دیکھا اس آئہ کو زنگار محبت

تک نکل سکتی ہے بیل سے بہر آواز دور
قامت اسکی من قیامت کا آواز دور
ماز جیبا جو کرے تو لو ہے وہ ماز دور

ناتے ہے کا جن میں جو کرکلی زور
سر و گلشن کو قہار سی کیا لبست
اور دکھا ماز بھی دیکھا ہی تو بوجہ

دور سے دور تے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں
قبضہ مار لگا کہنے یہ طراز درست

منج نے دی بگڑی یہ راہ کی منجے آج سرب
کام سودا کا بھی موتا ہے خدا ساز دست
کام خدا ساز دے ہے بن جو اتفاق خدا کرے ہو جا اور ان اد کا ہوا

شیر دلیف تماشا
جسکے خطا ترے تو اسے دل لگا ہے
ابر میں ہے بارہ سکنہ سو کتنا آفتاب
پوچھتے کیا ہو کہ شب کس طرح گزری ہے
ناصحا داغ جگر جو شمع پہنچا تا قدم

سیر کو وقت خزان گلشن میں کر
چہرے کو مہ سے نقاب اندر چھپاتا ہے
گدڑی سو گدڑی جو کچھ اچھا ہے
جل چکا جب کچھ افسانہ کو بچاتا ہے

غیرت اسی سودا نہیں سے تقفی سبابت کی
جیکر دوری میں پیرا شکوہ نہ دکھاتا ہے

شیر دلیف نوح
سودا گرفتہ دل کو نہ لاد سخن کے بیچ
پانی جو بہ گئے مرے اعضا میں کی راہ
جن نے مذہبی جو شفیق صبح کی بہار
وہ خار سبز رو بہنیں اہل جنوں کے پائے
کل رخصت بہار نہی شبنم صفت میں
السن کہ میں دیکھ کہ شعلہ سے بھرا
بعد از شباب ہوں تری اکھیاں زیادہ

جون غیہ سوز بان ہے اسکے دمن کے بیچ
بانی ہے جون جا بے نفس سر میں بیچ
اگر ترے شہید کو دیکھ کھن بیچ
پاؤس کو مرے جو پہنچا تو بیچ
رویاں ایک گل کے گلے لگ چکے بیچ
آرام دل جلون کو بہنیں دھن بیچ
ہوتی ہے زور کیف شراب میں بیچ

سودا میں ہے بار سے جا ہا کہ کچھ کہوں
ایسی کی ایک نگہ کہ رہی ہنسکی میں لے بیچ

سیرت میں عمر جو کی منے تو کیا بیچ
 شے کو بھی توڑ تو نکلی ہے اک آواز
 اسبابِ جانِ دل نے کیا حد نظر انداز
 ناصح تو نہیں جانتے دردِ آگاہ
 مانی نہ بند کر گا کہو نقشِ اس کی لکڑی کا
 کیا قافلہ عمر سبک دوی کہ جس میں
 نہ پاؤں سے سوال اپنی رعوتِ شکی
 ہم شیخ کی شے تیر مریدوں سے نرگی
 سودا سے کہا میں کہ ترے شہر کو شکر

رنگین ہر جوانی کا گل اس میں ہوتا بیچ
 عاشق کا یہ دل ہے کہ جو تو نے تو صدا بیچ
 پوچھا جو میں کیا دیکھے ہر دلوں کا بیچ
 بے عشق تباہ جہن کی لذت بچا بیچ
 فرسودہ مکر خامہ کو اب فائدہ کیا بیچ
 جاسی جو شے سامع آواز در آبیچ
 کوئین تلک در نہ ہر پیشِ نفر آبیچ
 دیکھا جو آہنیں جا کے تو عمارتِ سو بیچ
 جو دیکھا مجھے آکے نواسے سر ز بیچ

بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرع بیدل

عالمِ عمر افسانہ مادرِ دوا بیچ کی خبر

نام لگا کر جا کر گانا ہے اور کو کچھ خزانہ
 یارو میں کیا عہد اسے مانو کم بیچ
 جیسے کی کوئی شکل نظر اب نہیں آتی
 دوباں شفق بیچ صنم بچہ خورشید
 ایامِ جدائی کی مصیبت سو کون کیا
 جاوگی جلی بوسے گلِ شمس نے بیان
 کالی نہیں بے بوسہ مر دل پہ گوارا

دل پہ نہ کہیں دون جو ہے ایکے یہ جی
 وہاں ہر دوش جو رد جفا اپنی بیان بیچ
 یا مہندی کا ہاتھوں بہ ترے رنگ بیچ
 ہر رات فداست جو دن کا شے در بیچ
 گو غیبی بہرے رخت ہے بیچے کو مجاہد بیچ
 جو تھا کوئی کہنا ہی تو تھتے ہی کلان بیچ

ہر محبت رکے ہے بہ عزال ہی مضبوط

سودا کوئی ریتختے کے گہر پہ کری گ

خزرو لیت ح غر

اے درندہ فغان ہر دم ز سحر و کلاں مرا

شمع بین بر چند عرس سے گزر جائیگی طرح
ماں بسم یانگہ یاد وعدہ یا گامی پیام
بلبل کو دوں دیوان فغانی کا میں درس
تجربہ انکھوں سے مری درد ہو صحرائیں
کات کریتے سر ناگن بن اتر کر نامے سر
گہر کیا پائیاں نے دلوں سے دشمنی شکست

کلب گلی دل میں جاسے لیکر طرح

کچھ بھی ہے خانہ جواب میں کچھ نہ طرح
ورنہ گلشن میں ہے میری کوئی حاکم طرح
سیل سے مجھ انشک کے برادر حاکم طرح
سکھ کی زلفوں سے تری ابل گنا کھ طرح
توڑ کر کعبہ بنا بن یہ بتجائیگی طرح

جاسے گل توڑ میں گلچین مانعین اس جہاں گل

کچھ نظر آتی ہے اسے سودا بہار آنیکی طرح

آہ کس دین فری ہے تیرا کی طرح
طفل و کنجک کا دیکھا ہے کہو ربط ہم
مجھ فردن کی سر جو نقش نگین بات بند
دیکھتا ہوں بن تری نرم بن ہر ایک کا ہنہ

ناد کرتی ہے تو میرے دل انگار کی طرح
دل سے میرے ہی اس شوخ کی حیرت طرح
گو بظاہر نہوسید ہی میری گھٹا کھ طرح
طلبِ رحم کی نظروں سے گھنگار کی طرح

ڈالی بازار جو سودے ستاع دل کو

گت گئی دیکھتے ہی جنس خرد اس طرح

تجربہ بن بیت کی کشتی ہے اوقات بطرح
ہوتی ہے اک طرح سے ہر اک کی جزا
بلبل کر اس چین میں سچہ کر تک شبان
بوجہا بیاباں سے جو میں بار کا جواب
منے نر گیا جسے تجھے ایک دم فریب
سودا نہ مل کر اپنی تواب مل گئی یہ رحم

جون نوکے دن تو گزری ہے پراں طرح
اعمال عشق کی ہے مکافات بطرح
صفا و لک رہا ہے تری گہات بطرح
کہنے لگا خوش کہ یہ بات بطرح
بیچے لگا ہرے ہر وہ بد ذات بطرح

اے درندہ فغان ہر دم ز سحر و کلاں مرا
شمع بین بر چند عرس سے گزر جائیگی طرح
ماں بسم یانگہ یاد وعدہ یا گامی پیام
بلبل کو دوں دیوان فغانی کا میں درس
تجربہ انکھوں سے مری درد ہو صحرائیں
کات کریتے سر ناگن بن اتر کر نامے سر
گہر کیا پائیاں نے دلوں سے دشمنی شکست
جاسے گل توڑ میں گلچین مانعین اس جہاں گل
کچھ نظر آتی ہے اسے سودا بہار آنیکی طرح
آہ کس دین فری ہے تیرا کی طرح
طفل و کنجک کا دیکھا ہے کہو ربط ہم
مجھ فردن کی سر جو نقش نگین بات بند
دیکھتا ہوں بن تری نرم بن ہر ایک کا ہنہ
ڈالی بازار جو سودے ستاع دل کو
گت گئی دیکھتے ہی جنس خرد اس طرح
تجربہ بن بیت کی کشتی ہے اوقات بطرح
ہوتی ہے اک طرح سے ہر اک کی جزا
بلبل کر اس چین میں سچہ کر تک شبان
بوجہا بیاباں سے جو میں بار کا جواب
منے نر گیا جسے تجھے ایک دم فریب
سودا نہ مل کر اپنی تواب مل گئی یہ رحم

ہے اس جوان کی طرز ملاقات ببطرح نہ رو لیف خانہ

نویسجہ دل کہیں ناز و نبر نیکی کا رخ
کسی سے ہونہ علاج رہ اذیت و ہنر
کرم دہ تو اضع کرم جو کرتے ہیں
سخن انہو کا جہان میں قبول دلہا ہے

میں دلبران جان بہر مرغ دل طباح
کہ بند ہونہ کے ہنہ پہ نوش کے سوراخ
غیر ہر ہی کے دے ہے جو بہر سے رخ
نہی نہ کر سخن مقلان میں ہو گستاخ

میں مرغ معنی کا اپنے ہون پوست کن سودا
جہاں بازار میں کب پونے کے ہون شلخ

بہ ہاتھ ہو کے زلف اسکی کھینکنا
چمن کی سیر میں سکو اگر سننے دم مسح
ضرور ہے ادب چھکان خاک سے یار
سمجھ کے کوچہ میں جانے سے گدڑ زائد

نہ جانیو کہہو ہے شیخ نریم خوبان میں
نہ دشا نہ لکھو جو کو سو ہے وہاں گستاخ
جلی نجایہ صبا سوے بوستان گستاخ
قدم زمین پر نہ کہنے پر آسمان گستاخ
گرد ہونے ہن اکثر نرا بد ان گستاخ
نظارہ یازون سے ہونے ہن ہون گستاخ
اگر تو وفار طلب انکی ہے زبان گستاخ

نہیں مرا سخن طع زاد ہے سودا

کسی بزرگ کی خدمت میں درجہاں گستاخ

نہ رو لیف وال نہ

لے آئے در پہ نرس جو جسم کنان فریاد
کیا ہی فد کو مرے شاخ از غوا نکا ترنگ

ہوئی کیسی نہ آئمن سے را لگان فریاد
تمہارے ہاتھ سے ہے چشم خوفشان

تہا ری کہیے کس یا بس ایمان فریاد
میں دیکھتا ہوں ہے حراہ آپ ہی مالان

ہوا ہے اسکو مر احوال باعث نصیب
 تم اپنے جور سے مت سمجھو کہ لا لائے ہوں
 نہ میرے دل کی خوشی ہو موجب آرام
 قسم گل کی تجھے غنڈ لب سودا سے

بزرگ نے نفس غرناہ ذکر سے
 کبھی نکر کے تہادہ ناتوان فریاد

نرم بین وہ شمع رویا کے بکا کب درود
 آتشیں رخسار پر سے کیا خط بنے نمود
 رونق افزا کیوں نہواشیں بر آغاز
 کہنے بن نیلیم جسے نہانی الحقیقت میں
 سے سلیم حسن مدھر چند پیش گایات
 زراہد آگے منے نے اس کی کہنے سے کہ
 یان فقط بچتی ہے دھولک خل کیا کھانز
 اجر بند دیکھو اسکا گو کرین زراہد ستار
 میں زانیکی نہیں ہرگز سخاوت کامفر
 یہ دنی جو جھک سوچنے اسکا نیامت سمجھ
 کونج اس منزل سے یارو کا نہیں ہے جائع

کہ دیکھ کر مجھے کہتا ہی شوخ ہاں فریاد
 بہہ دوستوں کی ہی دوری سے دشمنان فریاد
 کہہو ہوا ہے کرے مرغ نیم جان فریاد
 جو تو کیا نکرے ملے ہر زمان فریاد

یون ہوں آتش زیر پا جسطرح محرمین
 گہر جلاوے دیکھئے کسکاب اس آتش میں
 جتنی ہوتا ایک شب ہو تو شمع خرو
 ہو گیا ہی رنگ سے تہہ لیک گسکا کھو
 گر ترے ہم جم ہوئے تو یہ بدو کا
 کوئے بجائے گدرا منتھ ہوتا درود
 مت دکھاس تہہ اپنے بائیں غل شیخ شاد
 غیر کی نام آوری کرتا ہے خاتم کا وجود
 چہین کب لیتے ہیں کچھ دیکر کسکو اہل
 لے ہی یہ کرہ کو ٹکا کر حساب نارود
 ہم ہی جا پہنچئے آخر پاس آدیر

نقد دل دیکر کہیں جی کو بلا مت مولے

یہ زونگی مرے دشت کا ٹنگ ہے صباد
 بان ہے سودا نہیں زہار اس سود میں سود
 نفس مجھے ترے چکل سے تنگ ہے صباد

جہن میں اب کے بہت اب ایک پر صبا

جہاں اس برس نوکر آزاد پر سمجھ لینا

صاحبِ درد کی ہر اسکو نظر سے ہونے
جس کا ہر پر بہت خون جگر سے ہونے
کسی عاشق کے ہوا دیدہ تر سے ہونے
شیت ٹوٹے نوکر بن ہم ہی ہر ہونے

انک کو کب سے شناسا گھر سے ہونے
دل کو مینہ جدا دے کر اپنی ظالم
دائریا پر پڑتا ہے جو اتنا شایہ
کون ایسا ہی جسے دست ہو دل سے

کہنیتا کیوں ہے عبت ناز طیب سے سودا
درد کو دل کے نہیں درد جگر سے ہونے

ذریعہ ذال

لیکھ ایسے کا نہیں علم سے کیوں لکھ
دو لگا حاکم کو بنگا یہ محسوس کا ہونے
باوے سر ملک میں اب بہت کو ہر کا ہونے
نہیں پایا کہ ہو محتاج بہ مسطر کا ہونے
اتار دیا ہوں کہ بجائے سلاو کا ہونے
جب اُسے پہچون ہوں کر کے بھلا کا ہونے

دفتہ در کا ہر بخش نظر ہر کا ہونے
کلبہ رکھا ہر سے کو تر ہی بیان فلم کی
لکھنے سے نصف بنا کو تر کے ہر ہونے
اسکی میں استی قد کی بنا لکھنے وقت
نامہ اُس شوخ کو میں کر کے زخم اُس
وہ تو مجھ میں طرح کی دے اُس

بیکہ رنگینی معنی ہے سرے دیوان کی
سرورق کا ہر طہستان کے برابر کا ہونے

ذریعہ راہ

جون ہر میں اہل طریقاۃ ماتم سے دور
رکھے اُس نعم کو خدا ماہ محرم سے دور

خرم بہر ہی میں یوں اُس دل پر غم سے دور
گذری جس غم سے میں زندگانی وہ روزہ

وہ تو مجھ میں طرح کی دے اُس

راحم گل کو جو رکے تجبہ درہم سے دور
 یارب این سوز کو کہیونو جہنم سے دور
 خندہ گل نرے گر یہ دشمنم سے دور
 بلکہ رتہ رس وخت کا مجھ درہم سے دور
 زخم یارب نرے سینہ کا مرہم سے دور
 پاپس یا ہمسے رہا کچے یا ہم سے دور

بہ نری داد کو پہنچے حلق ہے بلبل
پتہ داغ میں سینے کے مرے ہو جو سوز
چہرے درہم نواں ہے سداشادی غم
آہے دشت جنوں جو نوجوہ اپنا دام
نیک دروہ ہوتی ہے جو مچکوسری
عقل نے ایک دن اگر یہ کہا سدا سے

لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نہ کیجیو پیارے

دل عالم سے دور
 سر من گل کے پہلی بند ساقی بہار
 آتش گل سے کوئی دن میں جلائی بہار
 کچھ کر میرا گریبان یہاں لے آتی ہے بہار
 رخصت یک نام لے آیا دجائے بہار
 دیکھ کر میرا جنون بار و بجا لے بہار
 اس برس نرگس یک کادو میں چلی ہے بہار
 خانہ رنج تہا خالی بٹاتی ہے بہار

جسکا غمہ رکے نہ
جو شے سے میرے خونے کیا خوش آتی ہے
اشیاں باندھے ہیں کسی امید پر
عند لب
کس کو گلگشت جبر کا میروانغ
ابا
شو سکر منو الیو کا ابلتا ہے بہ دل
عارض گل پر بنیں شبنم عرن خوش
کسی آنکھوں کے کہو آتی ہے مٹی سیکر
خوش رہو عند لیو اپنے گلشن میں

اب خدا حافظ ہو سو دیکھا بھیجے تہا رحم

ایک تو تھا ہی دو انہ نس یہ اتنی عجیب

سو جتن کچھ تو تک کھلے وہ دربار
صبر فرمائے ہی مقدور شہر سے باہر
نے سے بھی نالہ نکلا ہے اتر سے باہر

بہنو مہر کا نائب ہے اگر سے باہر
طاقت اک آن تحمل کی نہیں ان اور
غیر آہ کچھ کہہ رہی ہے رہ سبھین

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

منفصل ہو عمل رشتہ سرائے دل کہ نہیں
راز و بر و عوم افش نکرین ہم ہر گز
انتر ان ناوون نے تجھیں کیا سن کے جنہیں
ناصحا کچھ بہ نصیحت سے بنیں ضبط نہ کر
آویسے گہرے وہ زہد لہ اسطرح کہ چون
چرخ حیات شنی عین مرغ تری خدمت
دینے کو ملک سلیمان کے بلایا محکو
موج ہ آوارہ کہ طفلی ہی بین ان

عیب کو اپنی پہنچا ہی سر سے باہر
در نہ وہاں کیا ہی جو اپنی نظر سے باہر
سنگ سے نکلے شر شر خلد شر سے باہر
طفل آویسے کہہو پوسے کے ڈر سی باہر
نکلے ہے مہر گریبان سحر سے باہر
سز کا لاندہ و خور نے سپر سے باہر
پر قدم میں نہ رکھا دل کے مگر سے باہر
کر دیا مادر اہام نے گہر سے باہر

حبس ناکارہ کے خواہان میں خیرین محکو

یہ وہ سودا ہی جو ہے نفع و فرب سے باہر

کام آیا کچھ اپنا نزار آخر کار
داع ست کہا تو عشق کا سم کہتے نہی
وہ بیت غافل نہ تھا اس دلی گرفتار کا
باغبان نہا تجھے وہ دلی سوار بہ غور
عشق نہ ہی اگر ہو تو اسی کم نہاں
استدراجہ کش خون خلافت سے تو
ناصر اس حبیب کے آیا نہار نو کرنے کو
دل پر دیا بھی تجھ زلف میں مئے لیکن

بسجے اکسیر تھے نکلا یہ غبار آخر کار
کیون دلا کی عورت اس گل نے بہار آخر کار
ہاتھ سے مفت دیا میں یہ شکار آخر کار
نرسے باغ میں گل رہ گئے خار آخر کار
ہو کے شعلہ ہی بجھے سی بہار آخر کار
جی دھر کتاب ہے کہ کہنے نہ خار آخر کار
کم کیا ہاتھ سے سر رشتہ کار آخر کار
تاب گوھر کی نہ لا دیا یہ تار آخر کار

سوزش داع دل اپنے کی وفا ہے سودا

کیا کہوں میں کہ ہوئی شمع فرار آخر کار

<p> سیر عجبے پہر نہ عصافیر خواہر دیوانہ خاک ہے زنجیر خواہر ہے شکل حجاب اسکی بھی تعمیر خواہر الہ نے مکیبی ہے بہ تصویر خواہر </p>	<p> ہیکے جو کا ناز مرا نیز خواہر مردیہ رس موج نسیم ہے تو یوں جان گرفتہ گردن بہ نظر چشم فنا سے نوسن پہنچے دیکھ کہے مانی و پیراد </p>
--	--

سودا کی دردست جو یارب نے کھ خاںک

اِس حرم کی نوکجھو تعزیر ہوا پر
اُتہ جانے سے زور مزا یا رسی زور
یو جون ہون میں جس ت کو خدا کا سزا
مخو کردہ کا درمان کہو میں کیا کروں بارو
دل آئے کیا مجھے نہ رہ کر نہ جھگڑ
جائو گا درو ارے یہ آپ سے گنہگار

دانا موسو سمجھ کہ محبت نہیں وہ بنے

درپر کیسی بیٹھے جس کے لئے وار کر

دل گرفت زراہ بقاری بیشتر
ناصحا اس غنق سے ہوا مزلت باب دل
بارو کیون نے ہو مستغیر سے احوال کے
کبھی نہ لاگو ترک چشم بار اس دے کہ ہن

نار کو کرنی ہے بہانہ الحاج دراز بیشتر
جس میں حرمت کم ہو رسوائی خواری بیشتر
غم کو کہانی ہے تمہاری عکاسی بیشتر
صید جیتانے کے در پی ہوں سکا بیشتر

کشتہ بر تنعم عمل کے اپنے جتنا چاہے رو

نفع بیان رکھتی ہے سودا ارجیاری می بیشتر بہت کھاد

نور دلف آرنه

منزل کے پہنچنے سے دور سے قافلہ دیکھو
اسے دل سمجھ ان ہمسفر دکھا گلہ دے جو
موصافہ اس خاریہ صحرا میں الہی
اس زلف کا کس طرح کوئی سلسلہ دیکھو

مکن نہیں ہے روح مقدس سے حزن کے
ایسی جو غزل ہوئے نوحہ واصلہ کے جو

ہے دیکھ نخل وادی امن بر ایک جہاں
بزرگہ نے ترے دلوں کو اُتار دیا
کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی
منعم نہ مرناسے عمارت کی فکر میں
جو ترے بے کے پیسے سے رشوت کلال کی
روڑا ہے گونج جو نہیں طور کا بہار
شرکان نری نے دی ہیں صفوی کی صفیں بھار
چھاتی کے جیسے سانچہ گھل جانے کو
یہ سب جو بیدان ہیں جہان تک ہر آواز
کہہ منتخب سے دیکھ رز کی نکھارے بہار

تہنا نہ شمع رو ہے میر سودا کی خاک پر
گل بھی تو ٹوٹتے ہیں گریبان کو بہار بہار

غزل و لفظ زائ

بے خبر درد محبت سے عروہ بار ہنوز
رحم سرکش کی میری یہ اشک کیا آوے
نہ ابھی قطرہ اشک اشکی مزہ تک
آپ نالان ہو تو دوسے مری فریاد کی
دیکھ یہ دل دینے کے واقف نہیں
نہیں گلیوں میں گئی اس کی شب تار ہنوز
نہ گہا اس کے گریبان کا گھوٹی تار ہنوز
سو تو وہ گل ہے نہیں بیل گلزار ہنوز

کیون نہ بہا دے اس قیمت شکنی سودا کی

جنس دل اپنی تو ڈالی نہیں بازار ہنوز
یار کے حسن میں نیخرا غیار ہنوز
نہیں آتش شعلہ سے آگہ یہ خس ہنوز

بال و پر بونے پیا خیرے نمودار هنوز
 مونگے یا مال مکر بکورا یا سے صیاد
 آہ بہر گشتی شکایت بر سر دلکین سرم
 تب سوسا مال مردل کا درق صیر و فر
 زخم ستمشیر ستم کرنے کیا اپنا کام
 تیر سی دوریسی عجب حال عراب سود کا
 حق نعلے اسی جیتا ہی رکھے دنیا میں

سب سے اس کچھ نقص میں من کر رہا ہے
 مشق پرواز بہنیں ناسرد دیوار هنوز
 جسکی دہشی ہی بہنیں رخصت اظہار هنوز
 سب سے ناز نہ لیتی بہنیں وہ بے قرار هنوز
 بار و نیم ڈھونڈتے ہو مریم زنگار هنوز
 میں نو دیکھا بہنیں ایسا کوئی بجا هنوز
 اس فاجت سے بہنیں سے تو خبردار هنوز

فیس و فراو کے ماتم سے تو حکمین تک
 دشت میں خاک بسر رونے میں گستاخوز

کسے میں زیر زمین دیدہ مناک هنوز
 ایک دن گہر میں دامن کا ترے دیکھا تھا
 باغ میں جسے گیا تھا تو خار آلود
 زخم دل پر ہے رے تیغ جنو کا صبح

جابجا سوت عریانی کی تہ خاک هنوز
 گرد پھرتے ہیں گریبان کے سر چاک هنوز
 گل میں خمیازہ میں انگریزی میں
 تو گریبان کا نادان شے چاک هنوز

کیونکے سودا میں کروں وصف ناگوش کا
 کی بہنیں آب گہر سے بہ زبان پاک هنوز

نہ رو لیف سین نہ

ساقی گئی بہار ہی جبین یہ ہوس
 کچھ اس چپن کے نہ بکھا میں جو جاب

تو منتوں سے حام و اور میں کیوں
 آب روان کو سیر کیا سو کھنفس

نہ رو لیف شین نہ

یہ سب فراموش وہ زنا فراموش
اس گہر کی فضا گر گیا سحر فراموش
نالہ مکر سے مرغ گزرقار فراموش
اور جسے کیا رخت دیوار فراموش
دو چیز غماش سب ہو بکبار فراموش
نچو نکتا دل سے بن رہنا فراموش

دین شیخ و برہمن نے کیا بار فراموش
دیکھا جو گرم کو تو نہیں دیر کی رست
بہوئے نہ میرے دلی مرا مصرع
دل سے نہ گئی آہ موس سیر جن کی
بانالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو نا صبح
بہو لا بہرہ دن جون آگے اک عمر لیکن

دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشیو حرف میں گفتا فراموش

دھڑکے ہی بڑا جی کہ نہو متعل آتش
آتش یہ برستی ہی بڑی متصل آتش
نادم تو سمند سے سد منفعل آتش
جا ڈوب ہوئی آب میں ہو کر خجل آتش
مدت سے ہوئی سے مرے جاتی یہ آتش
اسے جان بکل جا کر لگی متصل آتش

سینے میں ہوا نالہ و بھلو میں دل آتش
اشک آتش و خون آتش و دھڑکت آتش
یک لخت طرف ہو کے مرے دیدہ و د
یا قوت نہیں ہر سے لعل سے سوخ
داع آج سے کہتا نہیں ان سنگد لو
دل عشق کے شعلہ سے جو بڑکا تو رہا

یک قطرہ سے لے اڑی سودا کو جگہ سے
باروت کے تو سے کو ہی بس ایک تل آتش

ہے یا دجن مرغ گزرقار کو آتش
بہان آبدیہ ہے سہ فار کو آتش
وہی عشق نے ظالم ترے بہار کو آتش
زاد کے لگی کوشتہ دستار کو آتش

دور سے تری اپنے دل زار کو آتش
یہ گرم گلیو بن تری اطلبین
اندام میں کچھ اس کے تیر بھر نہیں ہے
کل سر یہ نہیں دوڑو مجھ نیکو مزید

یا جہنم پر اب اس کو میں دیکھوں مبادا
سو دے نگہ گرمی بار کو آتش

ابر اس کو بجھاتا ہے وہ بجھتی نہیں سودا
دی لالہ خود رونے بہہ کھار کو آتش

آتشیاں کو مت اجڑا کر کے فریاد و غرور
دیکھو وہ انہیاں کو مٹی حجاب بردارے

انہرے ہی کیا جابجا منطاسے حرر و پوش
شکستہ نیند زیر سقف فلک کیونکے سوئیں

وہ مانگتا ہوں ترا حق سے مہربانِ اخلاص
دو نہیں مہنتوں کے میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بار
مجھے یقین ہے کہ اخلاص ہی ہے زر کا نام
دل اس کا کیونکے سے دل ہر سحر بار
وہ کیونکے دوست ہو مجھے مگر خدا چاہے
نہ اپنے دید میں آیا کہ ہو بروئے زمین
نبات دوستی ایدل نہ دلبروں سے چاہ

آرام پیر کہاں ہے جو ہو دل میں جاحص
ممکن نہیں ہے یہ کہ ہے کا شمع
انسان خود دلیل زمانے کا ہے

آسودہ زہر حیرت نہیں آتش حرم
دن میں کتر و گہر جو ہر آدے کے حرم
ذلت کوئی کیسے نہ ہو تو ہو حرم

جوں شمع پید ہو کہ ترا سر کٹاں حرص
کی قطع روزگار نے جھپڑ بای حرص

غیر دلف ضا وثر

بختے یار دن کو بہر صورت حلال یا ربض
 نفع نے تسبیح بخشتی ہے کچھ زار ربض
 جو ن دوائے تلخ سے پاؤ کوئی ہا ربض
 نیرے سسکے ہو تو چھپا دے ترخا ربض
 لکھو گنج اپنے سہنی یاد دے یار ربض
 بختے کا اسے یار ترابی تجھے دیدار ربض

بڑے کے ایک عالم اٹھاتا ہے شعائر

بے خبری نہ کام نہ زنا سے غرض
بیز دید کیا دیدہ خونار سے غرض
ہے دل کو اپنے سایہ دیوار غرض
مائل ہو تو مرغ گرفتار سے غرض

سودا کو بے گئی اپنی ہی کفارس غرض

سودا کو بے گمی اپنی ہی کفار سے عرض
 فرمایا: **وَلَيْفَ طَائِفَةٍ**

۴۰ اے دوست کا جنت میں پہنچنے اور اس کا ایسا بہانے میں ۵۰

درو کو سمجھ جو کوئی ہے بتر جا غلط
گل ترے عہد میں بدیل کا مود خواہ غلط
عاشق نہ سمجھ اٹھو گی بالہ غلط
ہم غلط تشر کا سحر سنا بتہ گاہ غلط
نار شب سے عبت آہ سحر کا غلط
راہ ابد سربہ جیو کی گہدہ بگا غلط
آج انیک ادر اسکی ہے افواہ غلط

جاننا نفع تو بار سے والہ غلط
ابھی رشک جہ راست سمجھ خواہ غلط
لکڑے ٹکڑے ہر کمان تجہ بدن سمین پر
عشق کو ترے چھپایا تو ہے دل میں لیکن
دونوں سے بنے اندر دل میں بنایا شک
اب تو ہے آمد و شد آپ کی ہر ایک جگہ
نہم آراستہ کی جسکے لئے ایسے سود

چود ہو میں رات ہی اور وہ دل عالم کا چور

دزد کا گھر سے لکھنا شب باہ غلط
دیکھنا تجھ کو ہے آ جان دل آرام
دور ساغر کی طرح گردش ایام
ہر نفس بیچ اُنہیں عیش و تہ دایم
موسک نشہ سے ہے نہ سہ انجام
تو ہے اس باغ میں گھر و گل اندام

تو جو ہو پاس تو ہی صبح طرب نام
فضل حق جسکی طرف ہو تو اُسے ہے
دل جنوں کا ہی اسیری کے زلزلہ گاہ
عکس نا اسکی نگہ کا نہ ہے جام بے ج
دیکھہ ہوتی ہے تجھے قمری و بدیل شاد

شبہ شبہ میری زہر بغل آبلہ دل سودا
سے میری جھکو ہنیں بے سانی گلفام
سودا کا گاہ ہے شبہ ہے بے پردہ سانی گلفام

اجر حفا درست میری فرد و فنا غلط
دارت اگر قبیل کا لے خون ہما غلط
اس غنچے کو شگفتہ کرے گھر صبا غلط
ہماست کو اپنے یار کی شبہ نہ دے

یوں ہی طریق عشق میں سو راست با غلط
قابل کو گینے کے تو پہنچے میری فرد قتل
داشہ ہر دل سے کو ذمہ مرد سے
ہماست کو اپنے یار کی شبہ نہ دے

یوں ہی طریق عشق میں سو راست با غلط
قابل کو گینے کے تو پہنچے میری فرد قتل
داشہ ہر دل سے کو ذمہ مرد سے
ہماست کو اپنے یار کی شبہ نہ دے

نمود اگر من دون نوز سر تا بیا غلط

غزل و لفظ طائر

نزد وہ معنی قرآن کہے جو نو دا غلط
بتوں کی حسن پرستی سے کیا خلل دین
نبوت حق کی گہری سبھوں پر لیکن
درون موہن نہ کرین رند تری ڈار
سخن جڑو کہ موثر دونوں کا ہونا دان

بیچ دہن کے تین اپنے کر نو دا غلط
خدا نے دوست رکھا کج کج کو دا غلط
تری نونہی کرم پر ہے گفت و گو دا غلط
نبرکات میں داخل ہر ایک مو دا غلط
اہم بوج گوئی ہے جس سے غلو خودا غلط

کہا تو مان لے سودا کا تو یہ کراستے غلط
لب و دہن کے تین کر کے شہت سودا غلط

غزل و لفظ عین

گلاب نہ مجھ غریب کے بالین تک آئے شمع
بروانے کے ہون میں انتر عشق سے جمل
آتا ہے جہنم یہ کہ قدم تر سے چوڑ کر

دل کیسی کا مجھ پہ طے ہے سچ شمع
کیون منفصل تجھے نہیں کرتی وفا شمع
گر رہے جون جنگ بزم کے سچ شمع

تجکا نہ تری چشم سے مجھ پر تو انک گرم
جلنے سراسر کے آگ کو آگے جلا ہے شمع

لطف اس چہر کے آگے کوئی بہان نہ کہتی شمع

خوبی نظر و عین جہان نہ کہتی ہے وہاں نہ کہتی ہے شمع

بس اٹھا آگے سے اپنے نہ کر اب اسکو خفیف

چشم بروانے میں اک عزت و شان نہ کہتی ہے شمع

سر یہ آگے بھی کیا فرض نہ دھنن کی لٹ

نمود اگر من دون نوز سر تا بیا غلط
بتوں کی حسن پرستی سے کیا خلل دین
نبوت حق کی گہری سبھوں پر لیکن
درون موہن نہ کرین رند تری ڈار
سخن جڑو کہ موثر دونوں کا ہونا دان
بیچ دہن کے تین اپنے کر نو دا غلط
خدا نے دوست رکھا کج کج کو دا غلط
تری نونہی کرم پر ہے گفت و گو دا غلط
نبرکات میں داخل ہر ایک مو دا غلط
اہم بوج گوئی ہے جس سے غلو خودا غلط
کہا تو مان لے سودا کا تو یہ کراستے غلط
لب و دہن کے تین کر کے شہت سودا غلط
دل کیسی کا مجھ پہ طے ہے سچ شمع
کیون منفصل تجھے نہیں کرتی وفا شمع
گر رہے جون جنگ بزم کے سچ شمع
تجکا نہ تری چشم سے مجھ پر تو انک گرم
جلنے سراسر کے آگ کو آگے جلا ہے شمع
لطف اس چہر کے آگے کوئی بہان نہ کہتی شمع
خوبی نظر و عین جہان نہ کہتی ہے وہاں نہ کہتی ہے شمع
بس اٹھا آگے سے اپنے نہ کر اب اسکو خفیف
چشم بروانے میں اک عزت و شان نہ کہتی ہے شمع
سر یہ آگے بھی کیا فرض نہ دھنن کی لٹ

کمال اس طرح کی کینٹک نشان رکھتی ہے شمع
کتنی ہے عسکر اسف ہی میں اس نرم کے بیج

تو ہے انگشت کہ جسکو بد بان رکھتی ہے شمع
کیا کیا اس خانہ پر دو دین تے نرم آرا

سوز اب نام ہے انکا نشان رکھتی ہے شمع
شہرہ ناب و تپ از لبس ہے زبان زد اسکا

سم ہی کہہ دین جو کوئی بوجھے تو بان رکھتی ہے شمع
سوز ناسوز تفاوت ہے یقین کر سودا

داع جو دل پہ ہے اپنے سو کہاں رکھتی ہے شمع
نہ ر و ل ف غین

سرد مہر سے بنائے مت گیا سوز داغ
کر دیا ان ظالموں نے ملک دکا بجز داغ

وے اس پتے پر ابلے کہ جسکی ہو تیر
خوار میں کوچ لکو جو تو ہے سو باغ داغ

مملکت ساری میں باور کر سلیمان کو تنہا
گوشہ خاطر میں ہے سر مجھے جو کچھ داغ

ابلیں خوش نغمہ ہوں یک گھلستا جہان
ناک مزع جن سے کم نہیں فریاد داغ

خوش گہمی اس نرم میں دو دل نہ کیے کیا
دسبدم مینا ہی رو تاخ کو نہ سنا ہے داغ

حیف اس گلشن میں عاشق سر طرین
گل سدا بلیں سے ناخوش مجھے نہ سنا ہے داغ

دل اگر کہو یا ہے سودا چھوڑتے دناں شک
شاہد اس دہوئے کا طفلان سے تو با و سراغ

ای لاہ کو فلک نے دھڑی خچکو چار داغ
جہاں مری سراہ کہ ایک دل نزار داغ

دریا سون جہاں سینہ کہیں اب چٹک سے
تے سوز دل مری سے نہت تیرا داغ

سینے سر سوز عشق ترا نامہ کب اہباب
خوشید حشر ڈھونڈی تو پادے نہ ہند

ماہیوت کر حکیم کے ہو جائے پار داغ
ہو جائے دل مر گیا اگر اس سے دو پار داغ

بہارِ بہار

نیل سوز عاشقان کوئی سودا اب نہیں
وہ شعر جو عاشق پر دلوں پر ہے
بروزانہ جل ترسے تودہ ہوشیغ وار داغ

ذیروف فاف

دیکھو نہ ہون بون بین اس ستم اہجاکھن
بے ثنوت نگہ کی تری طبع روزگار
نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام
غیردن کی بات پر نگہوں کا منت رکھو
طرے کے تیرے واسطے صد چوب شاندار
جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم
سامان ہاں سب ہیسا ہے اثر

جون صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف
آوے نہ مارہ جو کے ایجاد کی طرف
دھنس گئے قفس میں دیکھ کے صیاد کی طرف
لیکن کہو تو مہری ہی فریاد کی طرف
فریاد گئی ہے کاتے شمشاد کی طرف
ایل ہوئے ہیں اس دل ناک دیکھ کر
میں دیکھتا ہوں تیری ہی لہو دیکھ کر

مشق
صحنہ رانی
کے پردن
نہیں ہی کہہ سکتے
نہیں ہی کہہ سکتے
عالم پرست
نہیں ہی کہہ سکتے

نامت نہوے خون مرار و زباں پر کس ہے
بو لہن گے اہل حشر سو جلا کی طرف

خون کر رہا ہے جوش رگ جان میں تری

سودا نہ دیکھ شتر قضا کی طرف

ذیروف فاف

بروزانہ رات شمع سر کہتا ہمارا عشق
محرابِ بیخ دوست سلامت سے ہر دم

مجھ نہ تو ان سے کیا کیا اٹھایا ہے عشق
کہے میں جا کے کب بن پڑیوں گا ناز عشق

نزدگی کیوں نہوے مجھ پر شاق

یار بے اعتنا و دل مشتاق

نجمہ بین اعضا کا ہے مرے یہ حال
الفت اس دل کب ہو دل کو شرے
غصہ نہیں اُسکی جو فاشی کا

نابستر از ده بن چون چون اوراق
 به تو سے عمل وہ سے سنگ سماق
 بکر سے ترک دفانہ ہم سے فراق

برکبا اس کے آگے اب سودا

میل بچیں ہے گل گلزار کا عاشق
رہے کو محبت کے جگہ دی میں دلین
باتیں مجھے بہاتیں ہیں بائیں سرشتیں
سر سے نامت کا ترے غمری نو وہ

جو گل ہے سو نریے گل خرا کا عاشق
 نے سب کے کا عاشق مون نرنا کا عاشق
 مون اس لئے اس شوہر کی گفتا عاشق
 اور کیک دیر ہی تک تری نشتار کا عاشق

کیا قدر رکھے جنہیں دل اس شخص کی سودا

جنگ سے چھڑو سو اسے عریضیا رشتہ
 گاہہ اسنگ نہ گئے خون گاہہ عریضیا رشتہ
 لیا کہوں نے مجھے جو نہ کر دیا بچا مانا
 تھے سکندر عالم شد تم تک کہ دل نہا انجمن
 اس میں من طرح میل کی وہ لاکھوں

راز کار عاشق
 عشق گو یار و جیسا سنگا نین کار عشق
 اسطرح جاری سخن آن کنگو نسو کار و یار
 سر به کار فرس نه بر یو ساید و یو عشق
 کها گای انوس اس آینه تو کها عشق
 روز و شب کتتا کار سینه میں خاک

ما معز انے بک حوین الاء راز عشق
 حکیم کے انھن حق کی تجلی کہ جو نوی
 نے حق بخا نہ یکہ سارے غرور کا

وہ کڑھکے میں دین و دل و جان عقیق
جون شمع سووسے پہن سہاگہ از غفر
دیکھا بہنیں ہے آج ملک نے نارغش

برجیہ

سودا بہ قصہ خط سے نہ کوٹا ہو سکا
 ہے حسن زلف یار سے عمر دراز عشق

نہ رولف کاف

شمع اس عارض کی سب کہتے ہیں مہینہ نورنگ

نچا خدا نامے جو کوہ طور پر ہوئی تھی آدھے عہد شمع نور رہی لعل کو کوٹا ہے
 بس جیلے تو دیکھنے ہرگز نہ تھے تھکے نہ دین
 رہنے کو ہوا نے تین آپ ایسے تھے کہ دیکھنے سے جلو اسلایہ رنگ ہے میں جاہوں میں کہ تو ہی
 آئینہ گہر میں ترے رہنے نہ دین مقدور تک
 ان کراس میکر کے بچے جز چشم بر آب

تین آپ نے
 میں میں تھے
 دیکھا کہ ان

فہمت اپنی ہسم نیام ساغر معور تک
 رہی موت غافل نگاہ حسرت آلود اسکی سر

بہتے وقت جان کنی گر اپنے تو رنجور تک
 کون سے عارف کو بہان دعویٰ لاتی کا نہیں

یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصوبہ رنجور تک
 عجب ہے اس زلف کی تشبیہ دنیا شگ سے

شعر و بیات پنچنگی درار و دور تک
 یہ غزل سودا کی ہے نوٹے اس انداز کی

ہند سے پنچنگی ہانوں ہاتھ نہا پور تک
 دیکھا کہ وہ میں دور سے آیا کرتی تک
 تنہا میں بسز اپنے یہ فکر دھال میں
 تڑپا کر ہے مرا بہ دل زار کرتی تک
 کون کرو میں سدا بہ شب نار کرتی تک

کچھ وصل میں بہین مرض عشق کی دوا
 سچی اگر سو بات تو اسے ٹھہور میں
 دور و زکی بہار بہ اتنا نکر غرور
 رشتہ نہو صنم کی جو الفت کا ہاتھ میں
 اب کیجئے مرے مرض عشق کی دوا
 جو سے کہو تو بحر میں بیا رکب تنک
 جوڑے قبول کیجئے یہہ افرا کب تنک
 پیار سے یہہ باغ حسن کا گلزار کب تنک
 گردن میں برہمن رکے زنا کب تنک
 رہے گا دل کے دریے ازار کب تنک

یوسف نہ ہاتھ سے جو سودا بقدر دل
 بیتا رہے دکان پہ خریدار کب تنک
 رخ سے دیکھوں ہون میں اس نفسیہ ام
 اک نفس گرد چین ہم ہوئے بال فشان
 شام سے صبح تک صبح سے شام تک
 آشیانے سے آتہ اک است کے دام

آپ سا بھکو تو زائد نہ سجدہ کو سودا
 خط خوبانے بڑا ہون میں خط جام
 عددے دوری سے ایک اور رخا ایک
 پہنچ شتاب کہ تنہا ہوں اس قدر ساقی
 سخن توفیق رہے آنکھوں سے دل رائے
 بدینین جکے ترے عہد میں دل دجا
 یقین ہے یہہ گرد و راز اسے عمر خضر نہو
 رہی نہ دین کی حومت نہ غرت دنیا
 ہوس رہی نہ چین کا چین تو داغ ہے
 گل ایک دشمن جان ہے مرا ہزار ہے ایک
 وہ چاروں ایک ہوئی ہیں یہہ دلفگار
 غضب سے یہہ کہ میں جیتا دوں سکار
 ادایہ ایک فدانا ز پر شمار
 سے ایک اپنی شب بخیر و نف بار
 خواب ایک ہی کے عشق سے خور
 دل ایک باغ عی اور انکھیں ابرو

کیجئے نیک تو اس جسم و جان پر سودا
 ہوا تو ایک ہی ان روکین اور غبار ہے

رہے اس فصل ہم اے بیل و مکمل ناتوان بیان تک
 نہ نالہ لب تلک پہنچا نہ چاک حبیب و امان تک
 کوئی بیمار داروں سے بہہ کہو جا کے جانا تک
 مرعین عشق کا ترے نہ پہنچا کام دریاں تک
 عبث باندہ ہوں ہوں لکبہ لکبہ شرح دل بال کو تر پر
 دون کے آؤ گئے پرزے نہ پہنچی کچھ خبر دیاں تک
 ترے غم کا دل پر خون سے استقبال کرنے کو
 وہ قطرہ مارا علاج ہی جو پہنچا نہ نرگان تک
 رو اگر ناسی کیا دل کو گنو اگر خال پر بودا
 کہیں خط آگیا اسکے تو ظالم حوت جان تک

روایف گاف :
 کرنی و مرے دل میں یہ جلوہ گری
 کس رنگ میں دیکھا نہ تر رنگ کا جلوہ
 اس شیشہ گران ل کوئی تو تاج و بناو
 سے خاک سر آج خدا جانے جین کا
 کس گل بن یہ جلوہ گر کب کب کف و قفس
 اس شیشہ میں ہر آن دیکھاتی بری
 سب رنگ میں ہے تو یہ تر اسبے زری
 بید اگر ہی ہوا دوسری کچھ شیشہ گری رنگ
 دیکھ آئی ہے کیا جا کے نیم سوئی
 دکھاتی ہے میری مجھ بے بال و پری

کر حبابہ عربانی کو خاکستری سودا
 ہو غم سفر ہائے نو بہ غری سودا
 پہونک دی ہے عشق کی ترے ہمارے بن میں آگ
 دیکھے جو ن شعلہ فانوس بیاہن میں آگ

نہ سب
 جو عیاں
 نہ

رنگ
 دیکھ
 اور

زنگ کل کچھ بیطرح دے گئے ہے ایسے ابر بہار
آشیان میرا چرک لگتی ہے اب گلشن میں آگ
لاؤ خود رو نہیں ہے خون نے فریاد کے
جوش میں آکر لگا دی کوہ کے دامن میں آگ

پرچ میں ہے دھوم دھوڑ کی ولیکن تجھ بغیر
برج تیرا بغیر اے بابر کی نوادہ
یہ گلاں اڑتا نہیں بھر کی ہے اب تیرے میں آگ
رنگ یا تو تو لگا دے ہے جو اگلاروں کی طرح
حسرت سے تری از بس لگی معدن میں آگ

گو بہار آئی کے سودا بھلا لگتا ہے باغ

یوں جہنم میں گل نظر پڑے میں جوں گلشن میں

ملک تو تجھ پہ نہیں جب کو کرے تیرے جنگ
اُسکے ہاتھ ایسی ہے پکار نہیں جنگ
سو ہے فیصل کہ جب ہے تیرا تیرے جنگ
زنگ ہو نام و کا کرنی ہے جو تیرے جنگ
ہو کہہ سے کرتا ہے جو کر زندگی سے جنگ
کرتے ہیں اس پر عبت باہم جو ابیر جنگ

دل متحرک نہیں سکتی تیغ و تبر جنگ
بہ لگے مہر و محبت سے جو ہاتھ آئے تو آئے
حنش ارونے مارا شکر صبر و قرار
سامنے چہرے تیرے ہر در کا ہے حال
کب سپاہی کام پر آئے کے دے اپنا جی
پہ نہیں مکن کہ وہ دھنسی کیسا تو ہے رام

در بڑا تھریر بر سودا کی قیمت کا لکھا
کر جنگی اسکی تلخ باخار نقدیر جنگ

نیر و دیف لام نہ

سین عشق کو کشت و لب بیا بیخ دل
 ابھی چسکی ہر ملک سے شور فیا بہت بلک
 لڑکے مغلوب طمع و لکونہ حسرت و رشت
 تنہا سان رو کو بونکر نہ کہ اب سے بین
 دسز میں جو تو کر مہر کا طرہ مفرض

ست پہاڑ کچھ اس نظر سے بیا بین دل
 صبح کا وقت ہی ہرگز نہ غفل خواہ بین دل
 یہ برجی جیت ہی نہ اس کو برباد بین دل
 ہم بنا ہستی کی اپنی رہ سیلا بین دل
 ساتھی کے سامنے دیکھتے شب بے تاب بین دل

کوئی بچا نہ سے رکھہ دل کو کنا سے سودا

شیشہ تو تباہی جا کر رہ احباب بین دل

یکدمت اگر زمانہ جہان کے تباہ گل
 کہتے تھے اسے کہ نواشنائے گل
 دیکھتے اگر صفا بہن کو تر صبا
 ہے شرط دروہوں کہ مجھ حکم غنہ
 ہستی ہی ہستی بن جو بہتر نہو مزا

سر کو ہمارے خاک نہ دیو سے جا گل
 اسے عند سب دیکھی نہ آخر وفا گل
 کہوئے کہوئے نہ ہم سے بند قباہ گل
 کوئی کسی نزار یہ ہرگز نہ لایے گل
 ہنسنا ہوا جہان سے ہرگز نہ جاسے گل

سودا کے بہار میں دفع زمانہ دیکھ

ایسے دے دے بیل سے ہاڑے گل

آج در پر ترے بڑا ہون نہ مال
 اپنے ہونٹوں کو دیکھتا ہی لال
 موم گئے دسرو دیکھتے ہی نہال
 سنگ کی بول یہ کسے سے لال
 دے ہے تو دنا ہمیں دیکھا اگر مال

کہنچ شمشیر باد دل سے کمال
 بیان کہا کہا کے آسکھی نہ چغ
 اس کے فاسٹ کو صحن گلشن بین
 لے سے دل کو دیکھے ابدا دل
 واہ دا پے سنا کو دالے کے

سب وہ نخل اسید سے سودا

۵۲/ جتنا چاہے لو کہا یہ توڑ دال

ہوے نہ ملک عشق سے کم رسم دماغ دل
ماند غنچہ ناک پریشاں ہووے تو

روشن رہا ہمیشہ الہی چراغ دل
کب اس چین کی سیر میں یاد دماغ

اس چین کی سیر میں آیا یوں بلکے
بہ نہو دریا کہ جسے گزرنے سے بل بندہ کر
قتل کا کہ کیا ہے آج اُن بکھوئے غم
عہد میں تجھ حسن جب کو ہے شغل عشق

کہا بنائے صنائع قدرت کے رنگیں گل
سوج چشم عاشقان و توڑ دال
کینچ کر تیغے رہے ہیں اُس فتنے غل
مج رہے ہیں حق سے غریب غل

حل شکل کسے ہو سودا کی تم بن باغی
کھول دو مشک کشا عقد رخی شکل کے گل

پوہتے ہیں دُر ویدہ فنا کے مول
دل پر خون کو نہ وہ معجب ہوئے نہ نگہ
راہد انقل گہر بار پہ واعظ کے نہ جا
مرغل کے جو تھکاری میں اگر صید حرم
شوق کی کوئی بیٹنگو کے لڑکھا کو خلق
عکس روئے ہے کہ تہاے لب سے دیکھ
بے زاری خلق کو یہ کہ کیا کیہ

ثرہ تر گویاں بیوں غاشاک مول
جرعے ہو خوشی میں تو دنا کے مول
ابھی بچے ہی بیٹا درادر کے مول
کئے آؤسے تو خریدیں زوہ تر کے مول
نہ نہ تو ماہو کو جو دل صد جا کے مول
ان گنہوں کا بنا کیا ہی ہے حکم کے مول
کوئی کاٹے تو بے کیڑہ و کباب مول

جنس دل اپنی کے کہنے کو کھون کیا سودا
مفت پر لکے ڈر شے دے اُسے غاشاک مول

نہ نہ تو ماہو کو جو دل صد جا کے مول
ان گنہوں کا بنا کیا ہی ہے حکم کے مول
کوئی کاٹے تو بے کیڑہ و کباب مول

میری نام ہو گئے

فائل کے دل سے آہ نہ نکلی جو سن تمام
صبا دسی جون ہے اثر نالہ منفعصل
انک اکھون سے نیچے تو رہا نہ سہ دل
آتش کو رنگ گل کی صبا کو پہو پہو
وزراہ بھی سم تر پینے بنا کر کہیں تمام
انک دسی آئے نام کو توڑی نفس تمام
جب فافلہ ہیک نو جو باہگ جس تمام
جلوایں شیان کے مری خار و س تمام

سودا ہوئی ہے شائے کوڑھوین کی راہ

اس سست مارا کوئی کیا دسترس تمام

نہ غرض کفر سے کہتے ہیں سلام ہے کام
دل نالان کو کہے کے یار کے کام
کیون نہ افعی جلی ہر ایک جگہ بکرا کر
سون سپر اسکا ہے بعد گرفتاری صید
گر اکبلا کہیں بلجے بہن نو دل کا
نہ عا ہکو تو ساقی سے اور جام سے کام
کوئی ہے چین رہو اپنے سے کام کام
نہ پیرا اسکو تری زلف سنیہ کام کام
نہ گرفتار سے مطلب ہے نام سے کام
لیجے سن مانتا اس شوخ گل اندام کام

جو میں آغاز ترے کام کا دیکھا سودا

وہ وہ دن کہ تجھے اس کے مو کام کام

میں نہیں گئے

اب اس طرف تری دل گرمی معلوم
بہر جا اول میں ترے اس قدر غم
نہ زرنہ زور نہ طالع نہ تر دل میں دم
سنے کی کون کر دن کے اکے جا زیاد
عفت کی مہر کی منت اٹھتا مانتے کو
طلب اٹھ ترے باہن دی اچھو مکھ
تیاک غری جو ہو گئے ہم ہے وہ معلوم
کہ جانیں مرے کہنے کو مہر تو معلوم
جو چاہے تجھے بہ دل کا صاب ہو معلوم
جو رو تجھے ہے جہان میں سو معلوم
سے وصل دور تر ا میری جنت جو معلوم
دور کا وہ لب شری سے سو معلوم

<p>خطا زلف کو بتری کہوں جو شک من سیاہ فام تو ہے وہ بر ایسی بوسلوم سخن تو بار ہی سودا برا نہیں کہتے وے جو چاہیں یہ انداز گفت کو معلوم</p>	<p>کیا مجائی اٹنے میری دل کا شے میں موم زلف کو کہو لا تو کہیں دل کے شور کا عطا ست گئے وہ شور کے کہ تب آئی ہمار بجہ نگاہ گرم کی حسرت دل باری خوش اسقدر میں لاغری میری خوش بنے ہر دل کو سن کو چر میں تپ اب ہے خیل شک</p>
--	--

<p>خانہ پرورد جن میں آخر ہے صباد ہم خندہ گل یے تک فریاد بیل بے اثر ذبح نوکر نام تک فرصت گئے کی دے میں جسم سے گیا اپنے قدم کے فیض سے نہیں کھل سکے اسیر بے تر کا</p>	<p>اتنی فرصت ہے کہ بولیں گل سے آزاد ہم اس چہ سے آہ جا کر کیا کرے یاد ہم عید قربان ہی تجھے دہین مبارکباد ہم خانہ زنجیر کہتے ہیں سدا آباد ہم طوق قمری کی طرح رکھتے ہیں یاد را دم</p>
--	--

<p>لے دیدہ ز حد ہر گئے ہم تجھ عشق اور ز خوش نہ کجھا</p>	<p>اب جنون مصرع ترا سودا کے ہی زنجیر پائے بند سے ترے نہیں اب کو آزاد ہستم وہ ہے جو ہر خشک ہر گئے ہم دکھہ ہرے ہی ہرے گئے ہم</p>
---	--

خانہ پرورد
اس کو کہتے ہیں
نور میں کہتے ہیں
جدا ہوا اور
خانہ صباد
میں جسم سے گیا
نہیں کھل سکے
اسیر بے تر کا

یہ اجو ستم جو اسکی نوجوان
یہ قلعہ پڑے ہا سوڑل
جون شمع لبون نگ آ رہا جی
انتی ہی پتنگیش قد می

اپنی ہی سو خوب کر گئے ہم
سودا کے جو رات گھر گئے ہم
تن ہا سو گدا ز کر گئے ہم
گر شام نہیں سحر گئے ہم

ہو گی نہ کسی کو یہ خبر ہی
اس نرم سے اٹھ کر گئے ہم

رولیف نون

علامہ سو گمن دل پر برہ کی سائین کر بیان
گتھی نکلیں میں نعت دس تار اند کی لڑیاں
ہنوز آئینہ گرد اس سے تھہرے گولٹا
گرہ لاکھوں میں غنچ کی صبا اکدم بین
دوانا ان موٹکان قسم درج مجھ کو
جہری تلوار یکدگر کل و بلبل گلشن میں
کھٹائی گوشتانے سرم اپنی رلف عقد

پتھر کتنے گئے ان ہی نکتین جن بنا گہر بیان
بہ انکھیں کیا بلا سے گلے کی ہار موڑیاں
خدا جانے کر کیا کیا صورتیں اس خاک میں گزریاں
سلیچین تھے اسے آہ سحر لکی گلچوڑیاں
مدار و چوب کل جھکو بغیر ازید کی چڑیاں
تھار جی سج کہو دونوں میں کسی انکھڑیاں
نہ سچے یہ کسی دل میں ہزاروں ہیں گرہ پڑیاں

نہی اس دوائے ہو جو ملی کو نہر دوسر

اگر سودا کو جہڑا ہے لوڑ کو مول پوڑیاں

نہ غنچ گل کے کہنے میں نہ گرس کی کہلیاں
کہیں بہتا ہے دیکھا اس خوش شیدا کو
تسہم لبون نمایاں ہے سی اتودہ ہونو
بے لہو ہر اسلے کسی نوجوان عالم میں

جن میں لیکے خباہت نہ کسی انکھڑیاں ملان
بہرے ہی دھونڈتا رشب جانی انا دکھان
ہنوں ابر سید میں اس طرح سجلی کی اجلیاں
غلط ہی بہہ زبان پر کہ سب مصر کی ہونیاں

سودا
چوڑیاں
بہرے

دوانہ ہو گیا سودا تو آخر رنجہ کر کے برہنہ
نہ میں کہتا تھا اسے ظالم کہ بہ باتیں نہیں

آنا ستم نیچے رہی جان جان جان	کیاں بہنیں رہیگا تران مان مان
گندرا ہی نوجن سے کہ جائے ترانہ آج	کہینچے بے غم سے مرغ گلستان
آئینہ شک تو دیکھ کہ خاقی نے خاک کو	کیا کیا بائیں صورت ہاں سان سان

ہو جا کسی نے مارا تو سودا کو کسے

ہو لا مجھے وہ گہو سے ہمارا آن آن

بیل جن میں کسی میں بہ ہر ہر جان	تو ٹی ٹی میں غنچوں کی ساری
تجہ مکہ تا شا کرین مہر و ماہ کی	سریر سیم و زرس من دو نور کیا
صبا د کہہ تو کئے کبوتر کو دام میں	سکھلا دیان میں دلی سے فطریا
افسوں میں کر ملا کے تو زاہد ہے شراب	مصر کی دین سنگا کے سچے ہم گلاب

فریاد و قیس و ون گئے سودا کا ہر حال

کیا کیا کیاں میں عشق نے خانہ حوایاں

باتیں کہہ کر گئیں وہ تری ہوئی ہوئی	دل لکے بولتا ہے جواب بد بولیاں
ریات سے لطیفہ و سر یک سخن ہے رمز	مرآن ہے کنایہ و مردم تہو لیاں
حیرت اسکو بند نہ کرنے دی یہ کہہو	آنکھیں جس آ رہی تری نہ کہو لیاں
اندام گل پہ ہونہ فبا اس سے سے خاک	جون خوش جیوں کے تن پہ کی خوش لیاں
سانی پہنچ کہ تجہ بن اس پر ہا زمین	پڑتے بہن مگر گریستی میں ہو لیاں
کس طرح سے سودا کو کی کاوش و دیکھو میں	نزلگان نہ کر سکیں تو لگا جن چھو لیاں
کہا جائے ہر سر نہ کہتے ہر حنا	جس جگہ سے خونین جا بہن بولیاں

۵۰
 جون برفت ہوئے ہیں خاک پہ بیان بند | افسر تو بلکہ گرم ہیں کابل کی لولیان

سودا کے دل سے صاف نریشی تھی زلف بار

شا بنے پیچ پڑے گروہ اسکی کہولیان

تو نے سودا کے نہیں قتل کیا کہتے ہیں	یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں
جسے پوچھا کہ دل خوش ہے کہیں دنیا میں	رو دیا آئے اور اتنا ہی کہا کہتے ہیں
محبوبے کسی بیچا میں جا اسے زاہر	ایک شیشے کو بھی ثابت نہ کر کیا کہتے ہیں
تو تو اس معنی سے کیا شاد ہو ہو گا	پوچھئے اہل دلوں سے کہ وہ کیا کہتے ہیں

نہ اپنا سوز ہم تجھے بیان چہیں کر رہیں	جو دل خالی کیا جا میں نواہ سرور بہرین
جگر کا ہی جو جھگو صدم کہہ یاد کرتے ہیں	سباں ہم تو مسلمان ہیں خدا ہی کہتے ہیں
کہے بولیں عقیق اور گہ انگلیں نعل	یہ ناشاعرے ہون تو ہو کیا نام دہرین
گلی میں اسکی مت جا بوا بھوس مان کہنا	قدم پر نہ نہیں شکو میں دمان سرگردین
نچا را کر کے کچھ دریا کی روانہ کا	کہیں دارستان زنجیر جگر سے بہرین
تینا میں کسی غیغوں نے دہرین لائے	کہ انکا موتیوں سے منہ تیرے قطر جو بہرین
کیسے گرے دل بکچے چشم نہ ہرگز	بہت سارویے انکو جو پس جینے پھرین

طرح پوچھوں کی اپنی گہرے سودا کی نظر دین

یہ بائیسے خوب روئے ہیں گہری پر سورتے ہیں

کس کس طرح سے دیکھیں سبا علی نقاب	کید مر گئے وہ ساقی وہ ابروہ جو این
حسرت آئے گا دل کہوئے ہونیانی	شاہ حضور اسکے زلفوں کی لے بلاین

عاشقِ نسا میں اپنی بہود جانتے ہیں
 غنچے کیلے ہیں کپوں کر تجھے صبا جن میں
 یردانی تک تو پہنچا مکتوب شمع لیکن
 کچھ اس سو اترتی اپنے میں سم نہ سمجھے
 محض کا دخل کیا ہے محفل میں نقان کی
 اپنا چراغ دل کا جہم سے بجھ گیا ہے
 آہ ساز می انکو سے کفر سے سندر
 جس خست کو آتا کر دیکھیں وہ چشم ل
 کہا شکر کیا تسکیت اپنی ہی شکل سے ہے
 گماڑا قدم جنوں نے کوئی قناعت اندر
 سو د ا بہ کہا میں تجھے درود کے حق میں
 بہ بات شکر مجھے بولا وہ آہ بہر کر

جی کا زمان جو ہو سے ہو سو جانتے ہیں
 دانش کی رسم ہم تو مفقود جانتے ہیں
 ہم راہ نامہ بر کی سید و د جانتے ہیں
 اک دن بدن غم دل افروز د جانتے ہیں
 بوداغ و لکی اپنی اسم عود جانتے ہیں
 ہم گہر کو سہانگی پر د و د جانتے ہیں
 جو درد شکل ہستی نا بود جانتے ہیں
 صورت کو اپنی اشیں موجود جانتے ہیں
 دو نونے آپ ہی کو مقصود جانتے ہیں
 کس مجلس میں جا کر وہ کو د جانتے ہیں
 کر لی دعا دوا سے ہم سود جانتے ہیں
 تدبیر ہم بھی بہ ہی محمود جانتے ہیں

لیکن یہ وہ دعا ہے جسکو اتر کے در کا

گویند گانِ آمین مردود جانتے ہیں

سبب کے باز داتا ہا آشیان ہم رہیگا با آفتاب گلشن

بھی کہ غنچے نے آنکھ کھولی خیال گل بہا سو خراب گلشن

گاہ بہر بہر کے توجہ دیکھے ہی لاسے گاہ بہتہ تاب گلشن

مجھے ہی دہڑکا کہ بہ بنجا دے جن سے ہو کر تراب گلشن

طرف ہو نقشے تیرے منہ کے بھی تو پانا نہ باغ نے پھل
 بہار سو اخف تر گشت و میل سنبل خراب گلشن

<p>بہارا اچھی تو او اس سے خوشی بہنیں ہے کچھ ایسے دلو فسردہ خاطر جو مودے اسکو فیصل گل بن نہ میل دانے پہ بلبلو کو نہ خوش کریں ہیناں یا پانی پہنچ کر دیتا ہے عمر اپنی کو آج تجھ بن جواب گلشن کرے ہر ترغیب مجھ کو سودا عبت تو گلشت کی ہمیشہ جہاں زنجیر ہے مرزا دلی سیر کر نکلیا باب گلشن ابھی جو مہن جین میں جا کر کوڑا چھانکے کہول پہنچے گل کے آغون سے عاشقوں کے گئے ہر دین جا گلشن</p>	<p>باتیں کتنی بہن بہن منہ لگے سنو ہمیں قدرت اور دلو کی سرگرم سنیں جو نیکی کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہنا شب سایا بزم بہن آج خلل سے عالی بوسہ ہنس کر نہ دیا آئے سوائے دہ کوئی سمجھے ہر ترے گہر میں ہم میں کیوں رات حاضر ہوئی سودا کے جو ہم پہنچے</p>
<p>سو میرہ بنو انا بلب گور بہن بہرے کا دم سے دے مقدور آنکھ خالق نے رقبوں کو دئی نامور جام کچھ اور دن سے دیتا ہے تو معور سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور سو کے مانع تو کر خلق میں مشہور شعر رتبہ نظر آیا یہ وہ رنجور پہنچے ہم آرزو سے وصل میں نزدیک برگ</p>	<p>دڑتے دڑتے جو ترے کوچ میں آج کیوں مجھے گھر سے نکالے ہر کون نہ تکلف نہ محبت نہ مروت نہ دانا</p>
<p>سو چہ سے شکل ملاقات ابھی دور صید خائف کی طرح رو بٹھا جانا مون آپ سے آب مری جان چلا جانا مون سا دلی دیکھ کر اسیر بھی ملا جانا مون</p>	<p>دڑتے دڑتے جو ترے کوچ میں آج کیوں مجھے گھر سے نکالے ہر کون نہ تکلف نہ محبت نہ مروت نہ دانا</p>

اننا اگلے نہ ہو تم کہ رہا جانا ہوں
ہوں تو میں ناہنہ میں ترے یہ اراغنا
شکل دیوار خرابی کی گرجا جانا ہوں
ہوں میں مضمون تری باتوں میں نہ جانا
گاہ بگاہ اگر آپ میں آ جانا ہوں
اسے ہی آگ میں میں آپ جلا جانا ہوں
بات کہہ کر ہی تو مانند صبا جانا ہوں

ماوان مرغ ہوں میں اسے زلف کے پردار
طاہر رنگ حسا کی غلط آب اسے صباد
کوئی تعمیر کے درپے نہیں میری بیہات
تکر موزوں نہیں گزرتی گزرتا رہے
سوچو ہوں اپنے تئیں جو سن رفتہ زیاد
گرم خوشی کر د مجھے کہ مانند چار
ہوں میں وہ وحشی رام خور گدہ ناہنہ

صفیہ ہستی یہ اک حرف غلط ہوں سودا

حب مجھے دیکھتے تھے تو آتا جانا ہوں

نہے زندگی سے اپنی دل کو حجاب
پہرنا ہوں نالے کرنا ہر سو حجاب
ہوں جس جگہ میں دہائے انکس کا آج
کرتا ہوں جس کی کو پیار خطاب

داند ہو خرمی سے یہ کیا حاجت
اپس برگ خشک آنا جو نخل سے جدا ہو
جلد ہی بیچ کر بلکھو دیتا ہوں بے نجاوے
بے اختیار مہمہ سے نکلے زمام تیرا

مل جا جو جانا ہے سودا کی زندگی

کچھ بطرح سے شکوہ اضطراب

مانند لاخون ہوا لب ریز جام میں
لاوے ہر شاخ سے پر پر دار دم میں
نقش نگین کی طرح سے ہیں تمام میں
ہو کر گئے ہیں دل کے تئیں جبر عرام میں

گلشن میں بارہن مجھے شرب ہوا میں
کھاڑے فضا بغل میں و تم کو مرغ کو
آزاد گان کے تنگ بن رہے وہ سناہ جت
ان خوش قد و کمی جاں کا انداز کیا ہوں

سودا سے ہم سخن ہے جس انداز سر وہ سوخ

انی جو لوہو کی مچھ اس کا مین
 غم کی ہے جتنے خوش دلا ہر یار
 راز دل فاش کہانے نے مراسا
 ست پرواز ہوا پر اندر سے دلتے
 بادہ جس روز کہ ساقی ازل بانی تھا
 یار کا دل میں ہمارے ہی خیالی زخما
 طرفہ صحبت کے ساقی تو بہ کہہ کر دے
 تنگی اپنی بہ چاہے کہ ایسا ہر دے

دل میں جس رنگ سے سودا گزر رہی ہے لہر

موج ہے کرنے کے جلوہ گری شیشہ میں

اوک نے ترے صید بچھو اڑانے میں
 کیونکہ نہ جاک جاگ گریاں دل کو نہ
 زینت دیں مفسی ہے تنگ کماؤں کو
 اس مرغ دل سچہ کے تو ختم طمع کو
 جلد میں کہنہ کہنہ کیا فد کو چون کیاں
 پایا ہر ایک بات میں اپنی میں یوں تجھے
 دست گرہ گشت کو نہ ترنیں کرے فلک
 ہم ساتھ ہی ایک مہین تجھے ہن سکی

تر ہے عریض قبلہ نما آشیانے میں
 دیکھو نوجون تری زلف کو میں شیشہ میں
 نقش و نگار جہت ہند کچھ اسکے غام میں
 در نہ سنائے دام تجھے عروہ دانے میں
 تیر مراد پر نہ بہا یا زانے میں
 معنی کو حیطہ سخن عاشقانے میں
 ہندی بند ہی نہ بھیجی میں انگنت کائنات میں
 جادو کیے تو آپ کو آئینہ خانے میں

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
 اپنی تو بند آگئی تیرے فکریں میں

عاشق کی کہے چشم رو عی بن مریوین
 پیارے نہ بڑا مانے تو کر بات کہوں میں
 چپ کر جو کہیں تجھ کو تنگ دیکھ رہوین
 پہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ بچ کر دلا

بن رختہ گشتی ہو رودن اور ہون میں
 کس طرف کی اُسید پہ ہو رہوین میں
 سراپک مجھے آکے ستا نام کہوں میں
 جوتی ہی تھی تو تو جیتا ہی رہوین

سستا نہیں خط آنے یہ کوئی ستم بار
 سودا کراہ ایک سہون یا یہ سہون میں

جہنم ترے بری کیا رکستی عی مطلب
 نخت دل کس دن نہیں کرتے رے دانے
 سے مجھ کو ابرو دریا بارانا تو بھین

اکدم اسے جدا ہوتی نہیں اب اس میں
 تر نہیں ہوتی ہو میں کو نہ شب استین
 تجھے نکلیں گے کئی جا رہو گانج میں

نچو بھی سودا کچھ ایسی بقرا جی ہے شرم
 برق ہنستی ہے تجھے رکھ منہ چیتا نہیں

سوئے میں تر گہر کی طرف رو نکرون میں
 دل دون سے تجھے ہی دھانچ رہوں جو
 دیکھوں نہ تر اٹھہ کہو اب گل کے میں سوئے
 نظارہ کروں تر گسٹھلا کو شب روز

تا دوسے ترے ملے کو کیوں نکرون میں
 خواہش تری لوگو کہ جو کیوں نکرون میں
 سنبھل کے سوا زلف تری تو نکرون میں
 بردید تری تر گسٹ جاؤ نکرون میں

سابہ ہو ترا سرد کا جس جا کہ جن میں
 عادی ہے کو جہین جو جو نہ دوسے
 جس جا کہ ہلال مہ عبد کے نظر دین
 لگتے سوئے لبت دیکھوں نہیں کسی

وہاں باد تر افاست دل جو نکرون میں
 کہوں اسے عجز سیر جن جو نکرون میں
 ناخن بدل اپنے تری ابرو نکرون میں
 کا کل یہ نگہ تری سر ہو نکرون میں

نچہ حسن کو با سنگ ترا زو نکرون میں

مجھ دھنسی لکھ سے جو میں اب لکھ لکھوں
اب تجھے ملوں جب کہ لکھ کر جو قسم تو

سے دوسرے کا شکوہ جو مردم بچے سردا
رگز جگہ اسکی ترے پہلو نکر دن بن

جلوہ گریا رہا اور نہ کہاں سے کہ نہیں
تم ہی تنگ دیکھو تو صاحب نظران کے نہیں
ورنہ یہاں کون انداز فغان ہے کہ نہیں
کچھ علاج کا بھی ہے شیشہ گر ان کے نہیں
موسے باریک تر اسے خوش گران کے نہیں
کوئی تو بولوسیان شہد میں زبان کے نہیں
ترے رہنے کا معین ہی مکان کے نہیں
کچھ تجھے عقل سے بہرہ ہی ان کے نہیں

دیکھا میں قصر فریدون کے در اوپر اک شخص

حلقہ زن ہو کے بکار کوئی یہاں سے کہ نہیں

اوسے اگر تو خواب میں سو خواب ہی نہیں
ایسی نماز عشق کو محراب ہی نہیں

اسے آہ کیا کروں نہیں بکنا اتر کہیں
جبکہ کیا رہا ہوں سو گھٹا سے کہیں
ظالم بہرے ہی جام تو خطہ یسیر کہیں

غیر کے پاسش اپنا ہی گمان ہے کہ نہیں
مہر رز سے میں جھکو ہی نظر آتا ہے
پاسن موسس مجھے عشق کا ہر ایسے بل
منکے ٹھکر دن کو بغل پیچ لئے بہر جون
اگے شمشیر تھارسی کے بھلا سہ گردن
جرم ہے اسکی جفا کا کہ دفا کی نقص
پوچھا بیکور میں سودا کو اسے آوارہ
کے نیک ہو کے بر شفتہ لگا یہ کہنے

ظاہر میں دیکھنے کا کچھ سباب ہی نہیں
سجدہ کروں کیونکہ تری بیٹے کے تے

جی تنگ تو دیکے لون کہ جو موکار کہیں
موتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے جھوٹند
ساتی ہے اک تبسم گل فرصت ہمار

پہرے لگے تو جون کھٹ دریا بہا بہا
جاو وہی بن چشم نوست ایسے نو دیکھ
دل آہ شعلہ یار کے بروم پرے کی گرد
خواب یون کہو نہ مری چشم سے تنہا
منہ تو بچھے لگا رہے تو کب جام کھینچ
صحت میں تری آنکھوں شیشہ تراب
اس دل تو مجھے کہہ تو کہیں کیا کروں سار

دامن اگر مجھ سے امیر نہ کہیں
دھڑکے عروں لگ نہ بیٹے نظر کہیں
برو داند آسکے مری سمع پر کہیں
آگاہ جنگ آن کے محبت مگر کہیں
آتا بھی واہ واسے مہر گر کہیں
خالی کروں میں دل کے تین تہہ کہیں
اویں کہو جو حضرت سودا اور کہیں

انگشتہ کی گھر کھینچ غنیمت دشت

گہر میں تو خاک بھی نہیں آتی نظر کہیں

بے بیل چین گل نو دسیدہ ہوں
گر باں نہ شکل شیشہ دخت آن طرز جام
تو آپ سر زبان زد عالم در نہ بن
کوئی جو پوچھتا ہو یہ کس پرے داوہ
تبع نگاہ چشم کا ترخی بنیں حریف
کستے گردن میں دعویٰ دل جائے خدا
کرا می جا کے گل کی نشلی چین میں تو
غافل ہے کیوں تر امر می صفت کیوں

میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
اس سیکہ کیے چ بخت آفریدہ ہوں
اک حرف آرزو سونبلا سیدہ ہوں
جون گل سزا جاسے گریبان دریدہ ہوں
ظالم میں فطرہ ترہ خون چکیدہ ہوں
دل دادہ رکھ رخ دلر نہ بدہ ہوں
خون جگر میں میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں
ای بیخبر میں نالہ حلق بریدہ ہوں

میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد

جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

کیوں میں کہیں دل آہ ناز و نکر دن
نالہ جا کر بس دیوار کروں یا نکر دن

پہر سوچن چھپے سسکار کروں یا نہ کروں
 نائے دل کہوں کے دو چار کروں یا نہ کروں
 جی دُر کتابے کہید ار کروں یا نہ کروں
 بے زبان میری بھی گفتار کروں یا نہ کروں
 ذکرِ روغانِ گرفتار کروں یا نہ کروں
 میں زبانِ اپنی سے اظہار کروں یا نہ کروں
 این سلوکوں پہ جفا کار کروں یا نہ کروں

اے تو چہا کئے جو بہہ فقل ہے شیشہ بن
 مے گل رنگ بھی سا تی عجب بلبل ہے شیشہ بن
 جو کچھ دیکھا تو چاہے دیکھ لے دو قطرہ مری کی کر
 لبان جام جسم احوال جزو کل ہے شیشہ بن
 بہت کر کسی زلفوں سے تھپا سوئی جن لذت ہی
 گلاب آکر تو تک مونگو ہوے سنبھلے شیشہ بن
 کبھی باون کو خواہن سو کے لیفی کواں دین
 نظر کر تک پرش فی تھد کا کل ہے شیشہ بن
 دو عالم کا تماشا جسکے یک جہرے ہے کیا ہم
 وہ نور چشم بنا کر آگے چلے شیشہ بن
 اذ انکا شور بھی کیا کم مرا غریب سے سناتے

[illegible]

جو غوغا طاق مسجد میں کر دو ہی غل سے نشین
بغیر سے جہان کے باغ میں کیا سیر سے حاصل
بقینہ نوجوان سودا حسن برائے گل سے نشین

ہے وہ ایک بیت کہ سو معنی دیکھیں
ہو حائل نہ کہو دست لگا رہیں
سب کو دن شوق ستم کے بین مضامین
زشت رو کا ہی ال اپنے سو کین حسین
بات وہ کیجے کہ نہ لگو ہو کین حسین
کہ دل اپنے کو سودا یاد نہ ہو کین حسین

لطف کیا رکھتی ہے اس باغ کی سیر سودا

شاخ پر دیکھنے کے گل کو لکھیں حسین

ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں
سواک نظر سے میں ہم دیکھتے ہیں
تجہ تیری کہا کر قسم دیکھتے ہیں
تاشاں ویر و حرم دیکھتے ہیں
جہن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہیں

ملا لک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں
جو کہہ دو دست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں
جو نامہ اسے کر رقم دیکھتے ہیں
کسی زلف کا بیج و قسم دیکھتے ہیں

خانہ دل کہ نہ خون ہو بکا آئین حسین
ہے وہی گردن عشاق کہ جز متغ جفا
وہ خطا اوس کی کتابی یہ بہم پہنچا ہے
صاف طینت سے نہ خوب کی ہو خاطر غبار
ہجر اور صل کیجہ کام نہیں ہے ہنگو
عمر وہ روزہ ہی خستہ ہے محرم کام

گرا دست اہل کرم دیکھتے ہیں
نہ کیا جو کچھ عالم میں جم نے اپنے
یہ بخشش میں سے ہکو بے اختیار ہی
غرض کفر سے کچھ نہ دین سے مطلب
جاپ لب جو میں اسے باغبان ہم
نوشے کو میہ تاتے ہیں رورو
خدا دشمنوں کو نہ وہ کہہ دیکھا دے
متا جے یہ حرف حرف اسودنے
اگر سے نہیں کام سنل کی ہنگو

چوڑے کب بت کی پرستش کا برہمن
عشق کا چوڑے جو بہہ دل دشمن دامن
پاک نہ ہزار ہین رکتی ہے بہر زن دامن
ہر لگا کب تین تہا بنے سو کو دامن
خوڑ لگا اسکی کشت کا نہ بہر دامن

دماغ دل پر ہے دے دہی یہ صورت سودا

جیسے چٹکے ہے کوئی بردر گلشن دامن
منع رو نظر دامن جون شمع گتے جاتے
انکے خرقون کے گریبان پہننے جاتے
رات دن زنت کے کیا ملے جاتے
رشتہ سے کوئی الفت جاتے
گوشت گل جب درخشم سے پہننے جاتے
اکل جنہیں کئے سودہ گل نو چہ جاتے

ابر نرکان کو ترے دیکھ کے ترے سودا

بل ہر اک نالے پہ صحران پہننے جاتے

نہ ردلف واو

ہر گئے دیکھ کے منہ خنجر گان مجکو
نظر آتے ہیں اوپر گنچ شہیدان مجکو
جا خوش آتی ہنیں جو گونہ غریبان مجکو
رات آتے ہیں نظر خواب برت مجکو

سرخنا دیر کے سجدے سحر کر منہ نہ
پہننے نامح کا ہمارے گریبان تک ہاتھ
کہا زائد نے بچے دختر زر گریبان نہ کہہ
چوڑ دنیا کو کہ اس مادر میہر کا اب
عشق فولاد مرا حسن ترا متناہیں
بیکم بہتر جو ہو کھوتہ زائر

ترے پہلوے جو مجلس میں جاتے ہیں
چٹکے دامن تے ہماری سوترے کوچے ہے
کینچ کر منہ گھر چہ بڑا ہی شیعہ
زخم دل قابل مرہم نہ حاجب کیوں باز
گوشتواروں کی کہاں تھے ان کا نوکو
خار رہنے نظر آتے ہیں گلزار جان

چیز کیا ہوں جو کرین قتل و لیکھیاں مجکو
سیر کرنا ہی خیال اسکی نگہ کا جید ہر
گل گلزار زخم ہوں کیسے سیر
ہاتھ کسا ہے نرخی رلف کا شایہ سیر

ترجیب مگر سیر چین کی بہن سودا رہے ہیں

رفتہ رات

سر جہز خوا خوب ہو دلاں لیک ہوسکے

دیکھے دل ماہتہ سہ نہ دھر کر زد	رشتہ محکم بہنیں محبت کا
گل کوئین جب سے ہو کیا بچن	جل کے سر اور ہی دماغ بہن ہو
جن کہا میں ہوں عاشق بہن	بولا وہ مسکرا کے یہ نہ کہو
تار سونے نے گو شوارہ کے	دیکھ اسکی صفائی عارض کو
نخل اب ہوا کہ اپنے تین	قطرہ آب میں دیا ہے دلو
سچ سر یار و اثر ہو محبت کا	ایک جاگہ جو مل کے بٹین دو
کل جو اس بیوفا ملک پہنچا	کل نے پیدا کی ویسی ہی خوب

اب تو دل دے چکا ہے سودا

آگے قسمت ہے ہونی سو سو ہو

خط اسکا سادہ لوح کے پرستاروں سے مت بوجھو

عزیز و کفر محمد کا فرما دینداروں سے مت بوجھو

نہ استفسار کیجئے ہم سے اس لب کی حلاوت کو

شکر کا ذائقہ خون جگر خواروں سے مت بوجھو

ہمیں گرنا و گنج قفس کہئے نو آتا ہے

چمن کے زمزمین کرنا گرفتاروں سے مت بوجھو

علیگارشان ہے جو اس خوش زند کے کو چکے

بہت وسایہ طوطے گنگاروں سے مت بوجھو

فراہم سوس ان دونوں ہم شہر یوں دل سے سوداگر

خبر اسکی جہان آباد کے یاروں سے مست یو جو
۱ جہان اب تو ہونو ہے دہا ہوسا
جانب پہر پہنچے تو لے کوئی نہ کوئے دہا
قوم بن لب پر نہ لاوے کوئی جیسے نام
سرع وہ پہنستا نہیں جو نور ہا
ایک یو چے یوں تو بوسے دہا
بہیون ہون جو ناب دل سے دہا
یو پنجے دہا سے کے تیغ خون
دل جو دہا کوئی تو جان کے آرام کو

شیخ نے اسٹ کو جگر کو چین بکھاتا
سولے جگو تو دون یوں اپنے سین ہا
کوہ کن ہے بچہ جگر کن کے گہرا
جہوت گرنے نہ تیار دے کسی
جنس دل کتنی ہے ناکارہ بار بار
کیا کر دن پاکیزگی کا سب سے اسکے بیان
بہ شفق مست سچو یار د خدا
پہر کہیں دل دینے کی بھنے تو کہانی

کر کے تو رہا صفا سودا میل کل ہوا

آج پہرے سے رکھ کر دہا

آخر بڑے جہانے ہن فلک پر زمین کو
سرحد کے ست خون سے بہر امن
مانند جناب اپنے دہا باز لین کو
ساتھ اسکے یں جانا ہون کوئی جا
لگتا نہ مرے نام سے گر عیب گین کو
زاہد درینا نہ کے رخاک نشین کو
دے سرع گرہ سے یں فریاد حزن کو
نقصین مگر اسے شیخ تو ہے مجھے دین کو

آلودہ فطرت عرف دیکھ جہین کو
اک مید سے دلکا یں باندہ غفران
آنا ہی تو آشوب کہ میں روک رہا ہوں
دینی ہی نہیں چین برسی اپنے گمان
برگز جہان دوسری اسکو ہوتی
جون دہا سچہ مور دابر گرم حق
اک گل کا چین یں شنو گوشت نہیں
راہب ہے بہر تیکہ مطعون

شیخ نے اسٹ کو جگر کو چین بکھاتا
سولے جگو تو دون یوں اپنے سین ہا
کوہ کن ہے بچہ جگر کن کے گہرا
جہوت گرنے نہ تیار دے کسی
جنس دل کتنی ہے ناکارہ بار بار
کیا کر دن پاکیزگی کا سب سے اسکے بیان
بہ شفق مست سچو یار د خدا
پہر کہیں دل دینے کی بھنے تو کہانی

عبدالمجید بن عبدالمطلب

بادشاہت دو جا کی ہے جو سود و محنت
آئندہ میرا کو ہے نظارہ خوابان کی عالم
کی نین خب عرصہ تنہا تو یہ بولا عالم
خون برق زدہ کا ہون وہ دانہ کہ مجھے
خشک کہتے ہیں کہ جو چشم جو تجھ کو امن
کچھ کہیں لو کہ مخالف ہے حق سدا

بس سونو رکھوں انکھوں میں آفتِ حلا
جب عزم کروں کہہ سے کوئی دوس کا ہا
موجب مری دشمن کا جو بوجھے ہو جان
اوردے ترہ نے نگہ یار نے یار و
اسرارِ خرابات سے واقف ہو جو راہ
بہر رسم نہیں تازہ کچھ ہے شیخِ جانِ مین
نامح یہ مجھے راست کیسے خاکِ نجراغ

دل کے دم خن کا پیاسی کہ ہنودا

خواہی ہمدرد ہو تو خواہ بین ہو

دہارا پاشا کی اس عشق میں جس
تن چوڑے گزردن نری کوچہ کو
ہم نقل عشاق پر انداز ہسم
نامات کے یہ دفعہ سر ایندول عالم
منت دیر و حرم کو بچھہ جگر دین

جس کا دم اول نقیس باز بسین ہو
یہہ چاہے نہ وہاں نقش قدم خاک نشین ہو
نازخم شہیدوں کے جگر کا سنگین ہو
آئے کو شہہ کیجے تو وہ چین بچین ہو
پتر ہی کا جب پوجا آیا تو کہیں ہو

سو اس کے خیالات میں چکے عرذائی

جو اپنے تخیل میں یہہ چاہے سو وہیں ہو

اس دل کو دیکھ لوں دجہاں یہہ کہو نہ ہو
آئینہ وجود و عدم میں اگر ترا
نارنگاہ و سوزن مرگان مار بن
جگر اتو حسن و عشق کا جینا کیجے
طرے کی کہل گئی ہے گرہ ورنہ ہسم
گدڑی سو گدڑی اہل زمین اورے فلک
دل لیکے پنجے ہون کے شعلہ کو بجے
گل کی نہ تخم مرغ چین کر کے غاس

سو دانو جو ہے تہہ کہ حب اس میں تو نہ ہو
رو در میان ہو تو کہیں بکوارو نہ ہو
اینا جو دل بیٹے تو کسو سے رو نہ ہو
گر مچکے میں قاضی کے نور و برد نہ ہو
شور دماغ مرغ چین گل کی بو نہ ہو
آئینہ بہان تلک تو کو مٹی خود برد نہ ہو
پرے یہہ ذکر اسکی بھی ایسا ہی ہو
ہم خام فطر توں سے نری جست ہو

سو ابدل کے قافیہ تو اس غزل کو کہہ

ای بے ادب نے در دس لیس دو دو نہ ہو

بجہ بن نو دو جہاں کو نے تہیں نہ ہو
آرزو خاطر دن کی جو آنکھوں سے ہم

ہو دین نہ ہم کہیں کے اگر تو کہیں نہ ہو
پیارے تباری ہانہ کا وہ ششیں نہ ہو

دلدارا جس کو خواہ دل آزار کچھ کہو نہ
 غصہ نہ ادا لگا دے سب سے دل کا مول
 شیریں نے کو بکس سے ٹکائی تھی جو شیر
 بر آن آ بھی کو سنانے ہو نامو
 اے ساکنان کچ نفیس صبح کو صبا
 سودا رواقت کا سبب جانتے بار

سنتا ہوں کیسی مراد رکھتے کہو
 تم ہی اگر ہو اسکے خرد ار کچھ کہو
 گواہن خان ہے اسی ہے ہوا تو ار کچھ کہو
 سمجھا کے تم آسے ہی تو ار کچھ کہو
 سننے میں جائیگی سوئی گوار کچھ کہو
 سمجھیں مخالف اسکو کچھ اغیار کچھ کہو

عالم کی گفت و گو سے تو اتنی عرصے خون
 بندہ ہر اک جگہ کا گنگا رکھتے کہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہیا ہو
 روای کہہ تو بھلا ہے سپہر انصاف
 ہوا ہے اسقدر آبر دل جا رہا

ہوا ہے ابر جو ساقی ہواورد دنیا ہو
 رہا ہے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو
 کہ ایک لہریں ٹوٹے زمین دریا ہو

جو ہر بران میں سودا کو منتقم جانیں
 سیاہی زادوں سے ملنا دیکھتے جو

نہ پوچھو قتل کر نہیں کہو سیر ہر آنکو
 یہ عاشق پیشہ عہد اسکے سینہ جتن نا
 شکار انداز اس کا ہر وہ جا چڑھا
 سبب آرام دل ہر کا ہے الفتی اسکا

چلے تو آتو آب روان کی سب سے اسکو
 نصیحت کرنے سے منظور کے خیر ہر شکو
 سوئے مزع دل کب بیل خوش طر اسکو
 نہ اپنے سے محبت ہے نہ مہر غری اسکو

کیا برگشتہ دین سودا کو کس کافر کی ترکان
 گامبرہ ختم کا اب خاک راہ دیر ہے اسکو
 ورنہ گفت ہائے

عبرت جو کرم جم چسپم واداد
 مہر کرے پاخا جہیں مواد سکی
 سبز گشت کو بر سنگ عالم کی نو
 خانہ مشرب کی دیکھ تازہ بنا کواری
 سبزہ خط کے ترے وصف میں نظر

دیکھ لیا پس مہین سب سے صنم واداد
 اشکی رضا میں سدالذریعہ واداد
 ملک تواد بر ہی کجوا بر کرم واداد
 کہنے نیرخت ساکین دیر و حرم واداد
 شے کے طوطے باغ ارم واداد

کہنے لگے جو کوئی رنجہ سو داکہ طرح

اشبہ زمین سے ہوتا لوح قلم واداد

آہنج سانی کہ پیرایام کس پر آہن ہیں
 اس قدر بانے میں آئے عالم مری تیغ
 کیوں کے غمازون سے بھجوں یوں کہدے
 دل تو آخرت طلبت کو رہا دین جیم

فصل گل کے کچھ لگے ردون جہم تلے ہیں
 دل مرا آکا سز زلفون بیج بل کیا ہیں
 منہ لکھاتے تم نہیں اور دن جہم تلے ہیں
 جو بلا ملتی ہے اسے اسکو دیکھتے ہیں

غیرت عشق آگے اسے سو داؤ پر دے سیکہ

شہ سے اپنا ہی ملنا دیکھ جل جا میں ہیں

بہان نہ ذرہ ہی جھکا نقطہ گرد سنا
 زخم کی طرح زمانے بن نوکات اپنی عمر
 قدر نہیں دولت سے سہی کی بھج کو ذرہ
 تیغ چوبی سے کہاں قبضہ فولاد
 ہم کہا تے تیرے بندہ نے زدیار
 کس طرح خانہ گردون کی بنا جو قیاس
 امن و دلدل کو بھیجا بن بادور

جلوہ گر نور ہے خوشید کا زرق و سنا
 خندہ یا گرہ جو کچھ سو سو تک زد سنا
 نذر کو نسبت نہیں عاشق کے زنجیر و سنا
 نری صاحب جو جہر کسی نامرد سنا
 گل نے بلبل کو فریاد ہی زرد و سنا
 سخی اس بیت کے اک جم میں سو آرد و سنا
 جوت کہا ہی نہیں نہ زور و سنا

سجدہ ام آج جن میں ہلب جو سودا
 دل کو جاما کہ میں عالی گردن مانند حباب
 ہو گئی جان ہوا ایک نفس سرور کے ساتھ

نہ مری شے مرا مجھے کہو اک کیا کچھ
 رو دن کس کو میں ناروگ کیا کیا کچھ
 ہو گیا اسکی جدائی میں جدا کیا کیا کچھ
 دل کے ساتھ انکو نہ سبانی رہا کیا کچھ
 خط کے آنے میں سے قیمت کا کیا کیا کچھ
 آیا اس کو جو میں جو آستان کیا کیا کچھ
 تہا وہ کیا کیا کہ نہ لگرا نہ بنا کیا کچھ
 آیا کیا کیا نہ کچھ اس جا گیا کیا کیا کچھ
 نکلے جو ساز محبت سے جدا کیا کیا کچھ
 کیا کہیں ہم کہ زمانہ سے ہوا کیا کیا کچھ
 ایک گشتے میں جوانی کے بڑا کیا کیا کچھ

بار بار دل کو میں سبھا کے کہا کیا کچھ
 غرت و آبرو و حرمت و دین ایمان
 صبر و آرام کہوں یا کہ میں اب جو شہر و جواس
 عشق کس نے آجکا عقربے کے گتے کی شیر
 سادہ روئی نے تو کہو یا دل و دین و کچھ
 دخل کیا راہ محبت میں نگو مانی کا
 غرہ مست ہو جو رہا سو تری بن آٹھی
 شادی کی لکریار نہ جائیگا غم
 سینہ فانوں غنا دار و دل ہے مضراب
 دو سو حق میں ترقی و تنزل اپنے
 ضعف و ناقاتی و سستی اعضا ہر دم

سیر کی قدرت خالق کی بیان میں سودا
 شست بہر خاک میں جلوہ ہو ہر اک کیا کچھ

دالینہ جو علم جان اپنے کے ساتھ
 جو بیان سے آئہ جلا ہو گیا و رو
 پانچی سے برادرش سے نہ ام کے ساتھ
 مانند شمع سر ہی لگا کر دم کے ساتھ

شیخی نہی جام سو گئی جام جم کے ساتھ
 اکٹھا ہوا فافہ دنیا میں اس سوا
 کبر بلخری سے کہ مانند فضل شک
 سے رودہ کو لکھ کر اس سے گھسا

یوں چاہئے انہیں بھی نہیں غم سلطنت
 پروانہ تجلی وحدت ہو اور دیکھ
 نے ہی چلے ہو دل کو تو خاطر میں رہے
 سے تخم دل زمین محبت میں تنگ سلوک

یازیر یا سریر جو یا سر علم کے ساتھ
 نور چراغ دیر سے شمع حرام کے ساتھ
 اک وقت میں بلا تباہیہ ناز و نسیم کے ساتھ
 ابریزہ ضرور سے کشت الم کے ساتھ

سودا غلام لطف و محبت ہے دیر بہان
 کئے او سے خریدایں دام و درم کے ساتھ

مجھ سے پہلے ہر نالوار بہت تحفہ
 بیمار کو غم غم کے دینی تھی دوا کوئی
 دیکھے سے شفا جسکے ہوتی مریض کو
 احوال مرا کہہ مغرور کیا اسکو
 دل معنی رنگین سے لیریزے سودا کا
 وہ شوخ کہ لب جسکے بن شد خون باقی
 سودا سے کہا میں کچھ تم سے سمجھتا
 راز اپنے چہاں سے نماز سے کہہ دے
 معقول ہیں یہ باتیں جو جہیز کی بو

مفتول کے قتل اور اصرار بہت تحفہ
 کیا کئے غرض تھے وہ غمخوار بہت تحفہ
 رہتا ہے ان اکھنوکا بیمار بہت تحفہ
 اغیار تو تھی تھے یہاں بہت تحفہ
 اس غمخیز میں ہو لی ہے فکر بہت تحفہ
 بوسے کی طلب اس سے ہر بار بہت تحفہ
 بر تو تو نظر آیا اسے یہاں بہت تحفہ
 انھا تو عجب تھا ہی اظہار بہت تحفہ
 ہے زندگی اپنی بیزار بہت تحفہ

شکر یہ سخن مجھے بولا متبسم جو
 دیوانے تو ہم نے ہی ہشیار بہت تحفہ

جب جس ہو تو لگا ہی اکبار سو تحفہ
 جب ہو تو ہی دلیں کو تو زبان اوپر
 اس دلوں شفا کیونکہ غم غم سے

رنجش تو کہوں کس سے ہی یازیر سو تحفہ
 خاموشی میں وہ خولی گفتار سو بہ تحفہ
 ازار گدگد اتنا بیمار سو بہ تحفہ

بردم کے تھک سے لائے بن جان جھکو
صبر و دل و دین طاقت دیکھا ہے اور سکے
اب شیخ کی سچ دہج پر کیونکر نہ نہیں ان

عظم ہے کی وہ صورت مخمور سو بہت
بن ملک بن رفیق اپنے دو چار سو بہت
ڈار ہی سودا مادر دسار سو بہت

حسن نظم کو سودا کی تہہ پہر لگا کئے
آفاق بن وہ شہرہ اشعار سو بہت

خسے اسکے آسے دے خبر آئینہ
عشق سے منہ لو کو بین بازی نسبت
منکس جیسے خوشنود سی منہ کا ترے
پانی بہر آوے ہی آگے ترے ہک نہیں
جلس پر پائے ترے سبب فن کا مہین

دریے جان ہمارے ہی بگر آئینہ
رے عاشک بن ہلوئی شہر آئینہ
سمجھے ہے آپ کو ہم چشم فر آئینہ
دیکھے ہی تھکو باز آگے ترے
حسن کے باغ سے پانا ہی فر آئینہ

خود نامی پسدا اہل جہان کی سودا

دبہ بر آب ہو کر تائی نظر آئینہ

میکد ہی بن ہے بادہ شان پر شیشہ
نے پیا کر جو ترنی بو ترے بخشش بن
دیکھ کر نرم بن بار دیکھی نشست درخت
چشم مناک و دل پر بن کوں چون
آگے ساتی نہ سنا جھکو تو او درے راہ

ہئے حسن نگ بن دیکھا تو نہان سے شیشہ
تبع ہم کے تین سنگ فسان سے شیشہ
شور قفل بنیں لبر زلفان سے شیشہ
جام بکدھر ہے مرے پاس کن سے شیشہ
ساعر عیش و جید ہو کو جان سے شیشہ

بادہ پیئے نہیں محبوبیہ عام سودا

عاشقوں کا اگر حسن بتا ہے شیشہ

سے زلف بن دل پر است کیچہ نشان

رہنمائی کیل جاوے سخت بدوایہ

میں تجھے کہتا ہوا مت گھر کو نکلا کر
 اسے تشنگی تو ہی گھر میں رہنا
 کہجے کی زیارت کو اسے شمع میں بجھو لگا
 تنہا جا رہی مٹھکے سے تو زاہر
 و رطل کا بین شہدہ پر بازوئے صاحب

اب سو فیاضت ہے گہرا ہر دریا
 سرچند میں گلشن میں ہون سبزہ بیکار
 سستی سے مجھ ہو لی حبس نہ مینا
 گیدی تری تو آری پرستیا ہداشا
 تا دم ہے لکھو لون کا سر گزر کا شتا

سرچند کہ سب عاشق مضبوط جو ہے میں
 اٹھتا ہے دھواں جس سے سودا سو

تھی ہے آتہ گیاس فی مراہی بر رویا
 بنا ہی آتہ گئی یار و غزل کے خوبے کی

الہی کس طرح دیکھوں میں کن انکھوں سے دنیا
 گیا مضمون دنیا سر با سودا سو

کہاں وہ نور کا شمس قرین ہے شعلہ
 نظر کر وہ بنا گوش گوشتوار دن میں
 غضب جو ذرہ دل اس کے ہو تو کمشت
 شہر رس کی نہیں آتا گرم قطرہ شہک
 سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا
 سدا تلاش میں یار و اس تشنہ جو کی
 ندی تو نالے کی بکلیف بمصفر بجھے
 بہتے کی ہی چپک بار کے گریبان پر

جو حسن یار کا اپنی نظر میں ہے شعلہ
 کہ بحر حسن کے مرا یک گہر میں ہے شعلہ
 کہ سنگ میں ہے شہر اور شہر میں ہے شعلہ
 بہ عاشقوں کی مگر چشم ترین ہے شعلہ
 تر ہے ہی ان نفس سر دہن ہے شعلہ
 بہ رات دن مدخور کا سفر میں ہے شعلہ
 کہ نالہ بیان بہن اسشت پر میں ہے شعلہ
 کہ جیسے مہر کا جیب سحر میں ہے شعلہ

بتان کا عشق ہی سودا برائے شعلہ باز
 کہ دل کی سوخت کو اس کے نثر میں ہے شعلہ

سرخ تو کیسے کو پہنچے کر مات کی راہ
سرگزشت میں نہیں وعدہ خلافی بار
زلف کے بہنے سے دل چاہ دق میں دوا
یہوت نکالے میں مری بہت دم سے خار
ایدل اس کے تو نبویات کرنے سے ملول
ماصحو دل تو گدائے یہ دبا میں اسکو
کس صنم سے بند بھلایا یہ طریق دین کو

حرم دل کو جو پہنچا سو خرابات کی راہ
کئے رو کی ہر برے قبلہ حاجات کی راہ
اسے کہتے ہیں چلتی ہی پڑی انکی راہ
آہ پیدا ہوئی اس میں یہ ملاقات کی راہ
وہ وہن تنگ سے اتنا کہ نہیں بات کی راہ
بر نہ سمجھو زہ عشق مدارات کی راہ
اپنی راہ نے فراموش کی وفا کی راہ

بار آہر سے تو کوئی تیان کے سودا

جب نہ بت چلتے ہیں دیکھا نیچے آفات کی راہ

جیسے کہ سراک گبر کا ایمان ہے شعلہ
ایسے تو نے زلف برش میں ہے شعلہ
لگ لگ کے گلے شمع کے گریبان میں ہے شعلہ
تصویر کی جون شمع کا حیران ہے شعلہ
میں کیا کہوں گویا بہ نیشہان ہے شعلہ
جون زندگی بیری کا گھبران ہے شعلہ
اکثر نیک برق کا نالان ہے شعلہ
اسے بادِ سحر نرسے بفران ہے شعلہ

تجہ حسن کا یوں مجھ کو مری جان ہے شعلہ
جلتا ہوں سدا ہاتھ میں سائے کے ہے دیکھ
کون آتشہ گیا جان سوختہ محل سے کہ شب
شعلہ کا بہ احوال ہے تجہ حسن کے آگے
دیکھیں میں شب عشق سے جھٹھ جبر
سے زلفت کا اپنے تو سبب ہے شمع
رعد اسکو نہ سمجھو عین کہو جو ہے کیسے
گرا آتش گل کا چنستان جہان میں

سودا کا بھئی عینہ سوزہ آتشکدہ جبین

محکوم دم سہر د کا بر آن ہے شعلہ

نور و لطف باد

۱۱ نمبر ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱

نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے
نارنگی کے پتے

صنم رکھتے ہیں جسکو دیکھ کر اللہ یاد آوے
دو چار اشک غریب خواہ سو خواہ یاد آوے
رخسارِ دل کا کسبے گرا سو دستان چاہ یاد آوے
خدا ہی محوِ مفاخر سے جہدم آہ یاد آوے
تو تو بھی اسکو کلام اللہ یاد آوے
اسو رکھ کر اسکو کلام اللہ یاد آوے
جہان نارنگی جو نظر دینے کو یاد آوے

ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی یاد آوے
پیام آتو دیباہی نہ ہو کہ اسکی نسبت
نہ ہو چہ چہ وہ آبِ نفاہ برکتِ نفاہی
لگے کس طرح جی فردوسِ بین کہ ہم پر
برہمن کے گرد کچھ ترسے روئے خط کو
اگر کیسا ہی کوئی مہر و شہرت راہ ہو

فراغِ شش اب کرے سودا کیونکر شعر کہنے کو
کہ جو شخص اب کو بھی گاہ ہو گاہ یاد آوے

نرنگس کو انکھ بار کے بیمار کر چلے
صبح بہار گل بہ شب تار کر چلے
بسیجِ شمع شہر کی زنا کر چلے
پردانے ہی کو شمع سے بزار کر چلے
اسکے عوض جو دلوگوں کا کر چلے
پہنچا گاہ کوئی جو پہن مار کر چلے
دو چار ناے ہم پس دیوار کر چلے
ملکو عدم سے فائدہ لا کر چلے
چاہی تو اتنی بات سے نکال کر چلے

غنیجے شکر کے اسرار کر چلے
پہرے ہو باغ سے نو چار کر چلے
آگستے ہوئی جو دیر سے کی راہ
آئی جو بزم میں تو اٹھا چہرے نقاب
آزاد کرتے تم ہمیں قیدِ جہان سے
اٹھ کر چار پاس گہرنگ رقبہ کے
نوحوش ہو گہرا بین جس شکلِ سخنم
اندوہ چنے کیا غم جب ادھر
سودا اپنے خون کی دیت شکر

پیار سے خدا کے واسطے تک پہنچ

ایضاف نوکر و پیہ کے بار کر چلے
سودا کی سرے جسکو تر پر نظر آئی

مفل بہرے اگر انصاف لگا کہنے
 نابے کا جواب ہے آتے تمکھو دیکھا
 کرنے ہو ادا اب بیمار غم ہے کا
 دل بہرین کے تجھے وہ عاجز
 ہے گردنش خیم اسکی حلقہ در محشر کا
 ایسا باغ میں اک گل کو خند ایں کہیں
 کی عمر عیش ضایع خدمت میں ہو سکی
 دیکھی نہ بنائے وہ فقر فریذ کی
 صنعت کی مشورے کہو لا حور تع کو

مفل بہرے اگر انصاف لگا کہنے
 نابے کا جواب ہے آتے تمکھو دیکھا
 کرنے ہو ادا اب بیمار غم ہے کا
 دل بہرین کے تجھے وہ عاجز
 ہے گردنش خیم اسکی حلقہ در محشر کا
 ایسا باغ میں اک گل کو خند ایں کہیں
 کی عمر عیش ضایع خدمت میں ہو سکی
 دیکھی نہ بنائے وہ فقر فریذ کی
 صنعت کی مشورے کہو لا حور تع کو

نقص سے یہاں اسے نظر نظر آئی
 بن اچھو کر غفر نویں م کو ہوجا
 نامدی کی جلیون میں کسب نظر آئی
 جب کام ہوا آخر وہ بر نظر آئی
 جسے کہ میں تیرتی نقد نظر آئی
 سوچ خط پیشانی زنجیر نظر آئی
 سو فحش کی دیان صورت دیکھ نظر آئی
 خاک اپنی ہی جب چانی اکیر نظر آئی
 جو اینر خراہ کی تعمیر نظر آئی
 ایک انجمن نہ تیری سہی تقویر نظر آئی

اس الف کو جب دیکھا میں ہاتھ میں ہوا
 بہرے ہوی ہاتھی کی زنجیر نظر آئی
 گالی کہو نہ دی نہی سواب بات ہوئی
 سن لو گے تم اسی ہی کہ ادا ہوئی
 ہونی جو کچھ نہی قبل حاجات ہوئی
 اعمال دل رس کی مکافات ہوئی
 دڑ کے ہی دل کہ یہ نہ کے شام ہوئی
 دنیا تمام بزم خرا بات ہوئی
 عالم سے مجھوترک ملاقات ہوئی
 نظر دن میں سو طرح کی حکایات ہوئی

جہر کی تو مدتوں سے سادات ہوئی
 باقی ہے مار کہانی اب گے سواج کل
 اب تو میں چور نے کاہنیں اسکو نا صما
 بس اب ستم ہی در گزرے بار نا کجا
 بنام برنے در گمانی تو سے وے
 ہستی ہی اس نگاہ کی نے محنت خبر
 لکنا تر ابر ایک ہی میں کیا بیان کرو
 یارو وہ شہم ہی جو نہ ملا تو کیا ہوا

جہر کی تو مدتوں سے سادات ہوئی
 باقی ہے مار کہانی اب گے سواج کل
 اب تو میں چور نے کاہنیں اسکو نا صما
 بس اب ستم ہی در گزرے بار نا کجا
 بنام برنے در گمانی تو سے وے
 ہستی ہی اس نگاہ کی نے محنت خبر
 لکنا تر ابر ایک ہی میں کیا بیان کرو
 یارو وہ شہم ہی جو نہ ملا تو کیا ہوا

سودا کیسکو وہ تو ستاد ہی ہے سبب

تیری آن الفتوں کے زہا کدہ ہو گئے
ہے رتوں سے خار زرخیز بے صدا

مے لایج بہ ارادہ کچھ اگر اُسکا ہے
اگے کیا چیز ہی جھوٹا دن سیات
جان نکسپا ہی اگر وہ تو سے نہ حاضر
کیا مزاج اُسکا بنا دن کو عجب پیش ہے
حسن سے اُسکے یان و زون کو دیرا
کیا ہی تجھ حسن کو نیز نگہ ہے خط
بہمان خانہ آفت سے کہنے من دل
مین نہ کتنا ہوا دلا آستین لگ چلنا تو
بر کسب کا نہ پرے کو جی میں برسر قدم
شہرہ پایا غریب سنندی خونے کی
چشم بر آیت سے سودا کے تر کیا کہو
اسے اب فائدہ کیا ہی کہ زانیہ تری
مال جواب ہے بہر ترا بہن سکی

ایکے ہی دن بہار کے یونہی چل گئے
یو جسے یو دل و دل کی خرابی تو

کیا جانے کہاات کوئی
معلوم ہی بہن کہ وہ اسے کدہ ہو گئے

بگر میں جو کچھ ہی سمیت اپنے بہر اُسکا ہے
نہیں معلوم جو منظور نظر اُسکا ہے
دل آس دیوے جو کوئی تو جگر اُسکا ہے
تعلد طور ہی شاید کہ سر اُسکا ہے
شمس سیم شبنم اُسکا نہ فر اُسکا ہے
داغ اس دل پہ جو ہے سینہ سیر اُسکا ہے
حلقہ جس چشم کا دیکھا سودہ در اُسکا ہے
بات جو سودگی مانے نہ ضرر اُسکا ہے
جو دم تنغ پہ چلنا ہو گذر اُسکا ہے
استدر دل میں ظالین کے خطر اُسکا ہے
صورت آئینہ کچھ دیدہ تر اُسکا ہے
شام اُسکا ہے غلہ شکوہ سحر اُسکا ہے
تخم بویا بنا جو تو نے بہر اُسکا ہے

بہر ہر گل آجکے یہ سکن تم بیٹے گئے
تو نے خبر سے خزان موی سے بیٹے گئے

دل خواہ کب کیسے رمانے سے چھوڑ دیا	جسکو دیا کچھ اس میں سے وہ کچھ سے گئے
اسے شمع دل گداز کیسا ہو کہ شب	برودانہ داغ تجھے جو اہم بن گئے
سودا کوئی بھی دیوے ہر انسان دل بکھڑا تھا	
لاکھوں میں دل قدم سے چٹکا لے گئے	
مارے کو تیری زلف کے لاکھوں میں گئے	لیکن دُسا ہو کالے نے جسکو سو کیا ہے
نہت ہمار خون کی جراح کو ندوٹ	ہے بی طرح پہ زخم کھوٹا کھوٹا ہے
سکھانا کاروان سے نالے سے ابرس	ہے تو ایسے قافلے لاکھوں جلاوٹے
آئے اب اس جہن سے کہ موج زبم	خاشاک آشیان مرے سب بہاؤ ہے
آخر آراؤ کی زر گل مفت بن صبا	اسے غنچہ فکر جمع سے مت خون دل

سودا جہان میں آئے کوئی کچھ نہ لے گیا	
جانا ہوں ایک بن دل پر آرزو لے	
صورت میں تو کہتا نہیں اس کوئی کب ہے	اک دج ہی کہ وہ قہر پر آت ہی ہے
کیا چیز مردہ دل جسے کہتے ہیں ابھی	یک قطرہ خون سینے میں آفت طلب ہے
یوسف بچو کہہ دینے زینچا تو کھون کیا	عاشق وہ ہوئی وہاں کہ جہاں آدہ ہے
اک طر مولا جانکی دیکے تو کھون میں	ہی جو حرکت جان کے عار کا سب ہے
تجھ بن مری نظر دین بہنا دیکے عالم	بروز مری آنکھوں میں ساؤ کی سی ہے
نور اجور آئینہ دل نہیں کے بعد بولا	مت کر چھ کہ پر از شب گراں سوز ہے
دشنام تو دیکھ کی قسم کہانی ہے لیکن	جب دیکھے مردہ مجھ کو تو ان جھٹن ہے
بے نقاب ہے جہد میں یوسف کو جو رہتا	کہتا میں کہ یہ فہم میرے عجب ہے
کچھ میں سے عشق سودہ خزنے سودا	

شک ایسا اور کہ زور دین والا ہو کہ کوئی کچھ نہ لے گیا
 کچھ نہیں لے گیا کوئی کچھ نہ لے گیا
 کچھ نہیں لے گیا کوئی کچھ نہ لے گیا
 کچھ نہیں لے گیا کوئی کچھ نہ لے گیا

کہ کہ یہ بھی ممکن ہو

جدی جدی بھان آن ہے سبکی سجھ نہ دوستی میں زندگی خیر کا چول زبان زبی ہے کہ سنے میں جسے کوئی نہیں سنا دینے میں ہے جون آئے نے فکر جونا زبجو تو دل نے ہی جبین پر اک مالی مردم ماضی د حال و استقبال	جون ذات غذا جحاب اور نہ سب کی پشت خاک میں جاگہ نہ ان ہے سب کی کہ عز دوستی تا امتحان ہے سب کی وگر نہ یوں حرکت میں زبان ہے سبکی کہ ذات حق جو ہے وہ پہاں ہے سبکی ادھر دیکھو تو حوالان خان ہے سبکی سنا تو ایک سر کو چہ داستان ہے سبکی
--	---

ہم ہیں ارستہ محبت کی مدد گاری سب غفلت بری ہے فقط عیش شباب تجربہ طلب میں یہ کہو آپ کو میں کہ نہ ان ہی پرستی کی مری باعث آفرینش خلز شکوہ کی جو رجھا کا ترے کسی کا تو کو ایک کیا میں میں تبارا سوں جہاں میں کام دل جب تین سو تجھے ہمارا حاصل	نہ دیو زدو پیچھے کا شکوہ کر سودا تو ز ایک فلک جمیں نام ہے سبکی سب آزاد ہوئی دل کی گرفتاری ہے خواب اور جو سحر رات کی بیداری ہے طالب اپنا میں جو اتری طلب گاری ہے تو یہ صد قوم نے کی مری میخواری ہے مجھ پہ جو گزری سو میری ہی فاداری ہے جو نہ کرنے سے جو تو گزریاں باری ہے کام اپنا تو ہوا جا ہے مری بچاری ہے
---	---

جو گل نہ بہان سو اس گلزار ساندہ کی خاموشی مند لب جبین ہے سبکی	بیچے کر شہر تان میں تو پر ہے اسے سودا رہیو بازار محبت کی خود داری ہے کیا گل نرودہ کہ جسے یہ گلزار ساندہ ہے اپنا سخن تو رنج گرفتار ساندہ ہے
--	---

عقدہ نہ بہہ گملا کر مرے دلی سا ہوا
 پیغام آسن لکھہ کا کہ جہیں ہے بوئے مہر
 سودا کے ہاتھ کیونکے لگے وہ سناج حسن
 نے نکلیں جبکو گریے تو بازار ساتھ ہے

صبا سے باغ میں جا گل کے کان کہول دے
 کہ صبح غنچوں کے تین عطردان کہول دے
 دلوں پہ جو کے صف آراں کہول دے
 لگے جو کہتے مری داستان کہول دے
 نسیم مج نے آ در میان کہول دے
 کرتا کہے نہ بہہ کوئی ندان کہول دے

جب اپنے بند قبا تم نے جان کہول دے
 جہن میں کیکی مدارات تھی بنا تو نسیم
 بہنیں ہیر ستر و نہارہ از ترکان پہ
 نین کو موند کے سننا تھا قصہ عالم
 تھے عقد غنچوں کے دل میں طوط کی بیل کر
 سچہ کے باندہ میو صبا دیاں دیر سے

سودا نے تری وادی کے کہو سودا

کو اڑ چاتی کے اسے مہربان کہول دے

بہ وہ بین میں جسے کہ جنگل سے مو
 تخت جگر کی خوش کو آگے دے موئی
 افواج قاہرہ کے نہ برم برے موئی
 جانے میں میرے دلی رزاعت سے موئی
 لڑکے مجھ آنسو دیکھ کر بیت منگے موئی
 مصطف جو بولتے ہیں سو جسے موئی
 بن لاکھ کو سب جت سے دس ہر سوئی
 آخر تو ہر خدا کہا سحر ہوئی

ساو کے بادلوں کی طرح سے ہوئی
 اسے دل بہہ کشتی بگڑی کہ آئی عروج
 بلکین تری کہاں نہ صف آرا ہو کہول دے
 اکلوں کو تیری کیونکے تیری کہ بہ عزال
 ہونے کی جد ہر دن بہ چہرے میں سکد کر
 انصاف کو سو بچی آیتا بجز خدا
 نزدک ہے آبر منہ سے مت کر صبر منع
 مجلس میں جو لوگ جو مجھ سے شرم جی

سودا کل نہ گہری کہ اب جھکو دھونڈیے

لوٹے کہیں میں تہر دے جھولی ہر سوئی

قصا سے قتل عالم کے لئے اسناد آتا ہے
اثر جیسے طبیعت کے لئے ادا آتا ہے
کہ یوں ابرسیہ کرتا مورا فریاد آتا ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
وگرنہ اب کر دینا اسے فولاد آتا ہے

حب ان لکھو نکا غمزہ برس بیدا آتا ہے
خیال ہے یوں تقویت دلو کو دوا آتا ہے
سنا باہر برس کر اسکو کس عاشق کا آتا ہے
دہن غنچے کا جب کیوں سون کوئی گلہ آتا ہے
ہنیں تجھ دیکھ کر نرمانیکا میری ہنیں آتا ہے

عروس معنی کی تصویر کہیں آتی ہے سودا کو

کوئی خاطر میں اسکی مانی و ہزا آتا ہے

مژدہ باداے مرگ جیسے آب ہی ہمارا ہے
نزع عرفانی جیسے اسکا جہرہ گلزار ہے
گل کو اپنے دیکھتا ہوں نبیل گلزار ہے
درد رس کا آہ و نالہ آسمان سے بار ہے
اسکی نیرنگ فلک سے سر ملک خوشنار ہے
اپنے چاہیتے کے طالع کی طرح ہمدار ہے
بشکش اپنا گریبان کر نمن لاچار ہے
جب کا بکھرا ہوا چھانی پر اکٹا ہار ہے
جای ہے اس سمت دیوانہ جدت ہار ہے
کوئی کرنا ہی سماجت کوئی منت دار ہے
سجدہ گاہ تنگ ری یا بوسہ گاہ ہار ہے

جو طیب اپنا ہذا دل اسکا کسی پر آتا ہے
خندہ زن میں بلل و پردانہ سر حال ہے
کیونکہ سر سوتے چین رد و ن جون ہار ہے
درد سے اپنے کروں فریاد کیے سار ہے
انک کا قطرہ تنہا انکھوں سے جیسے ہار ہے
کیا کہوں میں حال نچو ابی کہ ظالم رد و آتا ہے
دیکھ کر جس ہر دوش کو صبر سنگام آتا ہے
صبح یوں نکلی وہ گہری کہ خون خطا آتا ہے
دل میں جا بجا جو صحرائی طرف کہتا آتا ہے
گرد و پیش اقبال و جزان اسے خوش آتا ہے
وہ قدم قلم رنگ گل سے ہی ہو آتا ہے

سگمان سہر جب یہ دیکھتے ہیں باجرا
ہاں میں کو چین ہے تو دے اسے اس بازار سے

ایسا کوئی نہ بکھا وہ جو لہڑ کو پرکھے
جسکا نہ ہم سوے اسکی نظر کو پرکھے
جو صاحب ضرورہ ہی نہ کو پرکھے
جن میں نہ جوٹے سچے کوئی گھر کو پرکھے
جو قطرہ آئینک نرکان نہ کو پرکھے
خام اگر تو مسبہ تخت جگر کو پرکھے

توڑ سخن کو اپنے پر کہا لے آدمی سے

سرگزنہ کہہ تو سودا سزاوار کو پرکھے

ریش و برت و ابر و سبکو صاف بنا
ہوا کھڑک گردہ اور اک طرف خدا
جو سجدہ کرتے اسکو کچھ اور نہ آئی
منت غریب اسکی عہد سے کلب بر آئی
بتور کی گانتہ اسکو کچھ پاس نشانی
روئے نہ دہم کے وہ بات ہی نہ آئی
کچھ اپنی میں اسی میں ملنے کی بات
لیکن نہیں ہے اسکو کچھ پاس نشانی
جوٹے تباہ نے تو کچھ اسکی لگا ہی
مخک تو آئے ہے سر کی قسم دلائی

گو کہ جو سری لودھراں زر کو پرکھے
وہ شخص بار خاطر سرگز نہ کسی کا
جو ہر خود حسین جو رہناں کب ہے
توڑ سخن کے خواہاں سے یارین جانین
خاطر میں وہ ملا دے رکھا ابریشاں
سمجھے کہ چشم عاشق یا فوٹ کا ہی معدن

خوشید دہنے پیارے کی سنجہ پہنوا
بت اپنے کے معاملہ نہ ہی دکھائی
کو جو ہے شمع اسکی گدرا تو دیکھتے ہی
منت تو لاکھ کیجی ہر جو غدر وہاں ہے
نا ناخن ہلال میر عید گہستے و بکھا
انکھوں میں نم ہمارے جنگ نہ تھایا
یہ برہنہ جو شکوہ سر جا کروں ہون ترا
کہتا ہوں جانفانی کیا کیا رقیب ہیں
نہی سردہری اسکی آس جات دلو
رکھوں قدم نہ اسکی کو چین کو کچھ

بندہ کے حال تو نام کو کیا بھر تھا
منت حاجت الحاج کسے کیا برائی
اب طشت دہن بیکر جانا خون پسینے
وقت اخیر سودا بالین پے اسکے زرد
مرضی اگر بوزیری جا اسکو ہم لے آویں

بہ سوئی بہر کھ میرے لے جگائی
یارو کسب طرے اسد برنہ آئی
اک بات رہ گئی یہ بہ نخت آزمائی
بیٹا ہوا کہے تہا ہر دوست بادہائی
دوری نے جسکی صورت تیری یہ کیشائی

شکر یہ بات بولا اتنا بہن آہ بہر کر

سے نزع میں اذیت ہمارا کو دوائی

مگر تجہ میں ہے وفا تو حفا کا رکون ہے
مالان ہوں مدنون سے تر سہا کے تنے
نر شرب شراب خوار در اکدن سیاہ

دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہے
یو چہا نہ بہ کہو بس دیوار کون ہے
اشفہ زلف لبت چنی دستار کون ہے

سودا کو حرم عشق سے کرتے ہیں آج قتل

بیچا نشا تو یہ گنگار کون ہے

دل یکے مارا جو کوئی طاقت جان ہے
سر ایک کے ڈکھ درد کا پتہ کو بیان ہے
اچس عشق کے ہر قوی ہزار ارک کرہ
جو منیدہ ہر چیز سی یا بندہ جہان میں
برہی جو تو جاتے تو جو آئی یہ کہنا
ہینچا نہ کوئی مرغ کہو آپے چینک
نہیے تو کسب طرہ مرا کہو نہن چلنا
سانھی تو نظر کو تو تک منہ میں کو

ہم ہی بہہ سمجھتے ہیں کہ جی تو جہان ہے
مجھ کو بھی ہو رخصت مرے بھی موندن ہے
دل دے کر نر نام کا جو یا ہے نشان ہے
جز عمر گزشتہ کہ وہ دھو تو دھو کھان ہے
خوش رہو میری جان تو جید ہر جہان ہے
جز طایر حسرت کہ وہ بیان باقی نشان ہے
جز خون کہ انکھوں سے شبہ روز و ان ہے
اس پر کے جلو کا ہلکا کوئی حوان ہے

سودا کا ترسے دشت بن لعل ہے یہی حال

حیدر وہ کہرا ہے تو چون سنگ نشان ہے

استعد سادہ و پرکار کہیں دیکھا ہے	بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا ہے
خواہ کہے میں تجھے خواہ میں تجھانے میں	اتنا سمجھوں ہوں سے بار کہیں دیکھا ہے
دیکھ دند اور ہی بن لیک کیسے کوئی	دل سا ہی در ہے آزار کہیں دیکھا ہے
نظر آتی ہے نہیں شکل رہائی مجھ سے	ساعت بد کا گرفتار کہیں دیکھا ہے

پہرے ہر کوئیہ و بازار میں تو کیوں سودا

خمس دل کا ہی خریدار کہیں دیکھا ہے

مری آنکھوں بستا میرے تو کوئی لٹانے	سمجھ کر دیکھ تو انیا کوئی ہی گزرتا ہے
عیان ہے شوق ملنے کا رے سے لے کا وعدے	کہ جب کہوئے تو اسکو تو نہ لیتا ہے
میسر ہو اگر محراب تیری تیغ کے خم کی	طرف کہے کے سجدہ پہ تو کس تو کہتا ہے

شب مہتاب میں جاری نہیں سودا دیکھا کر

تجھے گر عائد نی میں سر دریا کا خوشی آتا ہے

ارض سما شفق نے لوموں بہر دیا ہے	با دل کسی نے جا کر خالی کہیں کیا ہے
سینہ اب اپنے دلبر کرنے لگایہ تنگی	از بیک زخم اسکا پہاڑی اور سیا ہے
جون گل ہے مجھ کو نکھاسنے ازل کا	میرے لبوں سے مجھ کو اک عام بہر دیا ہے
کشتے کہوں بتائے میں دنگ دلدی کا	ان کا فردن نے میرا دل لٹے جی بتا ہے
دل پر کہو مجھ سے تجھ کو نہ رحم آیا	آئے کو جو حیران دیکھا تو رو دیا ہے
بار و فلک جو مجھ کو احسان کش کرے	اس سفلے نے کہو تو اب سادہ دیا ہے
اسکے مری غمات اک دل ہے بہر دیا ہے	جون غم جو سو جگہ سے ہونہر دیا ہے

سودا سے یہ کہا میں کچھ ذکر کر چکا
بولایاں مشکہ کسی خوشی ہو تجھ کو
حامو سنی نے تو مری عالم کا جی بیات
اس غمکے میں اگر دل کسے خوش کیا ہے

یاران حال کا تو ہے ذکر فوج آسا

نڈکو زر قمان کا شے تو مر گیا ہے

فائدہ کو اپنے ظالم جو کچھ کہہ دوں
انعام نامہ بردان ہے درجہ شہادت
تیرے کا غور ستر تک میرے جو لکھنا
تیرے سچے کے آگے ناقص نہیں
احوال کی ہمارے تجھ کو کیا خبر ہے
انکھوں کے گرد میسرے کا کئی تر ہے
جتیا ہرے نوا جرت و نہ بندہ خون
تیری گلی ستر صحرے کر بلا ہے
اتش و ظاہر کیا باطن میں مدعا ہے
کوہم سے حرف مطلب کہنے میں گیا ہے
گذرے سر حیکے چہ برسوی پر جاتا ہے
جیسے کنار دریا خس بکے آ رہا ہے

الفصل کیا کہوں میں گلشن میں زندگی کے

تجہ بن نہال سودا یا تون ہی آ لگا ہے

نسیم ترے کو چین اور صبا بھی ہے
ترا غرور مرا عجز تا کجی طالم نہ
جلے سر جمع سر بردانہ اور میں تجھے
خیال اپنی میں گوہن ترانہ سنیان
زبان شکوہ سوا اب زمانہ میں سہیات
ستم روا اسیروں پر اس قدر صبا
ہماری خاک ستر تک دیکھو کچھ رہا ہے
ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہوں بھی میرے گلین کہیں فابھی ہے
کرا ہے کو دلون کے کہیں شتابھی ہے
کوئی کسی سے بہد گیر اشتاہ بھی ہے
جس میں کہیں بدل کی آہوا بھی ہے

سجھ کے رکھو قدم دشت خار پر مخون

کہ اس نواح میں سودا بر نہ پایا ہے

تایا جو شیشہ دل منظور تو بہ ہے
 اس چشم خون چکان کا احوال کیا کہو
 کچھ بس نہیں ہے تجھے حراز کی جیت رہنا
 گردن سے آسمان کی نزدیک سبھی کچھ
 عارض ترانہ تنہا پروا کا دل و جان
 اہل قبول کرنا یا تو نکو ہوشان کی
 دیکھنا نہ اسے دیوانے سودا کا حال کوئے
 عالم کی اب بان کا دکھ کیا کہو عین بارو
 حسد کے اس گلچین کی ہاں ہی مجھ کو ہے

تایا جو شیشہ دل منظور تو بہ ہے
 اس چشم خون چکان کا احوال کیا کہو
 کچھ بس نہیں ہے تجھے حراز کی جیت رہنا
 گردن سے آسمان کی نزدیک سبھی کچھ
 عارض ترانہ تنہا پروا کا دل و جان
 اہل قبول کرنا یا تو نکو ہوشان کی
 دیکھنا نہ اسے دیوانے سودا کا حال کوئے
 عالم کی اب بان کا دکھ کیا کہو عین بارو
 حسد کے اس گلچین کی ہاں ہی مجھ کو ہے

سر آن اُسے کہنا سودا کو نہ ملیو

بد وضو بن جان کے مشہور تو بہ ہے

عیسے کئے دو انہی درد سے سو ہے
 دامن کے ساتھ ساتھ سرے گردن کی
 افلاک کے بھی پرد میں پردے سو ہے
 کہنے کا تجھے فائدہ درد سے سو ہے
 نظر و عین اپنی خانہ پردے سو ہے
 کتنا ہی تم شاد و وہ نامردی سو ہے

چہرہ در برف لب کا ترے زرد سو ہے
 گذرا کسی خاک سی ظالم تو بے خبر
 شوخی چہ حسن کی سرگزشت مہر
 بر دم جو مجھ سے پوچھے تو کیا ہو کہہ
 اُنہرے کو طرح سے عین دیکھ کر فلک
 تیغ و سپر ہذا کے سپاہی رقیب کو

سودا کلی بن مار کے گوبولتا ہے گرم

اس حال کے نہنے کا کچھ تو بہ نہیں ہے
 یہ کچھ وحشی غم سے فلک خوش نہیں ہے

اس چشم کو مجھ سے یعقوب نہیں ہے
صدہ کمر کہ اب رحمت جاد نہیں ہے
نقدہ جادہ

برگزین مجھے چھوڑ کے یوسف کو نہ کہوں
مگر سبیل خرابی نے کیا گہر کو رستا

الف میں جاری بھی اثر چائے سودا

برجند و فاشوہ محبوب نہیں ہے

نفس میں مرغ ہے ماما جی ہے کیا ہے
اگر خورشید کی کیا ہے دگر مہتاب کیا ہے
مے گلگون ہے یاد نکامے خونا کیا ہے
خدا کا خربت یا دوزیا کیا ہے کیا ہے
اگر گردا ہے کیا ہے دگر غنا کیا ہے
کوئی خان ہے اگر تو کیا دگر تو کیا ہے
کیا میں فرض دہ شعر دشمن کا یا کیا ہے

دل اس سینے میں ہے یا قطرہ سبک کیا ہے
جہلک جس شوخ میں ذرہ نہ ہو مجھ کی
پہنچ سانی کہ شیشے میں نہیں جانتا مجھ کی
شنا کرتے ہیں نام ابرو کے دنیا میں
بڑی جب کشی دل عشق کے ویاہرہ کیا ہے
نظر میں آنکی وہ جو دست داران طلب کیا ہے
سنے ہی شعر خرب سے تو چین ابرو ہو کیا ہے

بچے آرزو دل اس بزم میں پانا ہوں سودا

نہیں معلوم مجھے کاوش اس اجا ہے کیا ہے

تھا طفلی میں گہوارہ مراد اس غم سے
گہنی جو مینی از تو لہ سودا سے
زخمی ہو یہ کسی رگ جان خاں سے
اک بزم نے لیا مولیٰ جید درم سے
عاشق کے ہر سجدہ کی رگ تہ تیغ کے غم سے
گر آنکہ رزم دے نہ تو مخ کے حکم سے
حیا یا ہی تو کھٹے بنے ہی دم اور قدم سے

کچھ تازہ نعل نہیں اس لگو الم سے
شربت میرے زہر غم ہجر کہ میری
باس آئی ہو گلزار محبت لبو کی
بازار محبت میں نبوت کا ہوا کیا ہے
محراب حرم میں کیا کام میرا کیا ہے
ثابت سو مرا حق و فاروقیاست
سمت پہ فلک کی نہ کہو چشم سید کی

جگو نکوئی دیکھ سکا دیدہ نم سے

خجالت نے کیا آبِ صدق کے تئیں سودا

در رنزی بہ کہ بار سوسی تری فلم ہے

سوزِ شبِ فراق کو دیکھہ اس چراغ

شہزادہ موہار علی روبانغ سے
حون غنی لب لکھنے میں تمہارے باباء

آنی ہر روئے گل کی طرف کس مانع نہ ہے

سودا اُسے دہ جانے بہ از تخت سلطنت

اک کنج عافیت میں جو تہا فرائع سے

زندگی تب و تاب پر تھی ہے
حکمر جیسے آں سر تہا ہے

کہ فضا امتحان پڑھتی ہے

کے غضب آن بان پڑی ہے
میرے کچھ کو لڑتے دیکھتے

گفت و گو میں نوان بیڑی ہے

پہر تو سو کو زبان پر لانی ہے
کہ جس کے ہر کلمہ سے

کرنی مجھ کو بیان پڑتی ہے

آتش کاروان بڑھتی ہے
کس طرف مہربان بڑھتی ہے

حب نظر اسکی ان ٹپتی ہے

جہیل لیے ہیں عاشق کے غم کو
سے حفا، غرض سے اتنی

نظر ان مہوشان کی ہے، ظالم

مید ز اہل نظر میں جلے بعد
بات اس دل کے دردِ نسبی مارو

ایک کے منہ سے جگہ نہ نکلی

لے سکیں انہا کوئی کہے مجھے
رشتہ تو زمانہ نہ کرنا حار

گرم خوشی دستان تنظر

دولت کے لئے جو کام کرنا ہوتا ہے

کہا آئے کہ تے بہندستان
یہ دورا ہم جو کفر و دین کا ہے
نزلت شعر کی ترے سودا
لے سوئے اصفہان پڑتی ہے
دونوں کے درمیان پڑتی ہے
یوں بوجھ دگمان پڑتی ہے

ہنیں عیسیٰ نورِ سخن سے ترے
ترے جان میں جان پڑتی ہے

گہری گہری کی شمع میرا جی ہے
ہنیں معلوم اس نے کیا جو نہ سمجھتا
ادا تو لیکنی دلوں پر اسکا نازا ہے محرم
بزرگ شیر اشک کنہوں سے میری شمع
اترنے آہ میں ہر جذبہ نے تاثیر پائی
مرا وعید کی شب تاب صبح اندوہ مذہب میں
مجھے نشین کیوں کر ناز صبح یہ جو بہن
خیال پیچھے مڑگان میں یہ احوال دکھا

جلی آتی ہے دو جہات جوں جوں دہکتا ہے
دستوں کوک زبان سے بات کر نہیں نکلتا ہے
بغیر از جی لے کافر مری جاتی نکلتا ہے
ز بس سراستخوان آبِ لبش غصے لکھتا ہے
پر اتنا ہر کہ ان دونوں سے میرا جی ہے
پڑا اک اک وجہ سینے کے اندر چلتا ہے
بس این خانہ خرابوئے کسوکا نہیں چلتا ہے
کہ جیسے صید کوں تین کا جھگڑ سکتا ہے

خبر لے جلد سودا کی وگرنہ میں یہ دیکھوں بھون
سر نہانے اسکے تہا یا تہ سے تو نہ تہ ملتا ہے
مرے خون ناحق کی دے گی گواہی
کہا میں کہ لازم ہے کیا قتل میرا
کسی درد دل پر ہمارا ناز کیا سمجھ
رہا کرنا ہمیں صبا دیا ہمالی کرنا ہے

جو گدڑی صید کے جی پر اس شہتاز
پڑ گنا ہی جسے ہوا موسو پر دار کیا

نہیں دوا کو سرگرتزے کو چھانڑا دی
 نہ یو چھو مجھ سے برا حال تنک و بیاں خنہ دو
 کہا چاہوں تھا کچھ مجھ سے یں لیکن ان
 جو گزری رات میرے پر کسی معلوم نہیں

نہ پڑھو یہ غزل سودا تو ہرگز میرے آگے
 وہ ان طرزوں سے کیا و نف وہ بہ اراد کیا ہے

نہیں ممکن اسیر و کی کوئی فریاد کو نہ ہے
 عبت نالان ہے اس گلشن میں تو سے ناوان
 میں ہر کسب طرف سے دی ہوئی اور دلیر

سودا جو شمع نہیں گرمی بازار مجھے
 یہ قسم تنکو فلک سے تو چہان تک چاہے
 تمکو معلوم ہے بار و جہن قدرت میں
 بریں جیران ہوں کہ جو کسائے مرغان
 سو بخشش و داغ و الم در و جلا میرے ساتھ
 منت پر جیت نہ ترے ہاتھ کی کیا صبا
 تخم گریز محبت چہن عشق میں تھا

نہ ہر ملک عدم سے کوئی یار ہے سودا
 جانا اب انکی خبر لینے کو ناچار مجھے
 جس اور کسی اور پہ پیدا کرو سے

نہ ہر ملک عدم سے کوئی یار ہے سودا

اس دل کی اسیر ہے بہین کچھ نہیں حاصل	ایک مالہ جا بجا کہ حسن ارادہ کر دے
نہ تاب لاسکے خود شیعہ عشق کی تب کی	نہ طاقت اب کسی شعل کو ہر مری شب کی
کونے حال سے مریہ کئی تجھے بات	اگر کہی ہی کونے تو اپنے مطلب کی
گیا زہر سے مرے ناموز شور جنوں	بہار خط کی تر سے ہو گئی خزان کب کی
آستان کفر سے مریہ بہین علامت دین	پر اس سخن کے علی الرغم رہا عجب کی

بہین ہے رشتہ و تسبیح صورت زینار
فسم شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

نے ضرر کفر کونے دین کو نقصان مجھے	باعث دشمنی اسے گرو مسلمان مجھے
آہ و زاری سے مرے شب بہین سونا کوئی	تجھے نالان سون میں اک خلق نالان مجھے
خارجوں خشک کے آتش سوزان مجھے	بوجہ کمر سرفروم کہنے سے دامن مجھے
اسکی حوس بہین محرم انہیں دھرم کا نام	کیا کیا جاتے ہیں ویدہ گریبان مجھے

نہ ضرور نہ بہت نہ بصورت نہ شکل
لیکھا کیونکے میں حیران ہوں دل و جان

کل پہنے عی عالم کی طرف بلکہ شر بھی	اسے خانہ بر انداز چین کچھ نوادہ رہی
کیا خدایہ خدا جانی مجھ ساتھ گزرتا	کافی و نسلی کو مری ایک نظر بھی
اسے ابرو سے تجھے روئی کی جھار سے	بجھہ چشم سے چپکائی کہو لخت جگر بھی
ایزالہ افسوس جو ان کے پہرے سے	بایا زنگ و پتھر سے بین روئے اثر بھی
کس سٹی ہو ہوم یہ بازار کے تو اسی بار	کچھ اپنی شب و روز کی ہے بھگو خیر بھی
تہا ترے ماتم میں بہن شام نہ پوچھو	رشتہ سدا حاکم گریبان سحر بھی

سودا سوزی فریاد سوز آنکھوں میں کتنی رات
آئی ہے سحر ہوئی کونکے نو کہیں مر ہی

وہیں دودیا سے جی اٹھتا ہے
مرغ دل پر مرے جیتا ہے
صف آرام دل اٹھتا ہے
یوں گریبان کسی کا بٹتا ہے
دل جو بکھرے کب سٹھتا ہے
اس قدر مجھے کہوں کہنتا ہے
وہاں نگہ کا قدم ریتا ہے
دل کو شعلہ سا چھ لیتا ہے
لکھا قسمت کا کوئی ٹھتا ہے
ایک بڑھتا ہے ایک گھٹتا ہے
کچھ ہمارا ہی اس میں بٹتا ہے
کیوں مجھے ہوت سا جھتا ہے
وصف برگشتگی میں ریتا ہے

دل کسی سے کہ جب بٹتا ہے
طرہ زلف شکل خچل باز
مژہ برگشتہ بیان کا حسن
گل ہے عاشق ترا قسم ست کہا
غنی سمیتے تو سمیتے ممکن ہے
ہنیں شہم تنہی کم زبنا می
کیا کہوں اس صفا سے عارض کو
عشق سے تو ہنیں ہون میں واقف
خط کے آنے سے غم کیا ہے
حسن خط روز و شب سے روشن ہے
ما صحو دل دیا، میں اپنا
رات دن آنکے نم میں سے ہر اک
صف مرنگان کے یہ سخن سراک

ملک دل قتل کر کے سودا کا

نکر حسن یوں لیتا ہے
جان تو حاضر ہے اگر جائے
دل تجھے دینے کو جگر جائے
گھر سے نکلتے ہی تجھے سرسبز
قتل کو اک بیش نظر جائے
غشور سے دُرو دہ عاشاک

نہ مجھے کہہ کہ جن میں بہار آئی ہے
 نہ چوڑ بچہ مرگان نو دست غفلت
 اثر کیا ترے دل میں مجھ نے تو کیا
 ترے نکالے سر تو گھر سے کوئی ہے
 عز و توقیر سے کتنے شوخ جی کش
 کرین میں در پر سے شوخ دہر سے جہ
 جہاں سے کندن دل سخت کا رہی فریاد
 "اوپر لکھا تھا"

تن گداز میں دل کیوں کے بن رکھا سودا

یہ آگ یا بی بی کس سحر سے جہاں ہے

انہی کو یہ طاقت ہو گئی ہے کہ آواز
 رشیدہ نہ کہی راز ترے دل کا تو جا
 کیا جو جو غفیر تک مر رہی ہیں
 سب کام کئے ہیں غلبہ تجھے نہ لیکن
 جب ہونے لگے تاؤس ضمیمہ دل
 نے کا جواب آتا تو معلوم لگتا
 میں ہی ہوں ضعیف ہمدرد
 دینا ہی کوئی مرے دل اس شوخ کو سودا

یہ مرے کشتی کب قابل رہائی ہے
 ابھی زمین یہ گھر سے تو رہائی کا ہی ہے
 دبا کے غلے کو کشتی مری ترائی ہے
 دبی تو جا بگا بیارے کو حکمی آئی ہے
 برابر عمارت کے گردون تنگ جگہ آئی ہے
 بتوئی حسن داد اترے گھر خدائی ہے
 دگر نہ کوہ کئی زور آزمائی ہے

وہ زلف سید اپنی اگر لہر بر آوے
 سہ گوشتی سے اس کے نہ مری ختم ہر آوے
 دو برگ لے لگے لگے نسیم ہر آوے
 میرے دل نا شا کی امید ہر آوے
 کہنے کا ترے وعدہ میں دیوار ہر آوے
 قاصد کے بد و نیک کی مجھ تک خبر آوے
 گدڑے مرے سر سے جو ترے تاکر آوے
 کیا فہر کیا تو نے غضب مرے پر آوے

اب بے تو گیا ہے میرے دیکھو نادان

بل میں نہ آرا دادہ اگر بال و پر آوے

میں نے بھی

ہلا کر سے ستم کا کوئی مجھے کیا کرے
 قاتل جاڑی نعیش کو نشہ ہے ضرور
 انا لکھ آؤں سے لوح نزار پر
 بیل کو خون گل میں تھایا کروں بجے
 مکر عاشق و عشق بنان باد رنگھان
 عالم کے بچ بہر ہے رسم عاشقی
 گر سوئے اب دغوت و محبوب خود
 تعلیم گریہ دون اگر ابر بہار کو

ایسا ہی تو فریفتہ ہو دے ہر اک سے
 آئندہ نا کوئی نہ کسی سے دعا کرے
 بہان تک نہ دینجیات کو کوئی خاطر
 نامے کی گر جہن میں تو رخصت دبا کرے
 اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کرے
 گو نیم لب کوئی ترے شکوے داکرے
 ز ابد بچہ رسم کو تو سو تو کیا کرے
 خبر نخت دل صدف میں نہ گور بندہ

تنہا نہ روز بھر ہے سو داپہ سے ستم
 پروانہ سان دھالی کی ریشہ جلا کرے

سان سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری
 بشکر نے کہیں مجھ لبے کیا تھا دوس
 آگیا رات میں جون دزد و حنا تری ہاتھ

ہٹواری
 سترم سر شمع جونی جانی ہی ہواری
 آج تک اسکی جدا جونی ہی ہواری
 ورنہ جا بادون کو لا لگای تھا چوری

ابر جا ہے ہی سیت مجھ آسانی
 دے تو بہرہ کیے تو اب یہاں گوری ریا

تجھ میں تے کہ تو رسم سے کہ ہر دھڑے
 مردن تو مجھے اپنے کو چے سگائے ہے
 معشوق کی نفقت ہی بندہ کرے عاشکو
 کشمیر محال اس کی فائوس میں جیتی ہے
 دل کے سین اک عالم کتنا خدا کا کہ

پیار ہی بہ جہن سے ہو سرکار درود
 جاؤں جون ہلا اب میں لاؤں میرا ایدر
 کس گل نے خرید ای میل کے تین رو
 جو جسین سو مارا ہی منت اسکو بہا برد
 اے عشق اسے آتش دے ہی تو بچ کر دے

یانی ہی نہ مالک اس جو سوے بند یا یہ
 بن داؤد سہدے دل دیکھی نہ زنا کی
 سو کے کہا میں نے کل سیر لکھان میں
 ششہ بی غرض اسکا بدختر نہ آئے

کاسے کہیں کل کے شبنم کیسو ہو رہے
 خاتم نے سلیمان سے جیوتھی کہیں نہ رہا
 یہ وقت خوشی ہی خاتم غزے فرو ہے
 جس شجر کا ہر مصرعہ آو دل پر در ہے

کہیں تو نگاہے دل جو نہ فوج ہمارا ہی
 لیکن نہ صبا بچھے کا ہے ہم سر دے

حدم وہ ضم سوار ہو دے
 جو اٹھ نہ کے تری گلی سے
 محکم نور اوق بن کے ہے
 وہ نصرتو جابنا بہن بن
 وسعت سے سینے پہ در
 سوزن کی نہ جیب بچوشت
 شبنم سر پہ ہے سنا غزل
 یانی بہن ہے تو اسکو خالم
 نامح تو قسم جسے دل پر
 کن زخون میں زخم ہے کہ جنگ

ناصید حرم شکار ہو دے
 رہنے دے کو نا غبار ہو دے
 گو عمر کہ باید ار ہو دے
 جس میں گل و گلزار ہو دے
 تنگ دے کہ شگفتہ دار ہو دے
 یوں پیو کہ تار تار ہو دے
 گردون تو خراب دغوار ہو دے
 جو زخمی ہے شمار ہو دے
 اپنا کیو اختیار ہو دے
 چھانی سکے نہ دار بار ہو دے

کہیں ہے بہنوون نے بیخ بکھیر

برہن میٹکے کے شمع مہ کو مدنے
 حنادین جسکے ہم قدر انی نانوئی کی

الہ خود اسے کہو تار ہو دے
 کے بن جسکو سودا وہ دل آگاہ کے مدنے
 اگر گسار دمان ہو دے تو عادی کا مدنے

باز در این باب

سودا کو عاشقی پہ رکھا جاتا ہے باز

ناصر نصیحت اپنی سے نوبی شعور کی

— 2 —

حب پریشان سے مین جادو ختر ز ما نگلی

بولا کہ سعادتِ ابرودہ ابھی باقی ہے

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

علی کا نقش قدم دھونے جاتے ہوں خود اس

پیر سے جو باکسر جو نیرافین مل کے

منہ میں خدا نے دی ہے زبان بات کے
بہر عمر سے روئے جس بات کے لئے

مجرم ہوں تو کہہ دو کافیات کے لئے
وہ رات وصل دوست کی یارب نہ نصیب

یہ منت پر ہی فوسے جن کو لجا دے
وہی ہے حق میں سے خوب جو بچ رہا ہے
مبادا یاد نہ ملے دل کیسا آجائے
سو اسے خاک نہ مجھے کوئی لہر آئے
کہ باغبان مرے احوال خبر یاد

نسیم اگر قدم دوستی بجالا دے
جفا دہر جو خاطر میں اب نری آوے
سبجہ کے کچھو کچھو پیار سے گلہیں آجے حرام
طریق عجز میں مجھ سے سناہ جو مقابل ہو
درخت خشک ہوں اسباغ میں خدا نکرے

دردن ہوں میں کہ کیسا نہ دل گھیل جائے
عجب بندن کہ میس کا جی نکل جائے
کہ جسکو دختر رزد کہہ کر آؤں جا
جو دیکھ کر ترکان ہو تو سنہل جائے
مجاں کیا ہے کبھی زبان جل جائے
کہ ابیا عکس بھی اس گہر میں نکل جائے

ابھی نرم جان سے وہ شمع تل جاوے
مخاطب اس لب جان بخش ہے جو اکدم ہو
مغان میں کیا کہوں ز ابد کی کیفیت
کچھ اندون تری نظر دس کر چلا کر دل
برنگو شمع سے کون اس کے دسے تشبیہ
دماغ خلوت آئینہ ہو تو بہ جاوے

گرہ تو عشق کی سودا کے سے ملتی ہے

دل میں لسنے کی سر جھکومت سے شاد کا
قدیم پر رقص کے دیکھو جو دینے بل جائے
جستہ بد دور سلامت سے بہر آبادی

سب سے
بہتر
جائے

اسے کل اندام ترسے ہاتھ نہ میں ہن لال
 کو جو عشق میں ہم سب میں گردن زدنی
 ہو گئے صاحب جو ہر ترا ہند دیکھ فقیر
 خون بجان میں سودا کے رہیگا کنگ
 بال و پر توڑ کے سو بچے نفس کو صبا
 ایک دن دشت میں جا کر مرن کہا سودا
 بہہ کہا نہیں کس امید پہ سستی نزع

کون بلبل ہے چمن میں کہ بہن فرادی
 تیغ ابرو سے بتان بیج نہ تھی جکادی
 ہے خود پوش سد اکٹھ نولادی
 تجھے رخصت ہے مری اسے موس ازادی
 تر فرگان نہ رگ جان پہ کون نصاوی
 چوڑ بستی کو تجھے کہو کہ خوش آوری
 غم نہ کئے دکھا رہے ہو رہے دکھناوی

جکادی

نصاوی

جکادی

سے وہ بنیاد خرابی کی جہاں میں دوست

سہجے میں اہل جہاں جسکے تین آبادی

بہر نظر تجھ کو نہ کیا کہو در در نے
 کشمکش کیا موسیان تیغ کیہاں
 بہر گلشت عدم سے جو کوئی پہنچا
 پہل جوانی سے نیا یا کہو چون طفل شنگ

حسرتیں جی کی بہن جی ہی میں نے رنے
 صرف سینے کا ہوا تانے کی ہی بہر ہر تے
 سخت اس بائیں طے منز لین کر تے کرنے
 مل گئے خاک میں میان یاد تے در در تے

کیا بہن فائدہ انکوں سے بقول سودا

بہر نظر تجھ کو نہ کیا کہو در در تے

اسے لاجی تو کیسا غرون کا مت تھے
 کہنچن سے تجہ نین کو نشہ کیوں کی دیجے
 سے مری شیخو ان میں تر نگہ ترا زو
 شدہ تک کا ناچو مہا ناے اشکو ابرس

جو کچھ تو چاہے اک شب چہا بہہ کے سوائے
 وہ تو جیا کرے عی اسکی سد اموئے
 کئے زقیب کو کہہ نہ تر کو نہ تو نے
 کہا نہ کو جارہاے کشن کو نہ تو نے

جکادی

جکادی

<p> الصاف کچھ بھی بارو سے عشق کے ملکر میں و سہانہ یہ وہ سے یوں صلح کب کی ہے وہ پوچھی کا بھوکھ گز کھئے نہ نامہ کل یاد سے کہا میں سنتا ہر آج سودا کہتے لگا کہ نادان بہ حیف کی کہ کوئی سوخت داس غزل سے روح آج کی سودا چون غنچہ تو جہنم میں بند خبا کو کہو لے آؤ گی گارہ جہنم میں تو کے ہی سیکشتی کو باغ جان میں اگر کچھ ہنسے بیل سیایا ایسا ہی جاؤں جائز کرتے ہو تو سودا کم بولنا ادا ہی ہر حید پر نہ اتنا چشم پر آب ہوں میں چون آئینہ جابی </p>	<p> دل غم سے اب جو دے اور چشم مونی رو بونٹوں کے کہتے اور چہیکت جنگ ہو گزری میں جا کہو تریتا ہی سول گوئے بکنا ہی اک نگہ پر اسکے تئیں کو جوئے اسپندہ کر نیکو بھی اتنے سیاہ کوئے تو اس زمین میں نادان طور ایسا کیوں پر گل سے ہے پیار ہی بیل کہو جوئے شبنم سے کدے بیل یا گل کوئے دہو ایک دل ملا کہ حسین میں سیکڑاں اس دل پہ کل جو ہونی سو آج ہی ہو مست جا ہی چشم عاشق تو نبی ہوئے رگ رگ کے چرخے میں جہانی میں شبنم ہوئے </p>
--	---

کون ایسا اب کہے سودا گلیمیں سے
 آتجھ کو لے جلیں ہم دل کہوں کہ تو رویے

مطلعات

<p> بار بے ہر گونہ دستار سلاست تو تے گز نیم میں شیشہ تو ہمیں یاد کرو </p>	<p> جب تک ہے جہان میں گل و گلزار سلاست میکان روح ہماری بھی کبھی یاد کرو </p>
--	---

اس دل پہ مجھے رحم جفا کا رہن ہے

میں کہتا ہوں دل ہے گو گنگ نام کر

نہم دیکھ بڑا کہوں دل بیتاب جاو

خط مرغ نامہ بنے تجم کون دیا

یا رہی مقدر حبیب ہو کشنا دمن سب کا

نہ پوچھ سنگ و گل اسے سحر اید کو مان

فائدہ کیا خط تجھے کہہ کہہ اگر دو نامین

سنگے یہ کہتا رہی میرے باز جا کھا کو

آگے یا قسمت جلا دیا بار بار یہ ہیں

ابو ان عدالت میں تمہارے پاشاہ

بشنے کا جو دمان طاق سے رہی

مومن بنین نارس میرے آگاہ

اسنت کا برہمن ہوں کہ ہم صوفی و شیخ

جس دل سر دل مور کو ارادہ نہیں ہے

یہ ہو بات گرا میں نو کیا آرام سو گند

اگر بجلی ہے دیکھ تو زہر آب ہو جاو

مضمون تو نے سنکے اسکا آڑو دیا

نیکل ماہ عید کی سوکے جو نور انیس کا

میرے صنم کی پرستش کر آخدا کو مان

نامہ اعمال دل نکلتا ہوں درد ہوا ہون

کہوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو

ایو کر انکھوں لگا دی دیکھنے بار بہن

کیا ظلم کو سر دخل عبادا بالہ

بہتر سے نکلتی ہے صد البسم اللہ

اسنت کو سر سبوح اسلام میں راہ

کہتے ہیں جسے دیکھ کے اللہ بالہ

جس دل سر دل مور کو ارادہ نہیں ہے
یہ ہو بات گرا میں نو کیا آرام سو گند
اگر بجلی ہے دیکھ تو زہر آب ہو جاو
مضمون تو نے سنکے اسکا آڑو دیا
نیکل ماہ عید کی سوکے جو نور انیس کا
میرے صنم کی پرستش کر آخدا کو مان
نامہ اعمال دل نکلتا ہوں درد ہوا ہون
کہوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو
ایو کر انکھوں لگا دی دیکھنے بار بہن
کیا ظلم کو سر دخل عبادا بالہ
بہتر سے نکلتی ہے صد البسم اللہ
اسنت کو سر سبوح اسلام میں راہ
کہتے ہیں جسے دیکھ کے اللہ بالہ

حاصل ہی ہے نہ کہ ماویا ہو	بالغرض ہوا یوں ہی تو پھر تو کب تک
بے فوج سرخزے کی ہمیشہ بیداد	نتا اہم ہر راخو من طاقت برابر
رہتا ہے بہ حال دل کہ جیسے دہقان	ٹپتے ہوئی کہیت کے کر کے فریاد
ی زیر فلک جتنی کہ بہ موجودات	سر ایک کی ایک طرح کی سے اوقات
اسے شیخ کیا خوب بہ بنے تحقیق	شیخی و کرامات ہر بن آئے کی بات

قطعہ در تہنیت سال گرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

گنہاؤ مودے یہ اقبال و نخت بر سے	الہی تا بدم حشر یہ گرہ نہ کھیلے
رے فلک و درخشاں گی میں نامیزان	تو روز سال گرہ اپنی موت تو نہیں
عروج ہو ترے اعدا کا یوں منزل میں	کہ جیسے ہر کی تابش ہو کوہ بر کھیلے

نہ پہیلی خس	عائشہ
اس مضمون ہے جو باہر	باند میں جکوتاں عر
آوے جب سیکہ اور جیت	موزون ہو تب اسکی بیت

